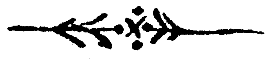
علوم القرآن

عالیجناب مولانا مولوی السید محمد ہارون صاحب قبلہ صدر الافاضل مولوی
فاضل ہندوستان کے شیعہ علما میں خاص مرتبہ رکھتے ہیں ہر طبقہ کی شیعہ
ان کے نام نامی و اسم گرامی سے واقف ہیں تصنیف و تالیف کے میدان
میں انکی طبع ذکی نے بہت کچھ جولانیاں دکھائی ہیں حال میں
آپ کی پرزور قلم سے جدید تالیف تیار ہوئی ہے جسکا نام علوم القرآن ہے
کتاب ہذا میں آپنے ان جملہ علوم سے بحث کی ہے جنکو حاطہ
کر نیکا کلام مجید مدعی ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد لا رطب ولا یابس الا
فی کتاب مبین کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے۔

سنہ ۱۹۱۳ء

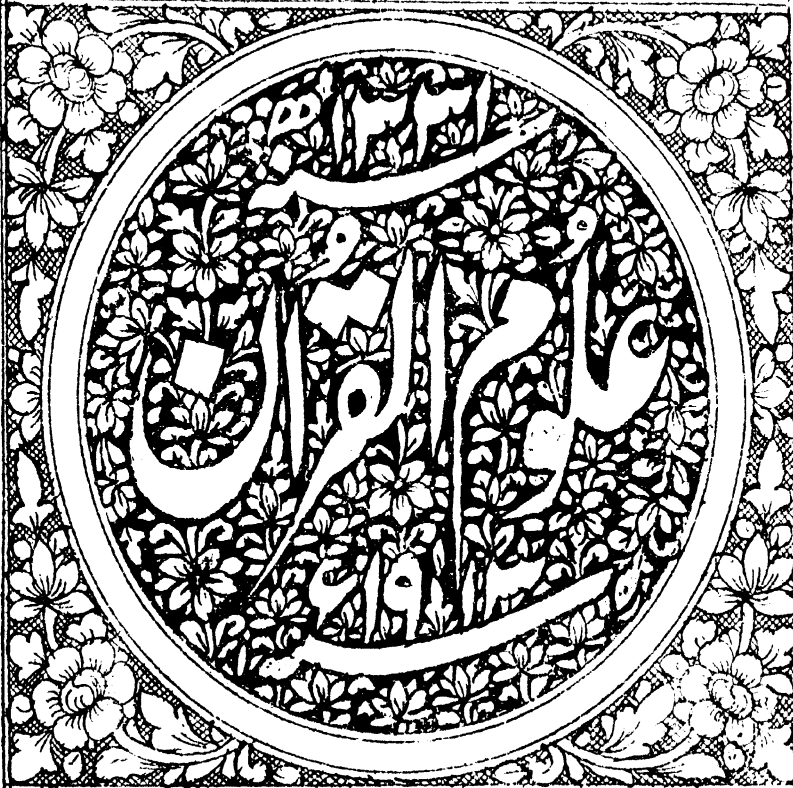
سید صغیر حسن شمسی نے مطبع یوسفی دہلی میں چھپواکر شایع کیا

فہرست کتاب علوم القرآن



بصائر للناس وهدى ورحمة لقوم يوقنون

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان عجیب قرآن کتاب مستطاب لاجواب منفاخر انتساب الموسوم بہ



از تالیفات فاضل جلیل مولانا مولوی السید محمد ہارون صاحب قبلہ مولوی فاضل منشی فاضل

سید صغیر حسن مطبع یوسفی میں چھپوا کر شائع کیا



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نزّل الفرقان تبیانا لکل شیٔ و بشری للمتقین ۞ ونورًا و
ھدًی و ذکری للمُسلمین ۞ وشفآءً ورحمةً للمرتابین ۞ وبیّناتٍ وتذکرة
وبرھانا لمن القی السّمع الیه من المھتدین ۞ وموعظةً للمتّعظین ۞ والصّلٰوة
علی من جآء بالصدق وصدّق المرسلین ۞ ابی القاسم محمد رسول اللہ وخاتم
النبیّین ۞ وعلیٰ آله الذین ھم شرکآء القرآن بالحق والیقین ۞ وامنآء وحی
الرّحمان بالاذعان والتصدیق لا بالتقدیر والتخمین ۞ سیّما علی الامام المبین ۞
والکتاب الناطق الظاھر المستبین ۞ خیر الوصیّین ۞ وخلیفة رسول ربّ
العٰلمین ۞ علیّ بن ابی طالب قاتل الناکثین ۞ والمارقین والقاسطین ۞ الھادی
الی شرائع الدین ۞ ومناھج الشرع المتین ۞ صلوٰة متوالیة الی بقآء السمٰوٰت
والارضین ۞ ومتتالیة الی تغرّد الحمائم فی البساتین ۞ اما بعد بندہ عاصی
سیّد محمّد ہارون بن السید الجلیل والسند النبیل السیّد عبد الحسن غفر اللہ لھما
زنگی پوری۔ خدمت میں عامہ بنی نوع انسان اور اخوان ملیین و اہل ادیان کے عرض کرتا ہے
کہ اگرچہ دنیا میں اسوقت بہت سی کتابیں ایسی موجود ہیں جنکی بابت دعوی کیا جاتا ہے کہ وہ
آسمانی کتابیں ہیں مثلاً۔ وید۔ بدہ جی کی کتاب۔ دساتیر۔ ژند پاژند۔ انجیل۔ توریت۔

زبور۔ وغیرہ۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ سب اسوقت تک اوسی حالت پر باقی ہیں جس حالت سے خدا نے نازل فرمائی تھیں۔ انہیں کے مقابلے میں اسلام میں بھی ایک کتاب ہے جسکی بابت اہل اسلام کا دعوے ہے کہ وہ بھی آسمانی کتاب ہے۔ جسے قرآن۔ فرقان۔ اور کتاب مجید۔ کہتے ہیں۔ انکا یہ خیال ہے کہ یہ کتاب معجزہ بھی ہے یعنی آدمی اسکا مثل نہیں لاسکتا۔ اسوجہ سے بیشک یہ خدائیتعالے کی بھیجی ہوئی کتاب ہے کیونکہ جب انسانی طاقت سے بالاتر ہے تولامحالہ خدا کی کتاب ہوگی۔

اس کتاب میں جابجا یہ دعوی بھی کیا گیا ہے۔ کہ ان اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا اگر تمام جن وانس بھی ملکر چاہیں کہ اسکا مثل لاسکیں تو نہ لاسکینگے اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کرے۔ کہیں یہ کہا گیا ہے کہ فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات اگر سارے قرآن کا مثل نہیں لاسکتے ہو تو دس ہی سورتوں کا مثل بنالاؤ۔ کہیں یہ دعوی کیا گیا ہے کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ ان کنتم صادقین اگر دس سورتے نہیں بنالاسکتے تو ایک ہی سورہ ایسا بنالاؤ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ مگر آجتک کوئی شخص اسکا مثل نہ بنا سکا۔ اور نہ کسی سے اسکے کسی دعوی کا خفیف سا بھی ابطال ممکن ہوسکا۔

اس کتاب کا یہ بھی دعوے ہے کہ یہی تمام عالم کے رطب ویابس کی جامع ہوں لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ اور یہ بھی دعوی ہے کہ تبیانا لکل شئ یہ کتاب ہر شی کا بیان ہے یعنی موجودات عالم میں سے جتنی چیزیں ہیں وہ سب اسمیں موجود ہیں۔

پس ان سب امور مذکورہ بالا پر خیال کرکے ارادہ ہوا کہ واقعی مقابلہ اسکا اور کتب سماویہ سے کرنا چاہیے جنکی بابت خدائی کتاب ہونیکا دعوی ہے تاکہ معلوم ہوسکے کہ کہانتک ان کتابوں میں خدائی کتاب ہونے کی علامت ہے اور کہانتک اسمیں۔ اور آیا یہ دعوے اس کتاب کے بجائے خود صحیح بھی ہیں یا محض زبانی جمع خرچ اس خیال نے اس قدر وسعت پکڑی کہ آخر ان تمام کتابوں کو دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہایت اہتمام سے انکی جانچ کی۔ مگر معلوم ہوا کہ درحقیقت سوائے اس کتاب کے جسکا نام قرآن ہے کسی میں کوئی اثر ونشان آسمانی کتاب ہونیکا موجود نہیں۔ نہ بحیثیت معلومات کے نہ بحیثیت تعلیم اخلاق کے نہ بحیثیت حسن بیان کے نہ بحیثیت معنویت کے نہ بحیثیت ہدایت کے بلکہ کچھہ ایسی اولٹی اولٹی باتیں دیکھنے میں آئیں جنکو کسی طرح عقل قبول نہیں کرسکتی کہ وہ خدائے تعالے کی بیان کی ہوئی ہوں۔

البتہ اس کتاب کی عجیب شان پائی - کہ جہانتک اسے دیکھئے نظر کا شوق آگے ہی بڑھتا جاتا ہے دل کی کشش کچھ اور ہی زیادہ ہوتی جاتی ہے - اگر لفظوں کو دیکھئے تو گویا موتی بکھرے ہوئے ہیں اگر معنوں کو دیکھئے تو عجیب روحانیت پر مشتمل ہیں - اگر قصوں کو دیکھئے تو کیسے دلکش کہ مکرر بیان ہونے پر بھی وہی جذب رکھتے ہیں - اگر اخلاق کو دیکھئے تو آب کوثر سے دھلے ہوئے - اگر احکام کو دیکھئے تو ایسے مستحکم کہ قیامت تک نہ ٹل سکیں - اگر عبرتوں کو دیکھئے تو دل کی کیفیت کچھ اور ہی ہوجاتی ہے - اگر مواعظ کو دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اچھا خاصہ پختہ تجربہ کار حکیم اپنی گراں قدر نصیحتوں سے دلوں اور کانوں پر قبضہ کئے لیتا ہے - اگر علوم کو دیکھئے جو اسمیں مذکور ہیں تو دریائے بے کنار نظر آتا ہے - غرض جو چیز اسمیں دیکھی وہ اعلی درجہ پائی بخلاف اور کتابوں کے کہ اونمیں باوجود حجم بڑے ہونے اور وسعت بیان کے اس کتاب محترم یعنے قرآن کا سواں حصہ بھی کوئی مطلب مذکور نہیں -

آخر یہ ارادہ ہوا کہ جسقدر اس کتاب سے معلومات بہم پہونچ سکتے ہیں اونسے اپنے بنی نوع بھائیوں کو فائدہ پہونچانا چاہئے اور جو منافع اسمیں ملے ہیں ادن سے دوسروں کو بھی منتفع کرنا چاہئے کیونکہ انسانیت کا مقتضا یہی ہے کہ جب ایک شخص کوئی فائدہ کسی شئی سے اوٹھائے تو اوس سے اپنے بھائیونکو بھی حصہ لینے کا موقع دے - لہذا میں نے اس کتاب پر مختلف حیثیتوں سے مختلف وقتوں میں نظر ڈالی - اور کئی کتابیں مستقل اسکے متعلق لکھیں مثلا - توحید القرآن - اخلاق القرآن - احکام القرآن - امثال القرآن وغیرہ - مگر پھر یہ خیال ہوا کہ ایک کتاب ایسی بھی اسکے متعلق لکھنی چاہئے جسمیں اس دعوے کا ثبوت کماحقہ ہو - یعنی قرآن جو یہ کہہ رہا ہے کہ میں تمام عالم کے معلومات پر مشتمل ہوں اوسکو ظاہر طور پر بیان میں بھی دکہلایا جائے تاکہ اسکی سچائی خلق اللہ پر ظاہر ہو - شاید اسی کے ذریعہ سے کوئی فائدہ اوٹھا سکے - اور غرض اپنی جو محض ہمدردی بنی نوع انسان ہے پوری ہو یہ خیال کرکے میں نے اس کتاب جلیل القدر عظیم المنزلت پر پھر نظر غائر ڈالی ایک حیثیت الفاظ دوسری حیثیت معنے - الفاظ کی طرف سے تو اس کتاب کو مجمع پایا تمام اقسام کلام کا - یعنی کہ انسان جتنی طرح کی گفتگو کرسکتا ہے اور جو طریقے کلام کے عقلا ممکن ہیں وہ سب ہی اس کتاب میں موجود ہیں - اور معنی کی طرف سے اسکو ایک عجیب و غریب مجموعہ پایا کہ دنیا کے مدونہ علوم میں سے کوئی سا ایسا علم نظر نہیں آیا جو اس کتاب میں مذکور نہو - پس چاہا کہ اس حاصل شدہ فائدہ کو اپنے بھائیوں تک بھی پہونچا دوں تاکہ وہ سمجھیں کہ آیا یہ کتاب قابل قدر ہے یا اور باقی کتابیں - آیا یہ کتاب پیروی کے قابل ہے یا دوسری -

اب میں کہتا ہوں کہ فی الواقع جو کچھہ اس کتاب میں دعوی کیا گیا ہے وہ بالکل صحیح ہے سرمو فرق نہیں ہے - بیشک یہ کتاب باوجود اس کم حجمی کے بے انتہا معلومات کا مجموعہ ہے - اور اب بھی جسقدر اسمیں سے سمجھہ میں آسکتا ہے وہ بمقابلہ اوسکے جو ابھی فہم تک نہیں پہونچا ہے - بہت ہی تھوڑا ہے - نہ تو اس کتاب کے مضامین کی انتہا معلوم ہوتی ہے اور نہ اس کے مطالب شیقہ ونکات دقیقہ کا خاتمہ -

میں بیچارہ باوجود اپنی کم استعدادی کے جسقدر سمجھہ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ دنیا کے مدون علوم میں سے جو معرفت وعقل سے تعلق رکھتے ہیں وہ چھہ علم ہیں - ایک علم الہیات - دوسرے طبعیات - تیسرے ریاضیات چھوتھے علم اخلاق - پانچویں سیاست مدن یعنی قانون انتظام ملکی - چھٹے تدبیر المنزل یعنی قواعد انتظام خانہ داری - اور انمیں سے ہر ایک کے تحت میں جسقدر اقسام ہیں وہ یہ ہیں - علم الالہ - علم الملائکہ - علم المعاد علم النبوۃ - علم الامامۃ - علم النفس - علم حساب - علم ہندسہ - علم مساحت - علم جبر ثقیل - علم موسیقی - علم مناظرہ علم ہیئت - علم نجوم - علم جفر - علم غیب - علم کیمیا - علم طب - علم تشریح - علم حیوانات - علم جمادات علم نباتات - علم جغرافیہ - علم تاریخ - علم اخلاق جسمانی - علم اخلاق روحانی - علم قوانین انتظام ملکی - علم تدبیر المنزل - وغیرہ - انمیں سے کوئی ایسا علم نہیں جو اس کتاب محکم وفرقان اعظم میں مذکور نہو - علاوہ بریں - علم معانی - علم بیان - علم بدیع - علم عروض - علم الامثال - علم مناظرہ - علم منطق - علم تجوید - علم فقہ بھی اس میں مکمل طور پر موجود ہیں - نیز علاوہ انکے جتنی اقسام کلام ممکن ہیں وہ سب بھی اتم واکمل اس چھوٹے سے دفتر میں اس خوبی سے مذکور ہیں کہ دنیا کی کسی کتاب میں آجتک نہ مذکور ہوئے اور نہ آئندہ امید ہے -

مثلا وعد - وعید - مجمل - مفصل - ظاہر - باطن - محکم - متشابہ - عام - خاص - ناسخ - منسوخ - امر - نہی خطب - نظم - نثر عاری - نثر مسجع - قصص - حکم - عبرتیں - اور مثالیں - دعوے - اور دلیلیں - وغیرہ - ان تمام امور کو دیکھکر بیشک بمجبوری یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ ہرگز ہرگز اس کتاب کی کوئی نظیر نہیں ہے - اور بے شبہہ یہ خدائی اور آسمانی کتاب ہے - اور یقینا معجز ہے - کیونکہ اس طرح کی کتاب لکھنی انسانی طاقت سے بالکل باہر ہے - اور اگر کسی کو اسمیں شک ہو کہ یہ بیان اور دعوی غلط ہے تو پہلے میری اس تحریر آئندہ کو پڑھے اور اوسکے بعد کوشش کرے کہ ایسی ہی دوسری کتاب باایں بلاغت وفصاحت وجامعیت لکھکے اور خلق کے سامنے پیش کرے -

پہلے میں علم الہیات کو اس کتاب کے لکھتا ہوں اور اوسی کو پہلا باب قرار دیتا ہوں - لیکن چونکہ نہایت مکمل

بمفصل طور پر اس مطلب کو میں اپنی کتاب توحید القرآن میں لکھ چکا ہوں۔ اس لیئے یہاں صرف مثالاً چند باتیں عرض کرونگا۔

علوم الٰہیات

پہلے باب میں علم الالٰہ یعنی صرف خدائے تعالیٰ کی ذات و صفات کا مختصراً ذکر ہوگا۔ جو شاید اوس بیان کا جسقدر قرآن مجید میں باب موجود ہے سواں حصہ ہو۔ یا اس سے بھی کم۔ اس باب میں دو حیثیت سے نظر ہے ایک بنظر معرفت ذات خدائے تعالیٰ۔ دوسرے بحیثیت صفات پروردگار عالم۔

پہلے امر کے متعلق یہ عرض ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ذات پاک وحدہ لاشریک ہے۔ سوائے دہریوں۔ اور آریوں اور مشرکین عرب اور مجوس کے تمام عقلائے عالم کا یہی اعتقاد ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس کا بیان قرآن مجید میں کس خوبی سے کیا گیا ہے۔ اور آیا اسکا سا بیان کسی اور کتاب میں بھی مثل وید و ژند و پاژند وغیرہ کے ہی یا نہیں قرآن مجید تو اسے یوں بیان فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ اللہ یکتا ہے۔ اللہ ہی بے نیاز ہے اوس نے کسی کو جنا نہیں۔ اور نہ اوسے کسی نے جنا ہے۔ اور ہرگز اوسکا مثل کوئی نہیں۔

اس عبارت میں قرآن مجید نے چند باتیں بتلائیں ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ یعنی معبود برحق اکیلا اور یکتا ہے۔ وہ کسی عدد میں کا ایک نہیں ہے۔ مثلاً دو میں سے ایک یا تین میں سے ایک۔ یا دس میں سے ایک۔ اسی وجہ سے واحد نہیں کہا کیونکہ واحد کے معنی ایک کے ہیں جسکے مقابلہ میں دو ہے۔ اگر کہتا کہ اللہ واحد ہے تو معلوم ہوتا کہ کوئی اور بھی اللہ ہے یا کئی اور اللہ ہیں جنمیں سے ایک یہ بھی ہے پھر تو خدائے تعالیٰ کی یکتائی باقی نہ رہتی۔ بلکہ وہ کئی خداؤں میں سے ایک سمجھا جاتا۔ اس لئے اَحَدٌ کہا یعنی یکتا ہے۔ دوئی کی اوسمیں بو بھی نہیں دوسرے یہ کہ وہ کسی نوع کی فرد یا کسی جنس کی نوع نہیں ہے۔ زید مثلاً کہ انسان کی ایک فرد ہے مگر خدا ایسا نہیں ہے کہ وہ کسی کی فرد بن سکے۔ ورنہ لازم آئیگا کہ مرکب ہو اور حادث ہو جائے۔ اور نہ کسی جنس کی نوع ہے کیونکہ نوع ہمیشہ مرکب ہوتی ہے جنس و فصل سے تو پروردگار عالم کا مرکب ہونا بھی لازم آئیگا۔ اور جب مرکب ہوگا تو حادث ہو جائیگا حالانکہ وہ واجب الوجود ہے۔ اسی شبہہ کے دفع کرنیکے لئے واحد نہیں کہا بلکہ اَحَدٌ سے تعبیر کی۔

تیسرے اس اجمال کی تفصیل معلوم ہوئی۔ لفظ اَللّٰهُ الصَّمَدُ سے اگرچہ صمد کے معنی بہت سے ہیں۔

جو مرکب نہو اوسے بھی صمد کہتے ہیں - بے نیاز کو بھی کہتے ہیں - اوس سردار کو بھی صمد کہتے ہیں جسکی طرف لوگ اپنی حاجتیں لیجائیں - اوسے بھی صمد کہتے ہیں جسپر سرداری کا خاتمہ ہو - جو کہانے پینے سے مستغنی ہو یعنی جسے اسکی احتیاج ہی نہ ہو وہ بھی صمد ہے - جس میں کسی قسم کا جوف نہو اوسے بھی صمد کہتے ہیں - جس کے اجزا میں مغائرت نہو اوسے بھی صمد کہتے ہیں - جسے نیند کی حاجت نہو وہ بھی صمد ہے - مگر بہر صورت اسکی رجوع اوسی طرف ہوتی ہے کہ صمد میں ترکیب نہیں ہے - پس حاصل یہ ہوا کہ اللہ صمد ہے یعنے اجزا سے ملکے نہیں بنا ہے - بلکہ وہ احدی الذات اور بسیط ہے -

چوتھے چونکہ عالم کے مذاہب میں کئی مذہب ایسے ہیں جو کسی آدمی کو خدا کا بیٹا بتاتے ہیں - جیسے عیسائی حضرت عیسی کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں - یہودی کسی زمانے میں حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے - تو اس شبہہ کو بھی دفع کرنا ضرور تھا لہذا فرمایا لم یلد اوس نے کسی کو نہیں جنا جو اوسکا بیٹا ہوسکے کیونکہ ولد یا ابن اوسی کو کہتے ہیں جو کسی کے نطفے یا رحم سے پیدا ہو - پس نہ تو خدا تعالی جسم رکھتا ہے اور نہ مرد ہے جس سے نطفہ نکلے اور اوسکے بیٹا ہو سکے - اور نہ عورت ہے کہ اوسکے رحم ہو اور اوس سے بچہ پیدا ہوسکے تاکہ اوسکا کوئی بیٹا یا بیٹی ہو - اس کلام سے اون لوگوں کو بھی سمجھانا مقصود تھا جو یہ کہتے تھے کہ فرشتے تو خدا تعالی کی بیٹیاں ہیں جسکی حکایت جابجا قرآن میں آئی ہے - الہ البنات و لکم البنون کیا اے آدمیو خدا کے تو بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے ہیں ؟ جعلوا للہ شرکاء الجن وخلقہم و خرقوا لہ بنین و بنات بغیر علم سبحانہ و تعالی عما یصفون ان جاہلوں نے خدا کے شریک جنوں کو قرار دیا ہے - حالانکہ جنوں کو خدا نے پیدا کیا ہے - پھر وہ کیونکر اوسکے شریک ہوسکتے ہیں - اور اوسکے لئے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کی ہیں حالانکہ انکو اسکا علم نہیں ہے - (محض تخمینہ اور گمان ایسا کہتے ہیں) خدا تعالی ایسی باتوں سے پاک اور برتر ہے " یعنی ہرگز اوسکے بیٹے اور بیٹیاں نہیں - پھر فرمایا کہ انی یکون لہ ولد و لم تکن لہ صاحبۃ اوسکا کوئی لڑکا کیونکر ہوسکتا ہے حالانکہ اوسکی کوئی جورو ہی نہیں ہے -

پانچویں چونکہ ایک فریق آدمیوں کا یہ بھی کہتا تھا - کہ آورمزد جسے ہرمز کہتے ہیں اوسکے دو بیٹے ہم بطن ہوئے - اون کے نام یزدان - اور اہرمن تھے - یہی دونوں خدا ہیں - نور کا خالق یزدان ہے اور تاریکی اور بد امور کا خالق اہرمن ہے - اسلئے ضرورت ہوئی کہ انکے خیالات کی اصلاح بھی فرمادیجائے

لہذا فرمایا وَلَمْ یُوْلَدْ یعنی وہ کسی کا بیٹا یا بیٹی بہی نہیں ہے۔

چھٹے اون لوگوں کے خیال کا رد کرنا بہی ضروری تہا جو کئی قدیم کے قائل ہیں مثلاً آریہ۔ جو پرمیشر جیو اور پرکرتی۔ یعنی خدا۔ روح۔ اور مادہ۔ تینوں کو قدیم کہتے ہیں۔ اور مجوس جو نور و ظلمت کو قدیم مانتے اور انہیں دونوں کو خدا جانتے ہیں۔ لہذا یہ فرمایا لم یکن له کفوا احد کبہی کوئی اوسکا مثل و ہمسر نہیں رہا۔ یعنی وہی اکیلا خالق و معبود ہے کوئی اوسکا شریک نہیں۔ اسمیں اون لوگوں کے بہی رد ہو گئے۔ جو خدا تعالی کو چہوڑ کر ستاروں۔ عناصر۔ اور بتوں کی پوجا کرتے تھے یا کرتے ہیں۔ کیونکہ جب یہ اوسکے ہمسر نہیں ہیں بلکہ اوسیکے پیدا کئے ہوئے ہیں تو انکی عبادت بہی جائز نہیں۔ بلکہ صرف خدا تعالی کی عبادت کرنی چاہئے جو واقعاً مستحق عبادت ہے۔

چونکہ یہ مطالب نہایت توضیح اور کمال تشریح سے کتاب توحید القرآن میں بیان ہو چکے ہیں اسلئے یہاں اسی قدر پر اکتفا کیجاتی ہے۔

اثبات وجود باریتعالی کے متعلق بہی بیشمار آیتیں ہیں منجملہ اون کے صرف ایک آیت یہاں ذکر کیجاتی ہے۔ انّ فی خلق السّمٰوٰت والارض واختلاف الّیل والنّھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع النّاس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا به الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دابّة وتصریف الرّیاح والسّحاب المسخر بین السماء والارض لایات لقوم یعقلون۔ چونکہ قاعدے کی بات ہے کہ آدمی کی نظر محسوسات پر زیادہ پڑتی ہے اور ہر شی کا پتہ محسوسات ہی سے اوسکو معلوم ہوتا ہے۔ عقلی باتیں اور علمی دلائل ہر شخص کیلئے مفید نہیں ہو سکتے مثلاً ایک ان پڑہ آدمی سے کوئی شخص منطقی دلیلیں اور برہان لمی و انی کا ذکر کرے تو وہ بیچارہ کیا سمجہیگا اس وجہ سے ضروری ہوا کہ کسی مطلب کا ثابت کرنا ایسے طریقے سے ہو کہ ہر شخص اوسکو سمجہ سکے خصوصاً جبکہ ہر شخص کو کیا مرد کیا عورت کیا بوڑہا۔ کیا لڑکا۔ کیا جاہل۔ کیا عالم۔ کیا شہری۔ کیا جنگلی۔ سبکو سمجہانا مقصود ہو اس وجہ سے پروردگار عالم نے اس قرآن میں اون لوگونکے سمجہانے کے واسطے جو وجود خدا تعالی کے منکر ہیں مثلاً دہریہ۔ یا ملحدین۔ یا وہ لوگ جو بالکل جانتے ہی نہیں کہ اللہ کوئی ہے یا نہیں۔ ایسے محسوسات کے بیان کو اختیار کیا ہے جو ہر وقت آدمیوں کے پیش نظر رہتے ہیں اور اون سے کسی دوسری بات کا سمجہنا آسان ہوتا ہے۔ اور چونکہ اثر کو دیکہکر

اثر کرنیوالے کا حال معلوم ہوتا ہے مثلاً دہوئیں سے آگ کا حال یا تحریر سے لکھنے والے کا حال۔ یا آواز کے بولنے والے کا پتہ۔ یا نشان قدم سے راہ چلنے والے کا نشان معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جو دہواں اوٹھتا ہے ضرور اس جگہہ آگ ہوگی۔ یہ خط جو کاغذ پر لکھا ہوا ہے ضرور اسکا کوئی لکھنے والا ہوگا۔ یہ آواز جو آئی ہے کوئی بولنے والا اس طرف اوس طرف ضرور ہے۔ پاؤں کے نشان ضرور بتاتے ہیں کہ ادہر سے کوئی شخص گیا ہے مکان دیکھکر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ کوئی معمار اسکے بنانے میں اپنا وقت صرف کر چکا ہے علی ہذا القیاس اور تمام باتیں ہیں۔

اسلئے قرآن مجید میں بھی وہی آثار دکہائے گئے ہیں جنکے اسرار پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور اونکا کوئی مؤثر اور خالق ہے۔ بغیر کسی مؤثر کے اونکا وجود نہیں ہوا۔ پس منجملہ اون آثار کے جو خدا تعالی کے وجود پر دلالت کرتے ہیں چند چیزیں اس آیت میں بیان ہوئی ہیں۔ ایک آسمان کا پیدا کرنا۔ دوسرے زمین کا پیدا کرنا تیسرے رات کا پیدا کرنا۔ چوتھے دن کا پیدا کرنا۔ پانچویں ان دونوں کا برابر آنا جانا۔ چھٹے کشتی کا پانی پر نفع رسانی انسان کے لئے چلنا۔ ساتویں بلندی سے مینھہ کا برسنا۔ آٹھویں خشک زمین کا زندہ اور تر و تازہ ہوکر نباتات کا اوگانا۔ نویں ہر قسم کے چوپائے زمین پر پیدا کرنے۔ دسویں ہواؤں کا چلانا گیارہواں ابر جو زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے۔

مقصود یہ ہے۔ کہ اے آدمیوں کیونکر تم خدا تعالے کے وجود کا انکار کرتے ہو حالانکہ یہ گیارہ علامتیں اوسکے موجود ہونے کی تمہارے پیش نظر ہیں۔ تم تو صرف ایک علامت دیکھکر کسی شی کو فوراً سمجھہ جاتے ہو۔ صرف آواز سنکر حکم لگا دیتے ہو کہ یہاں کوئی نہ کوئی آدمی موجود ہے جسکی یہ آواز ہے۔ یا آنکھیں آدمی کی دیکھکر حکم لگا دیتے ہو کہ یہ شخص بزدل ہے یا جوانمرد۔ سخی ہے یا بخیل۔ شریف ہے یا رذیل۔ عالم ہے یا جاہل۔ پہر گیارہ علامتیں دیکھکر خدا کے وجود کا اقرار کیوں نہیں کرتے مکان تو بے بنانے والے کے بن نہ سکا کپڑا تو بغیر بننے والے کے تیار نہیں ہو سکا۔ تلوار بغیر لوہار کے تیار نہیں ہو سکی۔ روٹی بغیر پکانے والے کے نہ پک سکی۔ مگر آسمان و زمین و رات و دن۔ ابر و باران۔ وغیرہ بغیر کسی بنانے والے کے بن گئے؟ بہلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ ایک چہوٹی سی چکّی تو بغیر پھرانے والے کے پھر نہیں سکتی۔ ایک ننہا سا چرخہ تو بغیر بنانے والیکے بن نہیں سکتا۔ یہ آسمان بغیر بنانے والے کے کیونکر بن گیا جسکی جسامت جسکا قطر۔ جسکا دور تمہاری عقل کے اندازہ سے بہی کہیں زیادہ بڑا ہے۔ اور کیونکر اسمیں یہ حرکت پیدا ہوئی کہ رات دن میں پورا دورہ ختم

کرے جو کئی لاکھ میل کا ہے۔ کیا بغیر کسی چلانے والے اور حرکت دینے والے کے یہ ہو گیا ہے۔ چھوٹی سی گیند تو بغیر بنانے والے کے بن نہیں سکتی اتنی بڑی زمین جسکا دور چوبیس ہزار میل کا پیمائش کیا گیا ہے کیونکر آپ سے آپ بن گئی۔ دھواں تو بغیر آگ کے نہ اوٹھے۔ اور آگ بغیر جلانے والے کے نہ جلے مگر اسقدر مقدار میں ابر بغیر کسی پیدا کرنے والے کے پیدا ہو گیا؟ کیا عقل یہی حکم دیتی ہے۔ کیا انصاف اسی کا نام ہے کہ ایک جگہہ کچھہ کہو دوسری جگہہ کچھہ؟

چھوٹا سا انجن تو بغیر بڑی بڑی زنجیروں کی مدد اور تدبیر کے نہ چل سکا مگر اتنے چوپائے جو اپنے شمار میں بھی تمہارے حساب کے اندازہ سے باہر ہیں بغیر چلانے والے کے چلنے لگے۔

مٹی کا ایک کھلونا۔ کتے۔ بلی۔ چھچھوندر۔ مرغ۔ کبوتر۔ وغیرہ کی صورت کا جو بے حس و مس اور بے جان و بے اختیار ہے وہ تو بغیر کسی کمہار کے بنائے ہوئے نہ بن سکا۔ اور اتنے حیوانات مثل ہاتھی۔ اونٹ۔ شیر۔ بھیڑیے۔ گھوڑے۔ خچر۔ بھیڑ۔ بکری۔ آدمی۔ بندر۔ کبوتر۔ مرغ۔ چیل۔ باز۔ قاز۔ تیتر۔ بٹیر۔ فاختہ۔ لوای۔ سانپ۔ بچھو۔ چھپکلی۔ کیڑے۔ مکوڑے۔ ہزار در ہزار جاندار پردار۔ پادار۔ ذی ہوش۔ وحواس۔ ہزاروں قسم کی حکمتوں اور خاصیتوں۔ اور فوائد پر مشتمل آپ سے آپ پیدا ہو گئے

ایک چھوٹی سی سیاہ و سفید چادر تو بغیر جولاہے اور رنگریز کی مدد کے نہ بن سکی۔ مگر رات اور دن کی ایسی وسیع چادریں بغیر کسی خالق کے پیدا ہو گئیں؟ آخر یہ کیا انصاف ہے۔

پس جبکہ دنیا کی کوئی شئی بغیر کسی موجد کے نہیں ہو سکتی۔ تو یہ بھی سمجھہ لو کہ اتنا بڑا آسمان جسمیں لاکھوں ستارے ہیں۔ جو بجائے خود ایک عظیم الشان مقدار حجم و روش و خواص و فوائد کی رکھتے ہیں۔ بغیر کسی بنانے والے کے نہیں بنا ہے۔ اور یہ بھی مان لو کہ اتنی بڑی زمین جو ہزاروں ہی قسم کے فائدوں اور لاکھوں ہی قسم کے عجائبات پر مشتمل ہے بغیر کسی صانع کے نہیں ہوئے۔ اور یہ بھی یقین کر لو کہ رات اور دن بھی آپ سے آپ ہی موجود نہیں ہو گئے۔ اور یہ بھی دل سے سمجھو کہ انکا یکے بعد دیگرے آنا جانا خود بخود نہیں ہے۔ بلکہ اس پردے میں کوئی اور ہے جو کبھی اس چادر کا ایک رخ دکھاتا ہے۔ اور کبھی دوسرا رخ۔ اور یہ بھی تسلیم کر لو۔ پانی پر کشتی کا چلنا۔ یعنی لکڑی کا ایسا ہونا کہ پانی پر ٹھہر سکے۔ اور پانی کا ایسا رواں ہونا جسپر کشتی چل سکے۔ بغیر کسی بڑے حکیم کی حکمت کے نہیں ہوا۔

اور یہ بھی جانو کہ یہ مینہہ جس سے تم خود سیراب ہوتے ہو۔ اپنے کھیتوں کو سیراب کرتے ہو۔ اپنے بدن

کثافت کو دہوتے ہو۔ اور ہزاروں کاموں میں صرف کرتے ہو۔ بغیر کسی برسانے والے کے نہیں برسا۔
اور یہ بہی اذعان کرلو۔ کہ مردہ زمین میں یہ طاقت آپ سے آپ پیدا نہیں ہوگئی کہ وہ ہزاروں قسم کے
درخت ہزاروں قسم کے پودے۔ ہزاروں قسم کے پہلدار شجر۔ ہزاروں قسم کے پہول والے اشجار۔
ہزاروں قسم کی بوٹیاں جڑیں۔ ہزاروں قسم کے رنگین و مختلف الالوان گھانسیں۔ ہزاروں قسم
کی ذائقہ والی نباتات اوگا سکے۔ بلکہ یہ بہی کسی بہت بڑے حکیم و قدیر و علیم و مدبّر کا کام ہے۔
اور یہ بہی سمجہہ رکہو کہ اتنے چرند و پرند حیوانات اتنے کیڑے مکوڑے۔ برّی اور بحری جنکے اقسام کے
شمار کرنے میں بہی انسانی عقل حیران ہے۔ اور جنکے حالات و خواص و فوائد کے دریافت کرنے میں
بڑے بڑے کملا ے حکما سر در گریباں ہیں۔ بغیر کسی مبدع قدیم و قیوم کے پیدا نہیں ہوئے۔
اور یہ بہی خیال کرلو کہ ہلکی سی ہوا تو بغیر پنکہے وغیرہ کی مدد کے تم چلا نہیں سکتے۔ اسقدر تند و تیز
ہوائیں۔ خاص خاص وقتوں میں خاص خاص فائدوں کی غرض سے۔ خاص خاص مصلحتوں سے
خود بخود نہیں چلنے لگیں۔
اور یہ بہی پختہ طور پر دل میں بٹہلالو کہ یہ ابر غلیظ و رقیق۔ سرخ و سیاہ۔ سفید۔ و کبود۔ بے آب و با
آب۔ بہی اوقات خاصہ میں۔ فوائد خاصہ کے لئے۔ مقامات خاصہ پر۔ آپ ہی آپ پیدا ہوکر نہیں برستے
اور نہیں دکہلائی دیتے بلکہ بیشک انکا کوئی پیدا کرنے والا ہے جو حکیم بہی ہے۔ عالم بہی ہے۔ زندہ بہی ہے
مدرک بہی ہے۔ اور قادر مطلق بہی۔ وہی اللہ ہے۔ وہی خدا۔ وہی پرمیشر ہے اور وہی یزداں۔ فسبحانہ
ما اعظم شانہ۔

چونکہ اس آیت کے متعلق بہی بہت بڑی تفصیل کتاب تحمید القرآن میں ہو چکی ہے یہاں اختصار سے کام لیا گیا۔

صفات جو خدا تعالی کے لئے ہوسکتے ہیں وہ دو قسم کی ہیں۔ ایک جمالی۔ دوسری جلالی۔ جنہیں دوسرے
لفظوں میں ایک ثبوتی اور دوسرے سلبی کہتے ہیں۔

ثبوتی آٹہہ ہیں۔ ایک اوسکا قدیم ہونا۔ دوسرے زندہ ہونا۔ تیسرے سمیع ہونا۔ چوتھے بصیر ہونا
پانچویں قادر ہونا۔ چھٹے مرید ہونا۔ ساتویں کارہ ہونا۔ آٹھویں بولنے والا ہونا۔

سلبی صفتیں سات ہیں۔ ایک یہ کہ اوسکا کوئی شریک نہیں۔ دوسرے یہ کہ اوسکے اجزا نہیں ہیں
یعنی وہ کئی چیزوں سے ملکے نہیں بنا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ کسی مکان میں یا جگہہ میں بیٹہا یا کہڑا۔ یا سویا

ہا ایسا نہیں ہے۔ چوتھے وہ زمانی نہیں ہے بلکہ زمانے سے پہلے اوسکا وجود ہے۔ پانچویں یہ کہ وہ دکھائی نہیں دے سکتا۔ چھٹے یہ کہ اوسمیں کوئی شی حلول کئے ہوئے نہیں ہے اور نہ وہ کسی شی میں حلول کئے ہوئے ہے۔ ساتویں اوسکے جسم نہیں ہے۔

یہ پندرہ صفتیں قرآن مجید میں باحسن وجوہ موجود و مذکور ہیں جنسے بہتر کوئی بیان نہیں کرسکتا۔ اور نہ کسی کی عقل میں اس سے زیادہ خوبی سے ادا کرنے کا تصور ہی ہوسکتا ہے۔

اگرچہ انکے متعلق بھی ہزاروں ہی آیتیں قرآن مجید میں مذکور ہیں مگر میں صرف ایک ایک دو دو آیتیں ذکر کرونگا اور تفصیلی نظر سے معلوم کرنے کو اپنی کتاب توحید القرآن پر حوالہ کرونگا۔

قدیم ہونے کی نسبت فرماتا ہے۔ هو الاوّل والآخر والظاهر والباطن۔ وہی اوّل ہے یعنی اوس سے پہلے کوئی نہ تہا۔ ازلی ہے اوسکی ابتدا کوئی نہیں۔ وہی ہر شی کی ابتدا ہے۔ اور وہی آخر ہے اوس سے آخر کوئی نہ ہوگا۔ کہ وہ تو فنا ہوجائے اور کوئی دوسرا اوسکے بعد قائم مقام ہو یہی معنی ابدی کے ہیں۔ یعنی اوسکی کوئی انتہا نہیں ہے۔

اور وہی ظاہر و باطن بھی ہے۔ آثار قدرت اوسکے ظاہر ہیں۔ دلوں کے بہید کو جانتا ہے۔

پھر فرماتا ہے هو الذی بدأ الخلق ثم ينشأ النشأة الآخرة اوسی نے خلقت کی ابتدا کی پھر دوبارہ خلقت کو بھی وہی پیدا کریگا۔ جس سے معلوم ہوا کہ عالم کے جتنے مخلوقات ہیں اون سب سے پہلا اوسکا وجود ہے۔ پس جو تمام ممکنات و مخلوقات سے پہلے ہے وہی قدیم ہے۔

پہر فرماتا ہے قُل الله خالق كل شیٔ و هو الواحد القهار۔ اے رسول کہدو کہ اللہ ہر شی کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ایک اکیلا اور غالب ہے۔" اس آیت میں بھی اپنے سوا ہر شی کا خالق اپنی ذات کو بتایا ہے۔ پس لامحالہ خود ہی قدیم ہوگا۔

پھر فرمایا ہے الله لا اله الّا هو الحی القیوم اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ وہی زندہ اور دائم الوجود ہے۔ (قیوم کے معنی بن جبیر وضحاک کی رائے کے بموجب دائم الوجود۔ اور تفسیر اہل بیت کے بموجب قائم دائم القیام بتدبیر خلقہ ہے۔) بہر صورت قیوم وہ ہے جو ہمیشہ اپنی مخلوقات کی تدبیر و اصلاح کرے۔ اور ظاہر ہے کہ جب تک خود ہی قدیم نہ ہوگا تمام ممکنات کی تدبیر کون اور کیونکر کریگا۔

عالم ہے ان الله يعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وان الله بكل شیٔ عليم۔

بیشک اللہ کو علم ہے اور وہ جانتا ہے تمام اون چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو کچھہ زمین میں ہیں اور بیشک اللہ ہر شی کا جاننے والا ہے۔ (سورہ مائدہ)

سورۂ انعام میں فرماتا ہے وعندہٗ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو و یعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا۔ اوسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں (یعنی غیب کی خبریں رکھتا ہے) غیب کو سوائے اوسکے کوئی نہیں جانتا۔ اور جو کچھہ خشکی وتری میں ہے اوسے بہی جانتا ہے اور کوئی ایسا پتا نہیں گرتا جسکا علم اوسکو نہو۔

سورۂ مائدہ میں فرماتا ہے اللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون۔ اللہ جانتا ہے اوسے بہی جو تم ظاہر کرتے ہو۔ اور وہ بہی جسے تم چہپاتے ہو۔ پہر فرماتا ہے (سورہ رعد) اللہ یعلم ما تحمل کل انثی وما تغیض الارحام وما تزداد وکل شئ عندہٗ بمقدار عالم الغیب والشہادۃ۔ اللہ کو علم ہے اوس بچہ کا بہی جو عورت کے رحم میں ہوتا ہے۔ اور جو قبل پورا ہونے کے اسقاط ہو جائیگا اوسے بہی جانتا ہے۔ اور جو نو مہینے سے زیادہ تک پیٹ میں رہیگا اوسکا علم بہی اوسکو ہے۔ اور ہر شی اوسکے نزدیک معین مقدار پر ہے۔ غائب وحاضر سب ہی تو وہ جاننے والا ہے"

وہ قادر ہے فرماتا ہے۔ (سورۂ آل عمران) اعلموا ان اللہ علی کل شئ قدیر۔ اے رسولو جان لو کہ بیشک خدا ہر شی پر قادر ہے۔ پہر سورۂ نساء میں فرماتا ہے ان یشأ یذھبکم ایھا الناس ویات باخرین وکان اللہ علی ذلک قدیرا۔ اگر وہ چاہے تو لے آدمیوں تمکو فنا کردے اور دوسروں کو (مثل تمہارے) پیدا کردے۔ اور اللہ اس پر قادر ہے۔

مرید یعنی ارادہ کرکے کام کرتا ہے۔ سورہ حج میں فرماتا ہے ان اللہ یفعل ما یرید وہی کرتا ہے جسکا ارادہ کرتا ہے۔ سورۂ نحل میں فرماتا ہے انما قولنا لشئ اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون۔ جس وقت ہم کسی شی کے موجود کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو بس ہمارا کہنا یہ ہوتا ہے کہ ہو جا۔ پس وہ ہو جاتی ہے۔ یہ گویا اپنے ارادے کی حقیقت بیان کی ہے۔ کہ ہمارا ارادہ صرف یہ کہدینا ہے کہ ہو جا۔ اتنا کہنا ہی اوسکے موجود ہو جانے کے واسطے کافی ہوتا ہے۔

کلام کرنیوالا ہے۔ سورۂ نساء میں فرماتا ہے ورسلا قد قصصناھم علیک من قبل ورسلا لم نقصصھم علیک وکلم اللہ موسی تکلیما۔ بہت سے رسولوں کا

قصہ تو ہم نے تم سے بیان کیا اور بہت سے رسولوں کا حال بیان ہی نہیں کیا۔ اور موسی سے اللہ نے خوب کلام کیا۔

پھر ایک مقام پر فرماتا ہے۔ ما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب کسی آدمی کو یہ حق نہیں ہے کہ خدائےتعالی اوس سے باتیں کرے مگر یہ کہ وحی کے ذریعے سے کلام کرتا ہے یا غائبانہ طور پر (پردے کے پیچھے سے)

سمیع یعنی سننے والا ہے۔ وان اهتدیت فبما یوحی الی ربی انه سمیع قریب۔ اگر میں نے ہدایت پائی تو اوس سے ہدایت پائی جو میرا رب میری طرف وحی کرتا ہے۔ بیشک وہ سننے والا قریب ہے

بصیر یعنی دیکھنے والا ہے۔ واعملوا صالحا انی بما تعملون بصیر تم لوگ نیک کام کرو بیشک میں تمہارے کام کو دیکھتا ہوں۔

وہ حی یعنی زندہ ہے کل شیء هالك الا وجهه۔ ہر شی فنا ہو جائیگی مگر اوسکی ذات باقی رہیگی (سورۂ قصص) پھر فرماتا ہے سورۂ بقر میں لا اله الا هو الحی القیوم۔ وہی معبود برحق اور زندہ و قیوم ہے۔

سلبی صفات

وہ مرئی نہیں یعنی دکھائی نہیں دے سکتا لا یدرکه الابصار وهو یدرك الابصار وهو اللطیف الخبیر۔ اوسکو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ اونکا ادراک کرتا ہے۔ وہ لطیف و خبیر ہے۔ (سورۂ انعام)

پھر فرمایا ہے ولما جاء موسی لمیقاتنا وکلمه ربه قال رب ارنی انظر الیك قال لن ترانی اور جب موسی ہماری میقات پر آئے اور اون سے اون کے پروردگار نے گفتگو کی تو کہنے لگے کہ اے پروردگار تو مجکو اپنے تئیں دکھا دے۔ خدائےتعالی نے کہا کہ اے موسی تو مجکو ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔

وہ جسم نہیں رکھتا۔ لا تاخذه سنة ولا نوم اوسکو اونگھ اور نیند نہیں آتی کیونکہ جب جسم صاحب جیوۃ ہوتا ہے اور اوسے حرکت کے تعب سے سستی پیدا ہوتی ہے تو ضرور نیند آتی۔ یہاں جسم ہی نہیں کہ جسے اونگھ یا نیند آئے۔

وہ مکان و زمان۔ و حلول و ترکیب سے بری ہے (سورۂ حمعسق) لیس کمثله

شئی وھو السمیع البصیر اوسکے مثل کوئی نہیں۔ اور وہی سمیع و بصیر ہے۔
اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ عالم کے موجودات جو دو قسم پر ہیں ایک جوہر جیسے جسم و روح دوسرے عرض جیسے رنگ۔ بو۔ مزہ۔ سختی۔ نرمی۔ سردی۔ گرمی۔ خشکی۔ تری۔ یبوست خشونت وغیرہ انمیں سے کسی کے مثل خدا تعالی نہیں ہے۔ اور جب ایسا ہے تو مکان و زمان و حلول و ترکیب سے بالکل پاک و منزہ بھی ہوگا کیونکہ اگر جسم ہوتا تو اوسے ترکیب و مکان کی ضرورت ہوتی۔ حادث ہوتا تو اوسے زمانے کی ضرورت ہوتی۔ عرض ہوتا تو اوسے حلول کی ضرورت ہوتی۔ اور جب انمیں سے کسی کے مشابہ نہیں تو ان چیزوں کا وجود بھی اوسمیں نہیں ہے۔
ان صفات کے علاوہ بہی چند صفات کمالیہ اپنے پروردگار عالم نے قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں مثلاً۔ رحمان۔ رحیم۔ حکیم۔ بدیع۔ ملک۔ سلام۔ مومن۔ مہیمن۔ عزیز۔ جبار۔ متکبر۔ قدوس خالق۔ باری۔ اور مصور۔ وغیرہ۔ چنانچہ سورۂ حشر کی صرف تین آیتیں یہاں نقل کرتا ہوں
هو الله الذى لا اله الا هو عالم الغيب والشهادة هو الرحمن الرحيم هو الله الذى لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر سبحان الله عما يشركون هو الله الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنى يسبح له ما فى السموات والارض وهو العزيز الحكيم۔ وہی اللہ ہے جسکے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے۔ غائب وحاضر سب کا جاننے والا ہے۔ وہی بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے۔ وہی بے مثل معبود ہے۔ مالک (بادشاہ) ہے مقدس ہے یعنی کسی قسم کا نقصان و عیب اوسمیں نہیں ہے۔ شوائب آفات وجہل سے پاک ہے سلام ہے۔ یعنی ہر نقص و آفت سے سالم ہے۔ امن دینے والا ہے۔ ہر شی کا حافظ و نگہبان ہے۔ اوسپر کسی کا دسترس اور قابو نہیں ہے۔ اوسکی مشیت ہر شی میں جاری ہوتی ہے۔ متکبر یعنی بزرگ و برتر ہے۔ اوسے کوئی حاجت کسی کی نہیں ہے۔ مشرکوں کے شرک سے منزہ اور پاک ہے۔ وہی اللہ خالق ہے۔ پیدا کرنیوالا ہے۔ صورت دینے والا ہے۔ اوسی کے لئے اچھے اچھے نام ہیں۔ اوسکی پاکی کا بیان تمام آسمانی و زمینی مخلوقات کرتے ہیں۔ اور وہی عزیز و حکیم ہے۔
دوسرا باب نبوت کا ذکر بہی قرآن مجید میں باحسن وجوہ موجود ہے جس سے بالا تر خیال میں نہیں آسکتا

سورۂ انبیا۔ سورۂ قصص۔ سورۂ ہود۔ انبیا کے ذکر نبوت اور اونکے کارناموں سے مملو ہیں۔
میں صرف دو تین آیتیں (سورۂ انعام رکوع ۱۰) کی پیش کرتا ہوں۔ وتلك حجتنا اٰتینٰھا
ابراھیم علی قومه نرفع درجات من نشاء ان ربك حکیم علیم۔ و وھبنا له
اسحاق و یعقوب کلاً ھدینا و نوحًا ھدینا من قبل و من ذریته داود و
سلیمان و ایوب و یوسف و موسٰی و ھارون۔ کذٰلك نجزی المحسنین و زکریا
و یحیٰی و عیسٰی و الیاس کل من الصالحین و اسماعیل و الیسع و یونس و
لوطا و کلاً فضلنا علی العالمین۔ یہ ہماری دلیل تہی جو ہم نے (اپنے رسول) ابراہیم کو اوسکی
قوم کے مقابلے میں دی تہی۔ ہم جسکو چاہتے ہیں اوسے بہت سے رتبے دیتے ہیں۔ اے رسول بیشک
تیرا پروردگار حکمت والا۔ عالم ہے۔ اور ہم نے اوس (ابراہیم) کو دو بیٹے۔ اسحاق اور یعقوب دئے
اون دونوں کو راہ راست دکہلائی۔ اور نوح کو ان سے پہلے ہدایت کر چکے تھے۔ اور ابراہیم کی ذریت
میں سے۔ داؤد۔ سلیمان۔ ایوب۔ یوسف۔ موسٰی۔ اور ہارون کو (نبی بنایا) اور اسی طرح ہم نکوکاروں
کو جزا دیتے ہیں۔ اور زکریا۔ یحیٰی۔ عیسٰی اور الیاس کو (نبی بنایا) انمیں سے ہرایک صالح و نیک
تہا۔ اور اسماعیل۔ یوشع۔ یونس اور لوط کو (پیغمبری دی) اور انمیں سے ہرایک کو تمام جہان پر
فضیلت دی۔

پھر علیحدہ علیحدہ بہی۔ رسل و انبیا کا ذکر کیا ہے۔ سورۂ ہود میں فرمایا ہے۔ ولقد ارسلنا
نوحًا الی قومه انی لکم نذیر مبین۔ ہم نے نوح کو اوسکی قوم کی طرف رسول کرکے بہیجا۔ اوس نے
اپنی قوم سے کہا کہ میں تمہارے لئے کہلم کہلا عذاب خدا سے ڈرانیوالا ہوں۔ والی عادٍ اخاھم
ھودًا قال یٰقوم اعبدوا الله ما لکم من الٰه غیرہ۔ اور قوم عاد کی طرف اون کے بہائی
ہود کو (نبی بناکر بہیجا) اونہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم خدا کی عبادت کرو اوسکے سوا
کوئی قابل پرستش نہیں۔ والی ثمود اخاھم صالحًا قال یا قوم اعبدوا الله ما لکم
من الٰه غیرہ۔ اور قوم ثمود کی طرف اون کے بہائی صالح کو (نبی بناکر) مبعوث کیا اوس نے بہی
بہی کہا کہ اے قوم خدا کی عبادت کرو اوسکے سوا کوئی بندگی کئے جانے کے لائق نہیں ہے۔ والی
مدین اخاھم شعیبًا قال یا قوم اعبدوا الله ما لکم من الٰه غیرہ و لا تنقصوا

المکیال والمیزان اور شہر مدین کے رہنے والوں کی طرف سے اونکے بہائی شعیب کو نبی بناکر بہیجا۔ اوس نے بہی اپنی قوم سے یہی کہاکہ تم لوگ اللہ کی بندگی کرو اوسکے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور پیمانہ اور وزن میں کمی مت کرو (یعنی تول میں کمی کرکے لوگوں کو نہ دیا کرو) ولقد ارسلنا موسیٰ بآیاتنا وسلطان مبینٍ الیٰ فرعون وملائہ۔ ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں (معجزے) اور ظاہری سلطنت دیکر فرعون اور اوسکے گروہ کی طرف بہیجا۔ ولقد اٰتینا موسیٰ الکتاب فاختلف فیہ۔ موسیٰ کو تو ہم نے کتاب (توریت) بہی دی تہی مگر اوسمیں لوگوں نے اختلاف ڈال دیا (تحریف کردی) اور ہمارے رسول کی نسبت (سورۂ احزاب میں) فرماتا ہے یا ایہا النبیّ انّا ارسلناک شاہداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا۔ اے نبی ہم نے تمکو بہیجا ہے۔ شاہد مبشر اور نذیر بناکر اور ہمارے حکم سے حق باتوں کی طرف دعوت کرنیوالا۔ اور روشن چراغ بناکر

پہر سورۂ صف میں فرمایا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدّین کلّہ۔ اوس نے اپنے رسول (محمد) کو ہدایت اور دین حق لیکر بہیجا تاکہ وہ اس دین حق کو تمام دینوں سے بڑہا دے۔

پہر سورۂ جمعہ میں فرمایا۔ ھو الذی بعث فی الاُمّیّین رسولاً منہم یتلوا علیہم اٰیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلالٍ مبین اوس (خدا) نے ان پڑہوں کی طرف اونہیں میں کے ایک شخص کو رسول بناکر بہیجا جو اون لوگوں پر خدا کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے۔ اور انہیں گناہوں کی گندگی سے پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی باتیں سکہاتا ہے۔ اگرچہ یہ لوگ (عرب جاہل) اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے

پہر سورۂ صف میں (جزو ۲۸) حضرت عیسیٰ کے ساتھ ساتھ ہمارے رسول کا بہی نہایت لطف سے ذکر فرماتا ہے۔ واذ قال عیسی بن مریم یا بنی اسرائیل انّی رسول اللہ الیکم مصدّقاً لما بین یدیّ من التوراۃ ومبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہ احمد فلمّا جاءہم بالبیّنات قالوا ھذا سحر مبین۔ ومن اظلم ممن افتریٰ

علی اللہ الکذب وھو یدعیٰ الی الاسلام" اور جبکہ مریم کے بیٹے عیسی (رسول) نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں خدا کی طرف رسول ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ توریت کی جو میرے سامنے موجود ہے تصدیق کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیگا اور اوسکا نام احمد ہوگا۔ پس جب وہ رسول (احمد) خدا کی دلیلیں لیکر آیا تو لوگوں نے کہدیا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔ حالانکہ وہ شخص بڑا ظالم ہے جو اللہ پر افترا کرے باوجودیکہ اوسکو اسلام کی طرف دعوت دیجاتی ہو۔ (یعنی اوس رسول کے جھٹلانے والے بڑے ظالم ہیں) علی ہذا القیاس بے شمار آیتیں ہیں۔ تمثیل کے لئے اسقدر کافی ہے۔ ان تمام آیتوں میں اور نیز ان کے اور جو آیتیں ہیں۔ اس ضرورت کو بھی ظاہر فرمادیا ہے کہ نبی و رسول کا مبعوث ہونا لازم ہے جو فرض ہدایت خلق کو پورا کرے اور نیز جو صفات اونمیں ہونے لازم ہیں اونکو بھی مجمل مگر صاف لفظوں میں واضح فرمادیا جسکے بعد ایک عاقل آدمی تفتیش کے وقت اچھی طرح کسی نبی و رسول کو غیر نبی و رسول سے تمیز کرسکتا ہے۔ پھر ان انبیا میں سے جسنے جو جو کام اپنی زندگی میں کئے۔ اور جو کتابیں خدا تعالی کی طرف سے اونکو دی گئی تھیں اونہیں بھی ظاہر فرمادیا ہے۔

تیسرا باب امامت کے بیان میں۔ بعد رسول کے اوسکا جانشین مقرر ہونا ضرور ہے جو اوسکے احکام کو امت تک پہونچاتا ہے۔ ہمارے رسول کے بھی بارہ جانشین ویسے ہی ہوئے ہیں جیسے اگلے پیغمبروں کے بارہ بارہ جانشین ہوتے آئے ہیں۔

اس مطلب کو بھی قرآن مجید میں تقریبًا تین سو مقام پر خدا تعالی نے بیان فرمایا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اس معاملہ میں سخت اختلاف ڈالکر اسلام کو تباہ کردیا۔ اور اپنا انجام خراب کیا۔ دنیا کے ساتھ ہو کر دین سے بالکل دست بردار ہو گئے۔ سوائے ایک فرقہ شیعہ امامیہ کے جو اون بارہ اماموں کے افعال و اقوال و ہدایات کا پیرو رہا اور ابتک اونہیں کا پیرو ہے۔ کیونکہ قرآن مجید اونہیں بھی حکم دیتا ہے۔ باقی تمام فرق اون سچے ہدایت کرنے والوں سے جو محض پاکبازی اور کامل دیانت داری کے ساتھ فرض ہدایت کو پورا کرتے تھے علٰحدہ ہو گئے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ یہی معنے ذکر ناموس اکبر کے ہیں جسکی بابت میں نے دعوی کیا ہے کہ قرآن مجید اس بیان سے بھی مملو ہے۔

ان تمام آیتوں کا بیان جو باب الامامۃ میں مذکور ہوئی ہیں۔ میں نے اپنی کتاب آمامۃ القرآن میں مفصل طور پر ذکر کیا ہے جس سے زیادہ تفصیل دشوار ہے۔ یہاں صرف چند آیتیں مثالاً ذکر کرونگا۔
امامت کا ذکر کرتے ہوئے پروردگار عالم فرماتا ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ ایہا الناس تمہارا پیشوا وحاکم اور ولی امر۔ ایک تو خدا ہے دوسرے رسول، اور تیسرے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور نماز کو قائم کرتے۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں جبکہ وہ رکوع میں ہوتے ہیں۔
چونکہ ایک سائل کو حالت رکوع میں علی بن ابی طالب برادر رسول خدا اور وصی رسول خدا نے انگوٹھی دے ڈالی تہی۔ اس لئے اس سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے پروردگار عالم اونکو امامت کا مرتبہ مرحمت فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا اور رسول کے بعد اگر کوئی مسلمانوں کا ولی وحاکم وامام ہے تو وہ علیؑ ہے۔ (اس مضمون کو ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔)
پھر امامت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اے آدمیوں۔ اللہ کی اطاعت کرو اور اوسکے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ مجاہد کی تفسیر میں مذکور ہے کہ یہ آیت امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی جبکہ رسول خدا نے انکو مدینہ میں اپنا جانشین بنا کر چھوڑا تہا۔ اور علیؑ نے کہا تہا کہ یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں کا جانشین بنا کر چھوڑے جاتے ہیں تو رسول اللہ نے فرمایا اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کیا تم راضی نہیں ہو کہ تمہارا وہی مرتبہ ہو جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تہا۔
نیز حموینی نے حدیث مناشدہ میں ان دونوں آیتوں کا ذکر کیا ہے۔ جسے کتاب ینابیع المودہ میں مفصل ذکر کیا ہے۔ میں اوسکے ایک حصہ کا ترجمہ یہاں لکھتا ہوں (صفحہ ۹۴ چاپ بمبئی) علی بن ابی طالب علیہ السلام جماعت مہاجرین وانصار کو قسم دیکر فرماتے ہیں کہ جب آیت یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم نازل ہوئی اور آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون نازل ہوئی اور جب آیۂ لم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ۔ نازل ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ انہیں بتادے کہ کون

لوگ امام و والی حکم ہونگے۔ اور انہیں ولایت کے معنی اوسی طرح سمجہاوے جسطرح نماز زکوۃ اصح کے معنی سمجہائے ہیں۔ تو مجکو رسول اللہ نے غدیر خم میں امام بناکر نصب کیا۔ (الی آخر الحدیث)

پھر ایک مقام پر (سورۂ اعراف ع) میں فرمایا ہے۔ وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون ینابیع المودۃ میں مذکور ہے کہ موفق بن احمد خوارزمی مکی نے زاذان سے اوز اوس نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ امت تہتر فرقوں میں متفرق ہو جائیگی بہتر فرقے دوزخ میں جائینگے ایک فرقہ جنت میں جائیگا۔ اور یہ وہی لوگ ہونگے جنکے حق میں خدا نے فرمایا ہے وممن خلقنا اُمۃٌ یھدون بالحق وبہ یعدلون اور وہ لوگ میرے دوست اور پیرو ہیں۔ (صفہ ۸۹) حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہمنے اپنی مخلوقات سے ایک گروہ کو ایسا بہی پیدا کیا ہے کہ وہ حق کی طرف ہدایت کرے اور حق کے ساتھ عدل کرے پس یہ گروہ جسکی طرف خدا تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔ ائمہ علیہم السلام ہیں جنکی تعداد بارہ ہے اور جو اپنی زندگی میں راہ نمائے حق تھے۔ اگرچہ انپر مختلف قسم کے آلام و مصائب واقع ہوتے رہے مگر کبھی اپنے فرض سے دست بردار نہوے۔ اور بارہواں بزرگ جو ابتک زندہ و قائم ہے وہ بہی اس فرض کے پورا کرنیسے کسی وقت غافل نہیں ہے جسے اوسکے پیرو اچھی طرح جانتے ہیں۔

پھر ایک مقام پر فرمایا ہے (سورہ رعد ع) انما انت منذر ولکل قوم ھادٍ (ینابیع المودۃ صفہ ۱۵) الثعلبی فی الکشاف عن عطاء بن سائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لما نزل قولہ تبارک وتعالیٰ انما انت منذرٌ ولکل قومٍ ھادٍ وضع صلی اللہ علیہ وسلم یدہٗ علی صدرہٖ وقال انا المنذر وعلیؑ الھادی وبک یا علی یھتدی المھتدون تفسیر ثعلبی وکشاف میں عطار بن سائب سے مروی ہے اوس نے سعید بن جبیر سے اوس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت آئی ہے انما انت منذر ولکل قومٍ ھادٍ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکہا اور فرمایا میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے۔ اور اے علی تمہاری ہی وجہ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائینگے۔

نیز اس روایت کو ثعلبی نے سدی سے نقل کیا ہے۔ نیز حموینی نے اپنی سند سے ابوہریرہ سے بہی نقل کیا ہے۔

پھر ایک مقام پر فرمایا ہے۔ (سورہ ہود ع ۲) اَفَمَن کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّن رَّبِّہٖ وَیَتلُوہُ شَاھِدٌ حموینی نے کتاب فرائد السمطین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کی طرف سے بیّنہ و دلیل کے ساتھ تھے اور میں اونکے بعد شاہد ہوں۔ اس خبر کو حموینی نے جابر بن عبداللہ سے بھی روایت کیا ہے۔ نیز موفق بن احمد نے ابن عباس سے نقل کیا ہے۔ نیز ابو نعیم۔ ثعلبی اور واقدی نے اپنی اپنی سندوں سے ابن عباس سے اس مطلب کی روایت کی ہے۔ نیز ابن مغازلی نے اپنی سند سے عباد بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

(ینابیع المودۃ ص ۸۱)

یہاں اسقدر کافی ہے۔ اور تفصیل باب الامامۃ کتاب امامۃ القرآن میں ملاحظہ ہو۔

چوتھا باب ملائکہ و روح کے بیان میں۔ ایک مقام پر (سورہ قدر) میں فرماتا ہے۔ تَنَزَّلُ المَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوحُ فِیھَا بِاِذنِ رَبِّھِم فرشتے اور روح شب قدر میں اپنے پروردگار کے اذن سے زمین پر آتے ہیں۔" ایک اور مقام پر (سورہ احزاب) میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ۔ بیشک اللہ اور اوسکے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔

پھر ایک مقام پر فرماتا ہے۔ نَزَلَ بِہِ الرُّوحُ الاَمِینُ عَلٰی قَلبِکَ لِتَکُونَ مِنَ المُنذِرِینَ۔ اس قرآن کو روح امین تیرے دل پر لایا ہے۔ تاکہ تو لوگوں کو عذاب خدا سے ڈرائے۔" پھر ایک مقام پر فرماتا ہے (سورہ انفطار جزو ۳۰) اِنَّ عَلَیکُم لَحٰفِظِینَ کِرَامًا کَاتِبِینَ بیشک اے آدمیوں تم پر کچھ فرشتے حافظ مقرر ہیں۔ بزرگ و شریف ہیں تمہارے اعمال کو لکھتے رہتے ہیں۔

پھر ایک مقام پر (سورہ بقر میں) فرماتا ہے مَن کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبرِیلَ وَمِیکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلکٰفِرِینَ جو کوئی اللہ اور اوسکے فرشتوں اور رسولوں اور جبرئیل و میکائیل فرشتے کا دشمن ہوگا تو اللہ ایسے کافروں کا دشمن ہے۔"

سورہ انفال میں فرماتا ہے۔ اَنِّی مُمِدُّکُم بِاَلفٍ مِّنَ المَلٰٓئِکَۃِ مُردِفِینَ بیشک میں تمہاری مدد کرنے والا ہوں ہزار فرشتوں سے جو یکے بعد دیگرے آنے والے ہیں۔

سورہ فاطر میں فرماتا ہے۔ جَاعِلِ المَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیٓ اَجنِحَۃٍ مَّثنٰی وَثُلٰثَ

ودرباع خدائتعالی فرشتوں کو پیغامبر بناتا ہے۔ درانحالیکہ وہ بازوؤں والے ہیں۔ دودو بازو والے۔ تین تین بازو والے۔ اور چار چار بازو والے۔

سورۂ زمر میں فرماتا ہے۔ وتری الملائکۃ حافین من حول العرش یسبحون بحمد ربھم اے رسول تم دیکھوگے فرشتوں کو کہ وہ گرد عرش کے گھیرے ہوئے اپنے پروردگار کی تسبیح بالحمد کر رہے ہونگے۔

سورہ حمعسق میں فرماتا ہے والملائکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض۔ فرشتے حمد خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور اہل زمین کے لئے استغفار۔" علی ہذا القیاس اور بہت سی آیتیں ہیں۔ جنمیں روح و ملائکہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اقسام اونکے بیان کئے گئے ہیں۔ ہر ایک کے متعلق جو کام ہیں اونکو بھی بہ تفصیل ادا فرمایا ہے۔ مگر چونکہ انکی تفصیل ایک کتاب مستقل کے بقدر بیان چاہتی ہے اور مجھے اسی ایک کتاب میں بہت سے مطالب ایسی بیان کرنے ہیں اسوجہ سے اختصار پر اکتفا کرتا ہوں۔"

پانچواں باب قیامت کے ذکر میں اسکے متعلق بھی ہزاروں آیتیں قرآن مجید میں مذکور ہیں جنمیں اسکی پوری کیفیت وسبب وقوع۔ وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔

سبب قیامت کے بیان میں فرماتا ہے (سورۂ یونس) الیہ مرجعکم جمیعًا وعد اللہ حقًا انہ یبدؤ الخلق ثم یعیدہ لیجزی الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت بالقسط۔ خدا ہی کی طرف تمہاری واپسی ہوگی۔ یہ وعدہ خدا کا سچا ہے۔ بیشک وہی خلق کو پیدا کرتا ہے۔ پھر انکو دوبارہ (قیامت کے دن) واپس لائیگا۔ تاکہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک کام کئے ہیں اونہیں انصاف کے ساتھ جزا دے۔

مطلب یہ ہے کہ قیامت کا دن صرف اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ نیکوں کو نیکی کا اور بدوں کو بدی کا بدلہ دیا جائے۔ جس سے اون لوگوں کا رد مقصود ہے جو یہ کہتے تھے کہ ہم مرکر دوبارہ زندہ ہی نہ ہونگے۔ جو لوگ مسئلہ آواگون کے قائل ہیں۔ اونکی رد بھی اس آیت میں موجود ہے کیونکہ آریوں کے نزدیک جو کہ اس مسئلے کے قائل اور نیز اون کے ہمزبانوں کے نزدیک یہ رائے قائم ہو چکی ہے کہ آدمی جو کچھ برے یا بھلے کام کرتا ہے اوسکا نتیجہ اسی عالم فانی یعنی دنیا میں

اوسکو مل جاتا ہے۔ کیونکہ وہ مرکر کسی کتے یا سور وغیرہ جانوروں کی شکل میں آجاتا ہے۔ یا کسی بادشاہ و دولتمند کے گھر میں جنم لیتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ رائے بالکل غلط اور مبنی بر جہالت ہے (جیسا کہ میں نے اپنی کتاب ابطال تناسخ میں ظاہر کر دیا ہے) اور وہی رائے صحیح ہے جسکی طرف انبیا علیہم السلام ہمیشہ ہدایت کرتے رہے ہیں کہ نیک و بد کی جزا و سزا کے واسطے علاوہ زندگانی دنیا کے ایک خاص روز مقرر ہے جسمیں ان کے اعمال کو جانچا جائیگا اور اوسکے مطابق اونکو عوض دیا جائیگا۔ اور یہی رائے مطابق مشیت پروردگار عالم کے تھی لہذا اوسکو اپنی اس آخری کتاب میں جسکے بعد کوئی دوسری کتاب آنیوالی نہیں ہے نہایت وضوح کے ساتھ بیشمار مقام پر بیان کر دیا ہے جنمیں سے ایک آیت یہ بھی ہے جو مذکور ہوئی۔

سورۂ انعام میں فرمایا ہے۔ الی ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون تمہاری بازگشت تمہارے رب کی طرف ہوگی پھر وہ تمہیں بتا دیگا اون باتوں کو جسمیں تم لوگ دنیا میں اختلاف کر رہے ہو۔

سورۂ توبہ میں فرماتا ہے ثم تردون الی عالم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون۔ پھر تم غائب و حاضر چیزوں کے جاننے والے (خدا) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہارے کاموں کو بتا دیگا کہ کیسے کیسے کام تم نے کئے تھے برے کئے تھے یا بھلے۔"

پھر اوس دن کی حالت و صفت بیان فرماتا ہے۔ (سورۂ آل عمران) یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا و ما عملت من سوء تود لو ان بینھا و بینہ امدا بعیدا۔ یہ وہ دن ہوگا کہ ہر شخص اپنے سامنے دیکھ لیگا جو اوس نے نیک کام کئے ہیں۔ اور جو اوس نے بد کام کئے ہیں۔ اوسوقت ہر شخص یہی پسند کریگا کہ کاش اوسکے اور اوس دن کے درمیان بہت دنوں کا فاصلہ ہو جاتا۔ اور یہ مصیبت کا دن دیکھنا نہ ہوتا۔

سورۂ انعام میں فرماتا ہے۔ ولقد جئتمونا فرادی کما خلقناکم اول مرۃ وترکتم ما خولنٰکم وراء ظھورکم وما نری معکم شفعاءکم الذین زعمتم انھم فیکم شرکاء لقد تقطع بینکم وضل عنکم ما کنتم تزعمون۔ قیامت کے دن خدا تعالی مجرمین سے کہیگا کہ آخر تم ہمارے پاس اوسی طرح اکیلے آئے نا جسطرح ہم نے تمکو

پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اور جو فوج و لشکر ہم نے تمکو دیا تہا وہ تو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے۔ اور ہم تمہارے سفارشیوں کو بہی نہیں دیکھتے جنکی بابت تم دعوی کرتے تھے کہ وہ تمہارے شریک ہیں۔ بیشک تمہارے اور اونکے درمیان جدائی پڑ گئی۔ اور جو کچھہ تم دعوی کرتے تھے وہ سب ضلالت میں پڑ گئے

سورہ عبس (پارہ ۳۰) میں فرماتا ہے۔ فاذا جاءت الصاخة یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه لکل امرء منهم یومئذ شان یغنیه وجوه یومئذ مسفرة ضاحکة مستبشرة ووجوه یومئذ علیها غبرة ترهقها قترة اولئك هم الکفرة الفجرة۔ جب چھوا دینے والی قیامت آئیگی جسدن کہ مرد اپنے بہائی سے بہاگیگا۔ اور ماں باپ اور بیوی بچوں سے بہاگے گا۔ اوسدن ہر شخص کی ایک ایسی حالت ہوگی جسمیں وہ خود پڑا ہوگا۔ کچھہ چہرے تو اوسدن روشن اور ہنسی اور خوشی سے ہونگے اور کچھہ چہرے اوسدن ایسے ہونگے کہ اونپر دہندلاپن چھایا ہوگا۔ بلکہ سیاہی اور تاریکی اونپر چھائی ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہونگے جو کافر بدکار تھے۔

سورہ انفطار میں فرمایا ہے۔ اذا السماء انفطرت واذا الکواکب انتثرت واذا البحار فجرت واذا القبور بعثرت علمت نفس ما قدمت واخرت۔ جسدن کہ آسمان پھٹ جائیگا۔ اور ستارے بکھر جائینگے۔ اور دریا پھوٹ نکلینگے۔ اور قبروں سے مردے نکل پڑینگے اوس دن ہر شخص کو معلوم ہو جائیگا کہ (احکام خدا میں سے) کیا کیا آگے پیچھے کیا تھا۔

سورہ تکویر میں فرماتا ہے۔ اذا الشمس کورت ٥ واذا النجوم انکدرت ٥ واذا الجبال سیرت ٥ واذا العشار عطلت ٥ واذا الوحوش حشرت ٥ واذا البحار سجرت ٥ واذا النفوس زوجت ٥ واذا الموؤدة سئلت ٥ بای ذنب قتلت ٥ واذا الصحف نشرت ٥ واذا السماء کشطت ٥ واذا الجحیم سعرت ٥ واذا الجنة ازلفت ٥ علمت نفس ما احضرت ٥ جسروز کہ آفتاب بے نور ہو جائیگا۔ ستارے دہندلے پڑ جائینگے۔ اور پہاڑ مثل ابر کے اوڑ جائینگے۔ اونٹنیاں معطل ہو جائینگی۔ اور وحشی جانور تک زندہ کئیے جائینگے۔ دریا آگ بن جائینگے نیکوں کے ساتھہ حور عین بیاہی جائینگی۔ اور بدوں کے ساتھہ شیاطین۔ زندہ دفن کی ہوئی لڑکیوں سے پوچھا جائیگا کہ آخر تم کس گناہ پر قتل کی گئیں اور

جبکہ نامہ اعمال لوگوں کے کھولے جائینگے۔ اور جبکہ آسمان زائل ہو جائینگے۔ اور جبکہ دوزخ دہکایا
جائیگا اور جنت قریب کیجائیگی۔ اوس روز ہر شخص کو معلوم ہوگا کہ دنیا میں اوس نے کیا کیا کام کئے تھے۔
اوس دن کی یہ حالت ہوگی کہ سیطوقون ما بخلوا به یوم القیامة جو مال کہ بخل کرکے جمع کیا تہا
وہ اون کے گلے کا طوق بنیگا۔ اور نیز یہ کہ یقوم الروح والملائکة صفا لا یتکلمون
الا من اذن له الرحمان وقال صوابا۔ روح اور فرشتے سب صف باندھے کھڑے ہونگے
مگر بغیر اذن خدائے رحمان ورحیم بات تک نہ کر سکینگے۔ اور جو بات کہینگے وہ ٹہیک ہی ٹہیک
کہینگے۔ اور نیز یہ کہ ینجی الله الذین اتقوا بمفازتهم لا یمسهم السوء ولا هم
یحزنون ٥ وسیق الذین کفروا الی جهنم زمرا اوس دن اللہ تعالی اون لوگوں کو جو
پرہیزگار تھے بسبب اون کے فوز و کامیابی کے نجات دیگا۔ بدی اونکو چھوئیگی بھی نہیں اور نہ وہ
غمگین ہونگے۔ اور کافر لوگ گروہ گروہ جہنم کی طرف کھینچے جائینگے ٭ اور نیز یہ کہ اعضا تک
اعمال کی گواہی دینگے۔ حتی اذا ما جاءوها شهد علیهم سمعهم وابصارهم وجلودهم
بما کانوا یعملون۔ یہانتک کہ جب یہ لوگ وہاں آئینگے تو اونکے کان اونکی آنکہیں۔ اونکی جلدیں
اون کے اعمال و افعال کی گواہی دینگے۔ اوس روز کسی کی شفاعت بہی کارگر نہوگی الا خاص لوگونکی
فما تنفعهم شفاعة الشافعین اور لا یملکون الشفاعة الا من اتخذ عند
الرحمان عهدا۔ لوگ اوسدن سفارش کسی کی نہ کر سکینگے مگر وہی لوگ جو خدائے رحمان ورحیم سے
اجازت نامہ لیچکے ہونگے ٭

اوسدن کسی پر ظلم نہوگا فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة
شرا یره۔ جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ بہی دیکھ لیگا کہ اوسے کیا اچھا بدلہ ملا۔ اور جو ذرہ
برابر بدی کریگا وہ بہی دیکھ لیگا کہ کیسا اوسکو برا بدلہ دیا گیا۔

لا تظلم نفس شیئا ولا تجزون الا ما کنتم تعملون۔ کسی شخص پر ذرا بہی اوسدن
ظلم نہ کیا جائیگا۔ اور ایہا الناس جو کچھہ تم کرتے تھے اوسی کا بدلہ اور عوض تمکو دیا جائیگا۔

اسی سے عدل پروردگار عالم بہی ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ اسکے علاوہ اور بہی آیتیں قرآن مجید میں
موجود ہیں جنسے اوسکی عدالت کا ثبوت ہوتا ہے جیسے شهد الله انه لا اله الا هو

والملائکۃ واولوا العلم قائماً بالقسط" خدا و ملائکہ و صاحبان علم نے اس امر کی گواہی دیدی ہے کہ اوسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں درانحالیکہ وہ انصاف و عدل پر قائم ہے۔ یا انصاف کو قائم کرنے والا ہے۔ لیجزی الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت بالقسط۔ تاکہ خدا تعالی ایمان والوں اور نیکو کاروں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے"

اور یہ کہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی۔ بیشک وہ معبود برحق انصاف کا حکم دیتا ہے اور احسان کرنے اور قرابت داروں کو اونکا حق ادا کرنے کا۔ پس جو کہ خود منصف و عادل نہو گا وہ دوسرونکو حکم انصاف کیا دیگا" مگر افسوس کہ مسلمانوں کا بہت بڑا فرقہ اس رائے کا مخالف ہے اور باوجود ان آیتوں کی تلاوت کے خدا تعالی کے عدل سے انکاری ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ جو افعال انسان کرتا ہے خواہ وہ نیک ہوں یا بد اوسکا کرنے والا دراصل خدا ہی ہے۔ اور پھر زبردستی جبراً و سزا بھی اونکو دیگا۔ یہ مقام اہل اسلام کو بہت اچھی طرح غور کرنے کا ہے۔

علوم طبیعیات

چھٹا باب عنصریات کے بیان میں۔ **عنصر نار**۔ الذی جعل لکم من الشجر الاخضر ناراً فاذا انتم منہ توقدون۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے واسطے سبز درخت (مرخ او عفار یہ دو درخت ہیں جنسے عرب لوگ آگ نکالتے ہیں) سے آگ نکالدی جس سے تم لوگ آگ دہکاتے ہو۔ (سورہ یٰس)

افرأیتم النار التی تورون ء انتم انشاتم شجرتھا ام نحن المنشئون۔ دیکھا تم نے اوس آگ کو جسے تم روشن کرتے ہو؟ کیا تم نے اوسکی لو او شعلے پیدا کئے ہیں یا ہم اوسکے پیدا کرنے والے ہیں؟ (سورہ واقعہ)

عنصر ہوا۔ ہوا بہت سی قسموں کی ہے۔ ایک تو وہ ہے جس سے حیوانات کی زندگی ہے۔ دوسری وہ ہے جس سے کثافات ارضیہ و فضائیہ صاف ہوتے ہیں۔ تیسری وہ ہے جسمیں سمیت ہے۔ چوتھی وہ ہے جو عذاب پر مشتمل ہوتی ہے" لیکن چونکہ ان سب کا

احساس اوسی وقت ہوتا ہے جبکہ یہ ہوا متحرک ہوکر جسم کو لگے اس کے سمجھانے کے واسطے بیشتر
قران مجید میں اسی کا ذکر کیا ہے۔ اگرچہ باعتبار شفق وصبح وغیرہ کے ہوائے ساکن کا بھی ذکر ہے
مگر بہ سبب وضاحت کے اول ہی قسم کی آیتوں کو بیان کرونگا۔
سورۂ اعراف میں فرمایا ہے۔ ھو الذی یرسل الریاح بشرًا بین یدی رحمته۔
اللہ وہی ہے جو ہواؤں کو بشارت بناکر اپنی رحمت کے آگے آگے بھیجتا ہے۔ سورۂ حجر میں
فرماتا ہے۔ وارسلنا الریاح لواقح۔ ہم نے ہواؤں کو پھل دینے والی بناکر بھیجا ہے۔
سورۂ انبیا میں فرماتا ہے۔ ولسلیمان الریح عاصفةً تجری بامره الی الارض التی
بارکنا فیها۔ اور ہم نے سلیمان کے واسطے ہوا کو مسخر کیا جو اون کے حکم سے اوس زمین تک
جاتی تہی جسمیں ہم نے برکت دی تہی۔
ہوائے عذاب کی نسبت سورۂ قمر میں فرماتا ہے۔ انّا ارسلنا علیهم ریحًا صرصرًا
فی یوم نحس مستمر۔ ہم نے اونپر ہوائے صرصر (بغرض عذاب) بھیجی ایک مستمر نحس
دن میں۔ اور سورۂ روم میں فرمایا ہے۔ وفی عادٍ اذ ارسلنا علیهم الریح العقیم
اور عاد میں جب کہ ہم نے بغرض عذاب اونپر ہوائے عقیم بھیجی۔
عنصر آبی اور اوسکے اقسام کے بیان میں فرماتا ہے وانزلنا من السماء ماءً طهورًا
ہم نے بلندی سے پاک اور پاک کرنے والا پانی نازل کیا۔ سورۂ نحل میں فرمایا وھو الذی
سخر البحر لتاکلوا منه لحمًا طریًّا وتستخرجوا منه حلیةً تلبسونها وتری
الفلك مواخر فیه ولتبتغوا من فضله۔ وہی معبود برحق وہ ہے جس نے دریا کو
مسخر کیا تاکہ تم اوس سے تازہ گوشت (مچھلیوں کا) کھاؤ۔ اور اوس سے زیور (موتی اور
مونگا وغیرہ) نکالو جسے پہنو۔ اور تاکہ اے رسول تو دیکھے کہ کشتی کسطرح اوسمیں چلتی ہے۔
اور تاکہ تم خدا کے فضل کو حاصل کرو"
سورۂ فرقان میں فرمایا ہے۔ وھو الذی مرج البحرین ھذا عذب فرات وھذا
ملح اجاج ومن کل تاکلون لحمًا طریًّا وتستخرجون حلیة تلبسونها اوس معبود
برحق نے دو دریاؤں کو آپس میں ملا دیا۔ یہ تو میٹھا پیاس کا بجھانے والا پانی ہے۔ اور وہ کھاری ہے

(باوجود اسکے ایک دوسرے سے مخلوط نہیں ہو جاتے حالانکہ دونوں ملکر بہتے ہیں) اور تم دونوں ہی سے تازہ گوشت کہاتے ہو۔ اور پہننے کے واسطے زیور نکالتے ہو۔

عنصر ارضی کے بیان میں۔ سورۂ بقر میں فرماتا ہے۔ الّذی جعل لکم الارض فراشًا۔ تقوی کرو اوس معبود برحق سے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا (یعنی ایسی زمین بنادی جسپر تم سو سکتے ہو) سورہ رعد میں فرمایا۔ ھوالذی مدّ الارض و جعل فیھا رواسی و انھارًا۔ اوسی نے زمین کو پہیلایا اور اوسمیں گڑے ہوئے پہاڑ قرار دئے۔ اور نہریں۔ پھر فرمایا و فی الارض قطع متجاورات و جنات من اعناب و زروع و نخیل صنوان و غیر صنوان۔ اور زمین میں کئی قسم کے قطعے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ (کوئی بنجر ہے۔ کوئی شورہ زار ہے۔ کوئی پیداوار کے قابل ہے۔ کوئی صرف نباتات کو اوگاتا ہے۔ کوئی زرد رنگ کا ہے کوئی سفید رنگ کا وغیرہ) اور باغ ہیں انگوروں کے اور زراعتیں ہیں۔ اور کہجور کے درخت دو شاخے اور ایک شاخے ہیں۔

سورہ طٰہٰ میں فرمایا الّذی جعل لکم الارض مھدًا و سلک لکم فیھا سبلا۔ جس نے تمہارے واسطے زمین کو گہوارہ بنایا۔ اور تمہارے لئے اوسمیں رستے جاری کئے۔ و غیر ذلک من الآیات الکثیرۃ۔

کائنات الجوّ (یعنی وہ چیزیں جو ان عناصر کی ترکیب سے فضا میں پیدا ہوتی ہیں) کے متعلق فرماتا ہے۔ (سورۂ انعام) ھوالذی انزل من السّماء ماءً فاخرجنا بہ نبات کل شیٔ اوسی نے بلندی سے مینہہ برسایا پس ہم نے اوس سے ہر قسم کی نبات پیدا کی۔"

بجلی کا بیان (سورۂ اعراف) ھوالذی یریکم البرق خوفًا و طمعًا و ینشیٔ السّحاب الثّقال و یسبّح الرّعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ وہی تمہیں بجلی کو دکہاتا ہے جسمیں خوف و طمع دونوں ہیں۔ (خوف تو اس وجہ سے کہ کہیں بجلی نہ گرے اور طمع اسوجہ سے کہ مینہہ برسیگا۔ زراعتیں اور باغستان سیراب ہونگے") اور بہاری بہاری ابروں کو پیدا کرتا ہے۔ اور رعد اوس پروردگار کی حمد کرتا ہے اور ملائکہ بہی خوف خدا سے حمد خدا کرتے ہیں۔"

صاعقہ کا بیان ویرسل الصواعق فیصیب بہا من یشاء - اور وہ بھیجتا ہے
صاعقوں کو پس جسپر چاہتا ہے اونہیں گراتا ہے - یعنی جسکو چاہتا ہے بجلی گراکر ہلاک کرتا ہے"
شہاب کا بیان (سورہ حجر) الا من استرق السمع فاتبعہ شہاب ثاقب
مگر جو شیطان کہ فرشتوں کی باتیں سننے آسمان پر جاتا ہے اوسکے پیچھے چمکنے والا شہاب
بھیجدیتا ہے کہ جو اوسے مارکر بھگا دے -
سورہ صافات میں فرمایا ہے الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب
مگر جو شیطان فرشتوں کی باتیں اوچکتا ہے اوسکے پیچھے شہاب ثاقب جاتا ہے -
سورہ جن میں فرمایا ہے فمن یستمع الان یجد لہ شہابا رصدا - اب جو کوئی
فرشتوں کی باتیں سننے جائیگا وہ شہاب کو نگہبان پائیگا - یعنی اوسکی وجہ سے آسمان تک
نہ جاسکیگا"
ابر اور اولوں کا بیان سورہ نور میں فرماتا ہے - الم تر ان اللہ یزجی سحابا
ثم یؤلف بینہ ثم یجعلہ رکاما فتری الودق یخرج من خلالہ وینزل
من السماء من جبال فیہا من برد فیصیب بہا من یشاء ویصرفہ عمن
یشاء یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار یقلب اللہ اللیل والنہار ان فی ذلک
لعبرۃ لاولی الابصار - کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ ابر کو چلاتا ہے پھر اوسکو سمیٹ کر جمع
کرتا ہے پھر اوسے تہ بتہ بنا دیتا ہے (یعنی مجتمع ہوکر ابر ایسے ہوجاتے ہیں جیسے ٹیلے) پھر تم
دیکھتے ہو کہ اوسکے درمیان سے مینھہ نکلتا ہے اور خدا تعالی بلندی سے پہاڑ کے پہاڑ اولوں کے
برساتا ہے - پس جسپر چاہتا ہے اوسپر اونہیں ڈالتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اونہیں پھیر
دیتا ہے - چمک اوس ابر کی قریب ہے کہ آنکھوں کی روشنی کھودے - (یعنی ابر سے جب
بجلی چمکتی ہے تو آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں) اللہ رات اور دن کو اولٹتا پلٹتا رہتا ہے (یعنے
ایک کے بعد دوسرے کو لاتا ہے) اسمیں سمجھنے والوں کے واسطے عبرت ہے" یعنی ان امور کو
دیکھکر لوگ عبرت حاصل کر سکتے ہیں - اور سمجھہ سکتے ہیں کہ یہ امور سوائے خدائے قادر و
قیوم و حکیم کے کسی دوسرے سے نہیں ہو سکتے ؛

ساتواں باب

علم نباتات کے بیان میں۔ سورہ اعراف میں فرماتا ہے۔ والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربه والذی خبث لایخرج الا نکدا کذلک نصرف الآیات لقوم یشکرون جوزمین کہ اچھی مٹی والی ہے۔ اوسکی نبات اپنے رب کے اذن سے (عمدہ اور خوش مزہ خوش رنگ خوشبو) نکلتی ہے اور جوزمین کہ مٹی اوسکی اچھی نہیں ہے اوسکی نبات تھوڑی ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح ہم نشانیاں بیان کرتے ہیں شکر گزار قوموں کے واسطے۔"

سورۂ طٰہٰ میں فرماتا ہے فاخرجنا به ازواجا من نبات شتیٰ۔ ہم نے پانی سے کئی کئی قسم کے مختلف نباتات پیدا کئے۔ جنکی صورتیں۔ جنکے اثر۔ جنکے خواص۔ جنکے فوائد بیشمار و مختلف ہیں کوئی کہانے کے کام میں صرف ہوتی ہے۔ کوئی دوا کے کوئی جانوروں کے لئے علف ہے۔ کوئی پرندوں کے کام آتی ہے۔ غرض اسطور سے مختلف ہے۔

فوائد نباتات وآیة لهم الارض المیتة احییناها واخرجنا منها حبا فمنه یاکلون۔ ان لوگوں کے لئے ایک نشانی (وجود خدا کی) تو مردہ زمین ہے۔ جسے ہم نے زندہ کیا اور اوس سے دانے پیدا کئے جسمیں سے یہ لوگ کہاتے ہیں (سورہ یٰس)۔

سورۂ عبس میں فرماتا ہے۔ انا صببنا الماء صبا ثم شققنا الارض شقا فانبتنا فیها حبا وعنبا وقضبا وزیتونا ونخلا وحدائق غلبا وفاکهة واباً متاعا لکم ولانعامکم۔ اس آیت میں اقسام نباتات کو بھی ظاہر فرمایا ہے۔ اور فوائد نباتات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ مطلب اس آیت کا یہ ہوا کہ ہم نے پانی کو جاری کیا جو حق ہے جاری کرنے کا پھر زمین کو شق کیا۔ جو حق ہے شق کرنے کا۔ پھر اوسمیں۔ دانے۔ انگور۔ تازی شاخیں۔ زیتون۔ خرما کے درخت۔ گھنے گھنے باغ۔ میوے۔ اور چراگاہ پیدا کیں۔ تمہارے لئے۔ اور تمہارے چوپاؤں کے سامان خورش و آسائش ہونے کے لئے۔

میوؤں کا بیان۔ هوالذی انزل من السماء ماءً فاخرجنا به نبات کل شیءٍ فاخرجنا منه خضرا نخرج حبا متراکبا ومن النخل من طلعها قنوان دانیة وجنات من اعناب والزیتون والرمان مشتبها وغیر متشابه انظروا الی ثمره

اذا اثمر وینعہ ان فی ذلک لآیات لقوم یومنون۔ (سورۂ انعام) اوسی نے آسمان سے مینہہ برسایا پس ہم (خدائتعالی) نے اوس سے ہر قسم کے نباتات نکالے۔ پھر اوس نبات سے سر سبز شاخیں پیدا کیں جن سے بالیاں اوگائیں جنہیں تہ بتہ دانے ہوتے ہیں اور کھجور کے درخت کی خوشوں سے ہاتھوں میں جلد آجانیوالے گچھے پیدا کئے۔ اور انگور زیتون اور انار کے باغ پیدا کئے۔ جو صورت و شکل میں بعض بعض سے مشابہ بھی ہیں۔ اور نہیں بھی مشابہ ہیں۔ دیکھو اس کے پہل کی طرف جبکہ وہ پھلتا ہے۔ اور اوسکی پختگی کی طرف بیشک اسمیں ایمان والے مؤمنوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

وھو الذی انشأ جنات معروشات وغیر معروشات والنخل والزرع مختلفا اکلہ والزیتون والرمان متشابھا وغیر متشابہ کلوا من ثمرہ اذا اثمر اوسی نے کچھہ ایسے باغ پیدا کئے جنکی شاخیں بلند ہیں۔ اور کچھہ ایسے باغ جنکی شاخیں زمین پر بچھی ہوئی ہیں۔ اور درخت خرما۔ اور زراعت پیدا کی جسکے ذائقے مختلف ہیں۔ اور زیتون و انار پیدا کئے جو باہم مشابہ و غیر مشابہ بھی ہیں۔ کہاؤ انکے پھلوں کو جبکہ یہ پھلیں "

پھل پھول دونوں کا ذکر۔ سورہ رحمان میں فرمایا ہے۔ والارض وضعھا للانام فیھا فاکھۃ والنخل ذات الاکمام والحب ذو العصف والریحان خدائتعالی نے زمین کو خلائق کے واسطے پیدا کیا جسمیں میوہ ہے۔ اور کھجور کے درخت جن میں گھنڈیاں ہیں (پھلوں کی) اور اوس زمین میں دانے ہیں۔ سوکہی پتیوں والے اور سونگھنے کے قابل خوشبودار پھول ہیں "

اس قسم کی اور بہت سی آیتیں ہیں جنکا ذکر بخیال طول چھوڑا جاتا ہے :

آٹھواں باب جمادات میں

پہاڑ کا بیان۔ والقے فی الارض رواسی ان تمید بکم۔ (سورۂ نحل) اور زمین میں اوس نے گڑے ہوئے پہاڑ اسلئے پیدا کئے کہ کہیں یہ زمین تمکو اولٹ نہ دے۔ وجعلنا فیھا رواسی شامخات اس زمین میں ہم نے اونچے اونچے پہاڑ قرار دئے۔ (سورۂ مرسلات) (سورۂ نبا) الم نجعل الارض مھادا والجبال اوتادا۔ کیا ہم نے زمین کو (تمہارے واسطے

فرش نہیں بنایا۔ اور پہاڑوں کو میخ نہیں قرار دیا (ضرور قرار دیا)
(سورۂ غاشیہ) افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت
والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت۔ کیا یہ لوگ (جو انکار وجود
خدائتعالی کرتے ہیں) یہ نہیں دیکھتے کہ اونٹ کیونکر پیدا کیا گیا۔ آسمان کیونکر بلند کیا گیا۔ پہاڑ
کس طرح قائم کئے گئے۔ اور زمین کس طرح بچھائی گئی "۔
لوہے کا بیان۔ وانزلنا الحدید فیه باس شدید ومنافع للناس (سورۂ حدید)
ہم نے لوہا پیدا کیا جسمیں بڑی ہیبت ہے اور آدمیوں کے اس میں بہت سے منافع بھی ہیں۔
ولقد اٰتینا داؤد منا فضلا یاجبال اوّبی معه والطیر والنّا له الحدید ان
اعمل سابغات وقدّر فی السّرد۔ (سورۂ سبا) اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضل دیا
تھا۔ اے پہاڑو تم بھی رجوع سے اوسکے ساتھ ہماری یاد کرو اور اے پرندو تم بھی۔ اور ہم نے
اونکے لئے لوہے کو نرم کر دیا کہ اے داؤد تم زرہیں بناؤ۔ اور اندازہ کے موافق کڑیاں زرہ کی جوڑو۔
وعلمناه صنعة لبوس لکم لتحصنکم فهل انتم شاکرون۔ ہم نے داؤد کو تمہارے
لئے زرہ بنانی سکھائی تاکہ وہ زرہیں تمہیں لڑائیوں میں محفوظ رکھیں۔ پس کیا تم شکر ادا کرو گے۔
موتی مونگے کا بیان۔ مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ لایبغیان فبای اٰلاء ربکما
تکذبان یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان فبایّ اٰلاء ربکما تکذبان۔ دو دریاؤں کو
ایک دوسرے سے ملا دیا جنکے درمیان ایک ایسا حائل قرار دیا کہ دونوں ایک دوسرے پر
طغیانی نکر سکیں۔ پس تم لوگ خدا کی کس نعمت کا انکار کرتے ہو۔ اون دونوں دریاؤں سے
موتی اور مونگا پیدا ہوتے ہیں۔ پس تم جن وانس خدا کی کس نعمت کا انکار کرتے ہو۔
نحاس کا بیان۔ ولسلیمان الریح غدوّها شهر ورواحها شهر واسلنا له
عین القطر۔ (سورۂ سبا) اور سلیمان کے لئے ہم نے ہوا کو مسخر کیا صبح کو ایک مہینے کی راہ طے
کرتی تھی اور شام کو ایک مہینے کی۔ اور سلیمان کیلئے ہم نے پگھلے تانبے کا چشمہ جاری کیا تھا "
سورۂ کہف۔ حتّی اذا ساوی بین الصّدفین قال انفخوا حتّی اذا جعله نارا قال
اٰتونی اُفرغ علیه قطرا۔ سکندر نے جب دونوں پاکھوں تک پہاڑ کے لوہے کی دیوار برابر

کردی تو کہا کہ اسکو پھونکو یہانتک کہ جب اوسکو آگ کر دیا تو کہا کہ میرے پاس لاؤ میں اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈالوں۔

نواں باب

علم الحیواناتمیں (سورہ نور) واللہ خلق کل دابۃ من ماء فمنھم من یمشی علی بطنہ ومنھم من یمشی علی رجلین ومنھم من یمشی علی اربع یخلق اللہ مایشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ اللہ نے ہر چلنے والے کو زمین پر پیدا کیا ہے۔ پس بعض اونمیں سے وہ ہیں جو پیٹ کے بل چلتے ہیں جیسے سانپ اور بعض اون میں سے وہ ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں جیسے انسان اور بعض وہ ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں جیسے۔ گھوڑا بکری۔ شیر۔ ہاتھی۔ اونٹ وغیرہ۔

حیوانات سے پیغامبری کا کام (سورۂ نمل) وتفقد الطیر فقال مالی لا اری الھدھد ام کان من الغائبین لاعذبنہ عذابا شدیدا اولا اذبحنہ اولیاتینی بسلطان مبین فمکث غیر بعید فقال احطت بمالم تحط بہ وجئتک من سبا بنبا یقین۔ سلیمان نے ہدہد پرندے کو تلاش کیا تو کہا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔ کیا وہ غائب ہو گیا ہے۔ یا تو اوسے سخت سزا دونگا۔ یا اوسے ذبح کر ڈالونگا یا وہ واضح عذر بیان کرے۔ پس وہ تھوڑی دیر بعد آیا اور کہا کہ اے سلیمان مجھے وہ بات معلوم ہوئی جو تمہیں نہیں معلوم۔ اور میں شہر سبا سے سچی خبر لایا ہوں۔ تب حضرت سلیمان نے اوس سے یہ بات سنکر فرمایا کہ اذھب بکتابی ھذا فالقہ علیھم ثم تول عنھم فانظر ماذا یرجعون۔ میرا یہ خط لیجا اور اونکے پاس پہونچا دے جو آفتاب پرستی کرتے ہیں۔ پھر واپس آ تو دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ ان آیتوں میں قوم بلقیس کا قصہ بیان کیا ہے۔ اور ابتدا ہدہد کی گفتگو سے شروع ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے سبا کے شہر آفتاب پرست لوگوں کو دیکھا جو خدا کی بندگی نہیں کرتے اور سورج کو پوجتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں تیری سچائی کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں تو یہ خط لیجا کر وہاں پہونچا دے تاکہ اونکا عندیہ معلوم ہو کہ آیا وہ اسلام قبول کرینگے یا نہیں*

چیونٹی کی گفتگو حتیٰ اذا اتوا علے وادی النمل قالت نملۃ یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لا یشعرون۔ (سورۂ نمل) یہانتک کہ جب سلیمان اور اونکا لشکر چیونٹیوں کے جنگل میں پہونچا تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیوں۔ اپنے اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہو کہ سلیمان اور اوسکا لشکر تمہیں بے دھیانی میں کچل ڈالے۔

پرندے کا بیان الم یروا الی الطیر مسخرات فی جو السماء ما یمسکھن الا اللہ کیا یہ منکرین وجود خدا۔ پرندوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے فضائے آسمان میں مسخر ہیں آخر اونہیں سوائے خدا کے ہوا میں کون ٹھیرائے ہوئے ہے۔

ہاتھی کا بیان۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ اے رسول کیا تمنے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں (قوم ابرہہ) کے ساتھ کیا کیا۔

چوپاؤں کا بیان۔ وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین۔ (سورۂ نحل) بیشک تمہارے واسطے چوپاؤں میں عبرت حاصل کرنیکا موقع ہے کہ ہم تمکو اوس چیز سے جو اوسکے پیٹ میں گوبر اور خون میں سے خالص اور گوارا دودھ نکالکر پلاتے ہیں۔

فوائد چوپاؤں کے (سورہ نحل) والانعام خلقھا لکم فیھا دفء ومنافع ومنھا تاکلون ولکم فیھا جمال حین تریحون وحین تسرحون وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس ان ربکم لرءوف رحیم والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق ما لا تعلمون۔ اور چوپائے خدا نے تمہارے لئے پیدا کئے۔ اونمیں تمہارے واسطے جڑاول ہے۔ یعنی اونکے اون اور کھال کو جڑاول میں صرف کرتے ہو۔ نیز اور فائدے ہیں (مثل اسکے کہ اکثر چوپاؤں کے گوشت وخون اور دودھ دواؤں میں صرف کرتے ہیں) اور انمیں سے تم کھاتے بھی ہو۔ اور ان چوپاؤں میں تمہارے لئے حسن و رونق ہے جب تم اونہیں شام کو پھیر لاتے ہو اور جب کہ اونکو چراتے ہو۔ اور یہ حیوانات تمہارے بوجھ کو اوس شہر تک پہونچا دیتے ہیں جہانتک تم بے سخت مشقت کے نہیں لیجا سکتے تھے بیشک

تمہارا پروردگار بہت بڑا مہربان رحم والا ہے۔ اور تمہارے لئے گھوڑے۔ خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم اونپر سوار ہو اور اون سے زینت کرو۔ اور جسے تم نہیں جانتے وہ چیزیں بھی خدا پیدا کریگا یا کرتا ہے۔

مچھلی کا بیان۔ ھو الذی سخر لکم البحر لتا کلوا منہ لحما طریا۔ وہی معبود برحق ہے کہ جس نے تمہارے لئے دریا کو مسخر کر دیا تاکہ تم اوس سے تازہ گوشت (مچھلیوں کا) کھاؤ۔

شہد کی مکھی کا بیان۔ واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا و من الشجر و مما یعرشون ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربک ذللا یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ۔ اے رسول تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی کہ پہاڑوں میں اپنے گھر بنا اور درخت پر اور جہاں لوگ چھتریاں ڈالتے ہیں وہاں اپنے چھتے لگا۔ پھر ہر قسم کے پھل کھا۔ اور اپنے پروردگار کی راہ میں اطاعت و فرماں برداری انکسار و تواضع سے چل۔ اس شہد کی مکھی کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جو مختلف رنگ کی ہوتی ہے۔

اونٹ کا بیان (سورۂ غاشیہ) افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت۔ کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ اونٹ کیونکر پیدا کیا گیا، کس طرح کے اوسکے اعضا ہیں۔ کیسے اوسکے پاؤں چوڑے بنائے گئے ہیں کہ ریت میں نہ گھس سکیں۔ اور کیسا صابر بنایا گیا ہے کہ ایک ایک ہفتہ تک بے آب و دانہ زندگی بسر کرتا ہے۔ اور کیسا محنتی ہے کہ منوں کا بوجھ منزلوں لیجاتا ہے۔ اور کیسا بردبار بنایا گیا ہے کہ ایک بچہ تک اوسے کھینچکے جہاں چاہے لیجا سکتا ہے۔ یہ سب خدا تعالی کی حکمت و قدرت کی نشانیاں ہیں۔

انسان کا بیان۔ (سورۂ نسا) یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا و بث منھما رجالا کثیرا و نساء۔ اے آدمیوں اپنے اوس پروردگار سے جس نے تمکو ایک جان سے پیدا کیا (یعنی صرف آدم سے تمہاری نسل چلائی) اور اوسی سے اوسکی بیوی بھی پیدا کی (یعنی جو مٹی آدم کے پیدا کرنے سے بچ رہی تھی اوس سے حوا کو پیدا کیا) اور ان دونوں (آدم و حوا) سے مرد اور بہت سی عورتیں پیدا کرکے جہان میں پھیلا دیں۔

انسان کی عجیب خلقت کا بیان (سورہ حج رکوع ۱) یاایھا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقنا کم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ لنبین لکم و نقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشد کم ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا۔ ایہا الناس اگر تمکو قیامت کے حشر ونشر میں کچھ شبہہ ہے (تو اپنی ہی حالت کو دیکھکر اوس حشر کا قیاس کرلو کہ جب تم کچھ نہ تھے) تب تمکو پہلے صرف مٹی سے پیدا کیا (جیسے آدم وحوا) پھر نطفہ پھر خون بستہ پھر پارۂ گوشت مصورہ وغیر مصورہ سے پیدا کیا (جیسا کہ آدم کی آیندہ نسل میں ہوا) تاکہ ہم اس راز کو تم پر کھول دیں (کہ کسطرح ہم ابتدا ًپیدا کرتے ہیں اور کسطرح مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرینگے) اور رحم میں ایک مدت مقررہ تک (مثلاً نو مہینے آٹھ مہینے سات مہینے چھ مہینے یا اس کم وبیش) جسے چاہتے ہیں ٹھیراتے ہیں۔ پھر تمکو طفل کی صورت میں لاتے ہیں تاکہ تم اپنی جوانی تک پہونچو اور بعض تم میں سے مرجاتے ہیں اور بعضے سخت بڑھاپے کے سن تک پہونچتے ہیں کہ بعد علم کے بے علم ہو جاتے ہیں۔ یعنی سیکھی سمجھی پڑھی ہوئی باتیں بھی اوس سن میں بھول جاتی ہیں۔ سورہ مومنون میں فرمایا ہے۔ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشاناہ خلقا اخر فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ بیشک ہم نے انسان کو خالص اور منتخب مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اوسکو رحم میں نطفہ کی صورت میں رکھا۔ پھر نطفہ کو علقہ جما ہوا (خون) بنادیا۔ پھر جمے ہوئے خون کو گوشت کا پارچہ بنادیا۔ پھر اوس گوشت لختہ پر ہڈیاں پہنائیں۔ پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر اوسکو ایک اور صورت میں پیدا کردیا۔ (یعنی بچے کی صورت میں) پس مبارک ہے وہ معبود برحق جو اچھا پیدا کرنے والا ہے ٭ اس مطلب کی تفصیل میری کتاب توحید الائمہ اور توحید القرآن میں دیکھو۔

دسواں باب علم طب کے بیان میں

علم طب دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک کلیات طب۔ دوسرے جزئیات۔ جزئیات بھی

اگرچہ کلیات پر مشتمل ہیں۔ مگر بالفعل یہاں مراد اوس سے معالجات ہے۔ اور کلیات سے وہ امور مراد ہیں جنکا لحاظ کرنیسے انسان مرض سے محفوظ رہتا ہے۔ یا جنکا جاننا علاج میں مفید ہے۔

کلیات طب اصلاح طعام و شراب و ہوا۔ اور استفراغ نفس کا نام ہے۔

طعام کے متعلق۔ لتاکلوا منہ لحما طریّا۔ دریا کو مسخر کیا کہ تم اوس سے گوشت تازہ کہاؤ۔ علم طب پر نظر کرنیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیا کیا فوائد مچھلیوں کے ہیں اور کن کن مواقع پر انکا استعمال کرنا چاہیے (سورہ نحل)

اور سورہ رعد میں فرمایا وجنات من اعناب وزروع ونخیل۔ باغ انگور کے وزراعت اور کھجور کے درخت پیدا کئے۔ پھر فرمایا ونفضل بعضھا علی بعض فی الاکل اور بعض کو بعض پر فضیلت دی۔

زراعت کے جو جو فوائد ہیں اور جن جن مواقع پر اسکے دانونکا استعمال ہوتا ہے وہ علم طب کے مفردات دیکھنے سے معلوم ہو سکتے ہیں اگر اونکو بہ تفصیل لکھوں تو صرف اسی سطر کے بیان میں ایک دفتر ہو جائے۔ مگر دو چار فائدے۔ انگور۔ کھجور۔ انار۔ اور زیتون۔ وغیرہ کے بیان کرتا ہوں۔

انگور۔ جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کلوا العنب حبۃ حبۃ فانھا اھنأ وامرأ۔ دانہ دانہ کرکے انگور کو کھاؤ کہ وہ زیادہ گوارا اور ہضم ہونے والا ہے۔

جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ شکا نبیّ من الانبیاء الی اللہ الغم فامرہ باکل العنب۔ ایک نبی نے انبیاء سابقین میں سے خدائتعالی سے شکایت کی کہ مجھے غم رہا کرتا ہے بظاہر یہ مراد ہے کہ میرا دل گھٹا رہتا ہے۔ پس خدائتعالی نے حکم دیا کہ انگور کہایا کرو۔ جس سے معلوم ہوا کہ انگور کا کہانا غم طبیعت کو دفع کرتا ہے۔

ابوالحسن موسی علیہ السلام سے مروی ہے کہ ثلثۃ لا تضر العنب الرازقی وقصب السکر والتفاح اللبنانی۔ تین چیزیں مضر نہیں ہوتیں۔ انگور رازقی۔ گنا۔ اور سیب لبنانی"

کشمش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا۔ علیکم بالزبیب فانہ یکشف المرۃ ویذھب بالبلغم ویشد العصب ویذھب بالاعیاء ویحسن الخلق۔ ویطیب النفس ویذھب بالغم۔ کشمش میں سات فائدے ہیں۔ مرّہ سودا کو دفع کرتی

بلغم کو دور کرتی ہے۔ پٹھوں کو مضبوط بناتی ہے۔ تھکن کو زائل کرتی ہے۔ صورت کو خوشنما بنادیتی ہے۔ نفس کو خوش اور غم کو زائل کرتی ہے۔

خرما جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام سے مروی ہے کلوا التمر فان فیہ شفاء من الادواء خرما کھایا کرو کہ اسمیں بہت سی بیماریوں سے شفا ہے۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ من یصبح بعشر تمرات عجوۃ لم یضرہ ذلک الیوم سحر ولا سم۔ جو کوئی صبح کو دس چھوارے کھالیگا اوسکو اوس روز جادو اور زہر نقصان نہ پہونچا سکیگا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا علیہ السلام نے۔ کلوا التمر علی الریق فانہ تقتل الدود۔ خرما کھاؤ نہار منہ تو یہ پیٹ کے کیڑوں کو مارتا ہے" اسکے علاوہ اور بہت سے فوائد ہیں اختصاراً اسقدر لکھا گیا۔

سورہ انعام میں فرمایا ہے۔ والزیتون والرمّان مشتبھا وغیر متشابہ کلوا من ثمرہ اذا اثمر۔ زیتون و انار کو خدا نے پیدا کیا مشابہ و غیر مشابہ۔ جب وہ پھلے تو اوسکے پھل تم لوگ کھاؤ" کیوں؟ اس وجہ سے کہ یہ تمہاری صحت کے لئے مفید ہے

انار جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے۔ ما من رمانۃ الا وفیھا حبّۃ من رمّان الجنۃ فاذا ابندر منھا شیٔ فخذوہ وما وقعت تلک الحبۃ معدۃ مسلم الا انارتھا اربعین صباحا۔ ہر انار میں ایک دانہ جنتی ہوتا ہے۔ جب اسمیں سے کوئی دانہ الگ ہو جائے تو اوسے لیلو۔ جب معدہ مرد مسلم میں ایک دانہ بھی انار کا جاتا ہے چالیس روز تک اوسکو روشن رکھتا ہے" جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ ومن اکل رمانۃ علی الریق انارت قلبہ وطردت عنہ وسوسۃ الشیطان اربعین صباحا۔ جو کوئی نہار منہ انار کھائے تو اوسکے دل کو روشن کرتا ہے اور شیطانی خیالات کو اوسکے دل سے چالیس روز تک دور رکھتا ہے۔

زیتون جناب صادق علیہ السلام کے سامنے زیتون کا ذکر آیا۔ کسی نے کہا کہ وہ ریاح پیدا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا لا ولکن یطرد الریاح۔ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہ ریاح کو دفع کرتا ہے

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کلوا الزیت وادھنوا بہ فانہ من شجرۃ مبارکۃ۔ زیت کھاؤ اور اوسے ملو بھی کیونکہ وہ مبارک درخت کا تیل ہے۔
نیز وصایائے رسول خدا میں سے ہے کہ یا علی زیت کھاؤ اور اوسکو ملو بھی کیونکہ جو کوئی روغن زیتون کو کھاتا اور ملتا ہے۔ شیطان اوسکے پاس چالیس روز تک نہیں آتا۔
نیز جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ الزیت طعام الا تقیاء روغن زیتون پرہیزگاروں کی خوراک ہے (بحار الانوار السماء والعالم) علی ہذا القیاس بہت سے ان کے فوائد ہیں۔ تفصیل موجب تطویل ہے۔
پانی کے متعلق۔ ھو الذی انزل من السماء ماءً لکم منہ شراب ومنہ شجر فیہ تسیمون۔ اوسی معبود نے بلندی سے پانی برسایا جسمیں سے تمہارے پینے کا سامان ہے۔ اور اوسی سے درخت پیدا ہوتے ہیں جسمیں تم اپنے جانوروں کو چراتے ہو۔
اطبا ء و ڈاکٹر سب متفق ہیں کہ مینہہ کا پانی تمام پانیوں سے بہتر ہے اور جسم کے لئے نہایت مفید ہے ان دونوں کے کلیہ کو ایسے نفیس تین لفظوں میں ایک موقع پر قرآن مجید میں ادا کیا ہے جس سے بہتر امکان انسانی سے باہر ہے۔ فرمایا ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ کھاؤ اور پیو۔ اور اسراف نہ کرو۔ یہ ایک ایسا طبی کلیہ ہے کہ اگر انسان اسپر کاربند ہے تو مدت العمر بیمار نہو۔ کیونکہ جسقدر بیماریاں بدن انسان میں پیدا ہوتی ہیں بیشتر انہیں دونوں کی بے ترتیبی سے ہوتی ہیں۔ کہانا جب بھوک میں کھایا جائے اور ہضم کی مقدار سے زیادہ نہو تو وہ جسم کو قوی کرتا رنگ کو صاف کرتا۔ روحانی قوتوں اور جسمانی طاقتوں کو زیادہ کرتا ہے امراض کو قریب نہیں آنے دیتا۔ اور اگر اسکے برخلاف کیا جائے تو آدمی آئے دن بیمار رہتا ہے۔ مختلف قسم کی مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ علی ہذا القیاس پانی کا انتظام ہے کہ اگر ضرورت اور پیاس کے ساتھ بقدر اندازہ پیا جائے تو معین ہضم اور مفرح دل و روح ہے اور اگر بے پیاس کے اور اندازہ سے زیادہ یا کم استعمال کیا جائے تو امراض پیدا کرتا ہے۔
اگرچہ یہ مطلب بہت تفصیل چاہتا ہے مگر اختصاراً اسقدر بہت ہے! وہ قرانی طب کے اثبات کیلئے کافی ہوا کی اصلاح کے متعلق فرمایا۔ ھو الذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی

مناکبھا وکلوا من رزقه - اوسی معبود برحق نے تمہارے لئے زمین کو مطیع بنایا کہ جس طرح چاہو اوسپر چلو پھرو) پس تم اوسپر چلو - اور خدا کے پیدا کئے ہوئے رزق کو کھاؤ۔ ظاہر ہے کہ ایک مقام پر بیٹھے رہنے - اور عدم تبدیل ہوا سے صحت میں خلل پڑتا ہے - اور تبدیل ہوا مفید صحت ہے لہذا فرمایا کہ زمین پر مشی کرو کہ ریاضت بدنی بھی اسمیں ہے اور تبدیل ہوا بھی جو تمہاری صحت کو قائم رکھنے والی ہے۔

جماع کی اصلاح کے متعلق فرمایا - لا تقربوھن حتیٰ یطھرن فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم اللہ - ان عورتوں سے زمانہ حیض میں جماع نہ کرو پس جب پاک ہو جائیں تو ان سے صحبت کرو جسطرح خدا نے تمکو حکم دیا ہے۔

چونکہ زمانہ حیض میں صحبت کرنے سے مرد کو بھی ضرر ہوتا ہے اور اگر بچہ ہو وہ بھی مبروص ہوتا ہے - اسوجہ سے اوسکی اصلاح کے لئے یہ حکم نافذ کیا۔

ایک اور مقام پر فرمایا - نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انیٰ شئتم - عورتیں تمہارے لئے بجائے حرث وزراعت کے ہیں پس تم جسطرح چاہے ان سے مجامعت کر سکتے ہو یعنی جس آسن سے مناسب سمجھو صحبت کرو تاکہ تمہاری طبیعت محفوظ ہو - اور اس سبب سے جو بچہ پیدا ہو وہ بے عیب ہو - او چونکہ یکبارگی جماع سے روکنا امراض کا پیدا کرنے والا تھا اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ تم جماع سے پرہیز نہ کرو - مگر اوسیقدر کہ جتنا تمکو حکم دیا ہے نہ بالکل تقلیل ہو نہ بالکل زیادتی۔

باقی رہے جزئیات طب یعنی معالجات اوسکا بھی ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

سورہ نحل میں فرمایا ہے - یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس - شہد کی مکھی کے پیٹ سے ایک شی پینے کی نکلتی ہے جسکے رنگ مختلف ہوتے ہیں اوسمیں آدمیوں کے واسطے شفا ہے

شہد کے شفا ہونے کی بابت جو کچھہ اطبائے یونانیین کی رائے ہے وہ تو آپ محیط اعظم - یا مخزن یا تذکرہ داؤد انطاکی یا مفردات قانون شیخ سے معلوم کر سکتے ہیں - لیکن جو کچھہ اسکی بابت طبیب الہٰی حکیم روحانی یعنی رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ نے بیان کیا اوسکے دو کلمے سن لیجئے۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ شرب العسل فی کل شھر مرۃ یرید ما جاء بہ القرآن عوفی من سبع وسبعین داء۔ جو کوئی ہر مہینے میں ایک مرتبہ یہ سمجھکر شہد کو پئے کہ قرآن مجید میں اسکی ثنا و صفت آئی ہے تو ستتر بیماریوں سے شفا پائیگا۔ نیز فرمایا ہے کہ من اراد الحفظ فلیاکل العسل۔ جو چاہے کہ اوسکا حافظہ زیادہ ہو وہ شہد کھایا کرے۔ نیز فرمایا ہے کہ نعم الشراب العسل یرعی القلب و یذھب برد الصدر۔ شہد کیا خوب شربت ہے کہ جو دل کی حفاظت کرتا ہے اور سینے کی برودت کو کھوتا ہے۔ نیز جناب ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ما استشفی مریض بمثل العسل۔ جیسے کہ شہد سے دوا ہوتی ہے ویسی کسی اور چیز سے شفا نہیں چاہی گئی۔ (یعنی نہیں ہوسکتی) لیکن چونکہ مرض و صحت کا معاملہ اذن خدا پر موقوف ہے اسلئے جناب ابراہیمؑ کی زبانی فرمادیا کہ اذا مرضت فھو یشفین۔ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی شفا دیتا ہے۔ یعنی اختیار شفا و مرض خدا تعالی کے اختیار میں ہے۔ بندہ کچھہ نہیں کرسکتا یہ وہ بعض امور ہیں جو مثالاً متعلق بعلم طب قرآن مجید سے دکہلائے گئے ورنہ اس سے بہت زیادہ چیزیں موجود ہیں ؁

گیارہواں باب علم تشریح

سورۂ مؤمنون کی آیت سابقہ یاد کیجئے ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشأناہ خلقا اخر۔

اس آیت میں تشریح بدن انسانی اس طرح سے بیان کردی ہے کہ اوّل سے آخر تک کا حال مفصل معلوم ہوگیا۔ یعنی آدمی کی ابتدا تو مٹی سے ہوئی کیونکہ اجزائے غذائیہ جسمیں ارضی اجزا زیادہ ہوتے ہیں وہی ہضم ہوکر مرتبہ رابعہ میں منی بنتے۔ پھر وہ نطفہ رحم میں پہونچکر خون بنجاتا ہے۔ پھر وہ خون بستہ ہوکر گوشت کا ایک لختہ ہوجاتاہے۔ اوسی لختہ گوشت میں۔ سر۔ ہاتھ۔ پاؤں وغیرہ کی صورتیں نمایاں ہوتی ہیں۔ پھر اوس گوشت میں ہڈی پیدا ہوتی ہے۔ اور جب وہ گوشت کا لختہ ہڈی کی صورت پیدا کرلاتاہے تو اوسکے اوپر سے گوشت چڑہا یا جاتا ہے۔ جب یہ بھی پورا

ہولیتا ہے تب روح اوسمیں داخل ہوتی ہے۔ اور بیجان جاندار بنجاتا ہے۔ اور نباتیت سے نکلکر حیوانیت کی خلقت میں داخل ہوتا ہے۔ یہی مراد انشاناہ خلقا اخر سے ہے۔

سورۂ نمل میں فرمایا ہے۔ واللہ اخرجکم من بطون امھا تکم لا تعلمون شیئًا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ۔ اللہ نے تمکو تمہاری ماؤں کے شکموں سے اس حالت میں نکالا کہ تم اوسوقت کچھ معرفت وعلم نہ رکھتے تھے۔ اور تمہیں کان آنکھ۔ اور دل دئے۔

سورۂ روم میں فرمایا۔ ومن اٰیاتہ خلق السماوات والارض واختلاف السنتکم والوانکم۔ خدائتعالی کے وجود کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگ کا مختلف ہونا۔

سورۂ دہر میں فرمایا۔ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلناہ سمیعًا بصیرًا۔ ہم نے آدمی کو نطفہ کے لچھے سے پیدا کیا۔ پلٹتے رہے اوسکو پھر اوسے سننے اور دیکھنے والا بنادیا۔ (سورۂ طارق ۳۰ جزو) میں فرمایا۔ فلینظر الانسان مِمَّ خُلِقَ خُلِقَ من ماء دافق یخرج من بین الصُّلبِ والترائب۔ چاہیئے کہ آدمی اپنے تئیں دیکھے کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ وہ تو اوچھلنے والے پانی (منی) سے پیدا کیا گیا ہے جو درمیان سے پیٹھ اور چھاتی کے نکلتا ہے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ ونقرُّ فی الارحام ما نشاءُ۔ ہم رحم کے اندر جو چاہتے ہیں ٹھیرائے رہتے ہیں

ان تمام آیتوں سے اکثر اعضائے انسان کا بیان معلوم ہوا۔ جو علم تشریح میں بیان کئے جاتے ہیں لیکن ایک بات جو اشارۃً معلوم ہوتی ہے وہ لفظ ارحام ہے جو جمع رحم کی۔ اور رحم کے عدد دوسواڑتالیس ۲۴۸ ہیں۔ ر ۲۰۰۔ ح ۸۔ م ۴۰۔ اور ہڈیاں بدن انسان کی بھی قدیم تشریح کے بموجب۔ سر۔ گردن۔ سینہ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ پیٹھ۔ وغیرہ کی ملکر دوسواڑتالیس ۲۴۸ ہی ہوتی ہیں جس سے پوری تشریح بدن انسان کی معلوم ہوتی ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

بارھواں باب علم کیمیا کے بیان میں

یہ علم علوم الاسرار میں سے ہے۔ جسپر پروردگار عالم ہر شخص کو مطلع کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اگر ایسا کردے تو نظام عالم میں سخت خلل واقع ہو۔ ہر شخص جو کیمیا گر ہوجائے تو کاہیکو کام چلے انتظام عالم کی بنا تو صرف احتیاج پر ہے۔ مثلاً۔ ایک رئیس جسطرح کپڑے۔ کھانے۔ پلنگ تخت

عمارت۔ اور خدمتگار کا محتاج ہے اوسیطرح۔ جولاہہ۔ باورچی۔ بڑہئی۔ لوہار۔ معمار۔ اور ملازم کا محتاج ہے جسطرح ایک جولاہے کو غلہ کی ضرورت ہے اوسیطرح ایک کاشتکار کو لباس کی حاجت ہے جسطرح ایک معمار ایک پلنگ کا محتاج ہے اوسیطرح بڑہئی مکان کا محتاج ہے پس جب تک کہ مال و اسباب معاش کی ضرورت ایک کو دوسرے کی طرف تہوا انتظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اور جب کہ سب ہی کیمیاگر ہیں۔ تو کسی کو مال کی ضرورت ہی نہیں۔ ایک بڑہئی پلنگ کیوں بنائیگا جبکہ اوسکو روپے کی ضرورت نہیں جس سے وہ لباس خریدے کیونکہ وہ خود ہی کیمیاگر ہے۔ ایک جولاہہ کپڑا کیوں بنیگا جبکہ اوسکو روپے کی ضرورت نہیں جس سے وہ غلہ خریدے کیونکہ وہ خود مالدار ہے۔ پھر ایک معمار کیوں مکان بنائیگا جبکہ اوسے روپئے کی ضرورت نہیں جس سے وہ لباس خریدے۔ یا تخت بنوائے کیونکہ وہ خود کیمیاگری کی وجہ سے غنی ہورہا ہے لہذا علم کیمیا عام طور پر مخفی رکھا گیا۔ خاص خاص طور پر بتایا گیا تاکہ اوسکا فساد عام نہو اور اوسکی صورت یہ قرار دی کہ جسے کیمیا بتائی۔ اوسکے دل پر مہر لگادی کہ دوسرے کو نہ بتا سکے اور نہ خود اوس سے فائدہ اوٹھا سکے ؎ یکے بازرا دیدہ بردوختہ ❊ دگر دیدہ ہا بازو پر سوختہ ❊ مگر چونکہ اجمالاً ذکر کرنا اسکا ضروری تہا اسلئے قرآن مجید میں ایک عام لفظ سے اسے بھی بیان کر دیا۔ ذکر قارون میں فرماتا ہے۔ کہ حضرت موسی نے اوس سے کہا کہ اَحْسِن کما احسن اللہ الیك ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین۔ بندگان خدا پر احسان کر جسطرح خدائتعالی نے تجھپر احسان کیا کہ اسقدر مال و دولت دیکر تجھے مستغنی فرما دیا۔ اور روئے زمین پر فساد کی خواہش نکر۔ کیونکہ خدا فسادیوں کو پسند نہیں فرماتا۔ قال انما اوتیتہ علی علم عندی۔ (سورۂ قصص) اوس نے جواب دیا کہ اسمیں خدا کا کیا اجارہ ہے۔ یہ مال و دولت تو مجھے اوس علم کیمیا کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے جو میرے پاس ہے۔" کہتے ہیں کہ حضرت موسی نے علم کیمیا کا تہائی حصہ قارون کو بتایا تہا۔ اور تہائی یوشع کو اور تہائی ابن ہارون کو۔ قارون نے اون دونوں کو فریب دیکے دو باقی حصے بھی معلوم کرلئے۔ اور اس ذریعہ سے کیمیاگر ہو کر سونا چاندی بنانے لگا۔ اور دولت مند ہو گیا۔ (مجمع البیان)

اسمیں شک نہیں کہ یہ علم اشرف علوم سے ہے اور چونکہ ظاہری فائدے اسمیں بہت ہیں اسلئے

لوگ اسکے خواہشمند رہتے ہیں۔ اسکے بنانیکے دو رستے ہیں۔ ایک نباتات سے۔ دوسری جمادات سے۔ اول رستہ تو اہل مشرق کا ہے۔ اور دوسرا اہل مغرب کا۔ مگر از بسکہ یہ سر اللہ ہے بہت کم لوگ اسکے رازوں پر مطلع ہوکر کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے آئمہ معصومین ؑ نے بھی جو کچھ اسکے متعلق بیان کیا ہے اسرار ہی میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ ایک رباعی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی مشہور ہے۔ ؎ خذ الفرار والطلقا ؛ وشیئاً یشبہ البرقا ؛ اذا مازجت والسحقا ؛ ملکت الغرب والشرقا ؛ پارہ۔ اور ابرک کو لو۔ اور ایک تیسری چیز بھی جو برق کے مشابہ ہے۔ جب انکو خوب گھسو تو مشرق و مغرب کے مالک ہو سکتے ہو۔ مناقب ابن شہر آشوب میں بھی مروی ہے کہ حضرت سے کسی نے کیمیا کو دریافت کیا تو آپنے فرمایا۔ من الزیبق الرجراج وذنجار النحاس الاصفر المعصفر

اوس نے کہا اس سے تو کام نہیں چلتا۔ آپ نے فرمایا اجعل بعضھا ماءً وبعضھا ارضاً وافلح الارض بالماء۔

اوس نے عرض کی کچھ اور بیان فرمائیے آپ نے جواب دیا کہ اگر حکمائے سابقین نے اس سے زیادہ بیان کیا ہوتا تو میں بھی بتا دیتا۔

تیرھواں باب علم جغرافیا کے بیان میں

یہ علم بھی علوم شریفہ میں سے ہے۔ خصوصاً جغرافیائے طبعی جس سے شہروں اور دریاؤں اور آبادیوں کی کیفیت و حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ اور انسان ایک مقام پر بیٹھکر تمام دنیا کے بلاد کے حالات معلوم کر سکتا ہے۔ چونکہ اس فن کی شرافت مسلمات میں سے ہے۔ لہذا پروردگار نے نہ چاہا کہ اوسکی کتاب اس فن کے بھی ذکر سے خالی رہے۔

چنانچہ سورۂ یونس میں فرمایا۔ ولقد بوّأنا بنی اسرائیل مُبوّأ صدق ورزقناھم من الطیّبات۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو ایک مقام محمود و خوب میں جگہ دی۔ اور اونکو پاکیزہ چیزوں سے روزی دی۔ اس مقام محمود سے مراد زمین شام و بیت المقدس ہے جہاں اونچے اونچے پہاڑ۔ آبشاریں۔ کوہستانی نہریں۔ پہاڑی پھل پھول۔ خوشنما سبزی۔ اور میوے کے باغ ہیں۔ یہ مقام بود و باش کے لئے نہایت پسندیدہ ہے۔ کیونکہ آسائش کے اسباب یہاں

بکثرت موجود ہیں۔
سورہ انبیاء میں فرمایا۔ ونجیناہ ولوطا الی الارض التی بارکنا فیھا للعالمین۔
ابراہیم اور لوط کو ہم نے اوس ملک میں نجات دی جسمیں ہم نے برکت دی تھی تمام عالم کے واسطے "یعنی مقام کوثا سے شام کی طرف انکو جانیکی ہدایت کی جو مقام سرسبز و شاداب ہے۔
سورۂ مؤمنون میں فرمایا۔ وآوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار و معین۔ ہم نے عیسیٰ اور مریم کو ایک مقام بلند پر جگہ دی جو ٹھیرنے کی جگہ اور شیریں چشمے والی تھی۔ بعض کا خیال ہے کہ ربوۃ سے مراد حیرۃ الکوفہ ہے۔ اور قرار سے مراد مسجد کوفہ۔ اور معین سے مراد دریائے فرات ہے کیونکہ اسکا پانی نہایت شیریں ہوتا ہے۔ اور ابتک اسکی لطافت و شیرینی زبان زد ہے۔ کوفہ کا سواد بھی بحیثیت اپنی آبادانی اور سرسبزی کے نہایت خوش منظر تھا۔ اگرچہ اب وہ حالت باقی نہیں رہی۔
حیرۃ الکوفہ وہ مقام ہے جہاں ایک مدت تک نعمان ابن منذر لخمی گورنر صوبہ عراق عرب منجانب کسرے کا پائے تخت تھا اور کسی وقت اسکی آبادی حیرت خیز تہی۔ اسی مقام پر وہ تاریخی مکان بھی تھا۔ جسے ابتک بیت خورنق کے نام سے پکارتے ہیں اس مکان کی تعمیر نعمان بن منذر نے اپنے اہتمام سے کرائی تہی۔ پختگی و حسن میں یہ عمارت اپنے زمانے میں اپنی آپ نظیر تھی یہ نعمان وہی ہے جس نے سب سے پہلے دنیا میں لالہ کا پہول دریافت کیا۔ اسی وجہ سے گل لالہ کو شقائق النعمان کہتے ہیں۔
سورہ قصص میں فرمایا ہے۔ آنَسَ مِنۡ جَانِبِ الطُّوۡرِ نَارًا قَالَ لِاَہۡلِہِ امۡکُثُوۡۤا اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ مِّنۡہَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ عَلَی النَّارِ ہُدًی فَلَمَّاۤ اَتٰہَا نودی من شاطئ الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یاموسیٰ انی انا اللہ رب العلمین۔ موسیٰ نے آگ دیکھی تو اپنے عیال سے کہا کہ تم یہیں ٹھیرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید تمہارے واسطے کچھہ اوسمیں سے لاسکوں (جس سے تم سردی کی تکلیف سے بچو) یا اوس آگ کی روشنی یا وہاں کے رہنے والوں کے ذریعہ سے رستہ ہی کا پتہ معلوم ہوجائے۔ پس جب اوس مقام پر پہونچے تو کنارہ وادی ایمن سے مقام مبارک میں درخت سے

اونکو یہ آواز دی گئی کہ اے موسی میں اللہ تمام جہان کا پالنے والا ہوں۔ اس آیت میں وادی ایمن کے کنارہ سے مراد نہر فرات کا کنارہ ہے۔ اور وادی ایمن سے اوسکو اس وجہ سے تعبیر کی کہ پانی اس دریا کا نہایت لطیف اور جسم وصحت جسم کے لئے بہت فائدہ بخش ہے۔ اور بقعہ مبارکہ سے مراد کربلائے معلی کی زمین ہے۔ کیونکہ اسکے گرد ونواح میں زراعت وغیرہ بہت اچھی ہوتی ہے۔ مختلف قسم کے اشجار پیدا ہوتے ہیں۔ آبادی بھی یہاں کی نہایت معقول ہے۔ اور پہلے بھی آبادی سے خالی نہ تھا۔ قریہ غاضریہ وغیرہ سب اس کے قرب وجوار میں تھے۔

سورۂ تین میں فرمایا۔ والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین
بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تین سے مراد۔ مدینہ منورہ ہے۔ اور زیتون سے مراد بیت المقدس۔ طور سینین سے مراد کوفہ ہے۔ اور بلد امین سے مراد مکہ معظمہ۔ مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ بظاہر مدینہ کو۔ تین۔ یعنی انجیر سے اسوجہ سے تعبیر کی کہ یہاں کے انجیر نہایت عمدہ اور خوش مزہ ہوتے ہیں۔ یا اسوجہ سے کہ جسطرح انجیر نہایت عمدہ پھل دواءً اور غذاءً ہے اوسی طرح مدینہ بھی اشرف بلاد میں سے ہے۔ اور کوفہ کو طور سینین سے اسوجہ سے تعبیر کی۔ کہ پشت کوفہ پر جو نجف اشرف واقع ہے وہ محل مناجاۃ سید الاوصیاء علی بن ابی طالب علیہ السلام کا تھا۔ جسطرح طور سیناء مناجاۃ کلیم اللہ کا مقام تھا۔

اقول زیتون سے بیت المقدس کی تعبیر بھی اس لحاظ سے واضح ہے کہ وہاں یہ درخت بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اور روغن اسکا وہاں سے عمدہ دوسری جگہ درست نہیں ہو سکتا۔ اور مکہ معظمہ کو بلد امین کہنا بھی نہایت درست ہے کیونکہ ایام جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں ہی میں یہ شہر جائے امن تھا۔ اگر کوئی شخص کسی کا خون کر کے بھی یہاں پناہ گزیں ہوتا تو اوسے ہرگز ایذا نہ پہونچاتے تھے۔ جب تک وہ اوس مقام پر موجود رہے۔ اسی وجہ سے دوسرے مقام پر خدا تعالی نے فرمایا ہے انا جعلناہ حرما امنا ہم نے مکہ کو حرم امن دینے والا بنایا ہے کہ یہاں خوف زدہ آدمی آکر بیخوف ہو جاتا ہے۔ یہ خصوصیت تمام دنیا کے شہروں میں سے اس شہر کو حاصل ہے (روایت سابقہ جناب ابو الحسن الاول سے مروی ہے)۔ بعض مفسرین کی یہ رائے ہے کہ تین سے مراد وہ پہاڑ ہے جسپر دمشق آباد ہے۔ اور زیتون سے وہ جسپر بیت المقدس کی آبادی ہے۔ طور سینین وہ پہاڑ ہے

جسپر حضرت موسیٰ نے کلام کیا۔ (سینین کے معنی یہ ہیں کہ مبارک و خیر و برکت زیادہ رکھنے والا) یہ لفظ غالباً نبطی زبان کا ہے۔ چونکہ اس پہاڑ پر سبزی اور اشجار زیادہ تھے اسوجہ سے اسکو کوہ مبارک کہا گیا۔

بعض میں تین مسجد دمشق کو کہا ہے۔ اور زیتون بیت المقدس کو لیکن قول اول معتمد علیہ ہے کیونکہ وہ ارشاد معصوم ہے۔ جو قرآن کے معانی کے جاننے والے اور اوسکے اسرار کے خزانہ دار تھے۔

سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے۔ قُلنا اهبطُوا بعضکم لبعض عدوٌّ ولکم فی الارض مستقرٌّ ومتاعٌ الی حینٍ (جب آدم سے ترک اولیٰ ہوا تو) ہم نے کہا کہ (جنت سے زمین پر) اترو۔ بعض تمہارا بعض کا دشمن ہے اور تمہارے لئے۔ زمین پر ٹھیرنے کی جگہ اور منفعت کا مقام ہے ایک وقت خاص تک۔

حضرت آدم کے قصہ میں یہ آیہ نازل ہوا ہے۔ جس سے مطلب یہ ہے کہ آدم جنت سے نکالکر زمین پر بھیجے گئے۔ یہ مقام جہاں حضرت آدم اوترے ہیں۔ سراندیپ ہے۔ اور حوّا جس مقام پر اوتری ہیں وہ کنارہ بحر ہند ہے جسے اب جدّہ کہتے ہیں۔ قمّی نے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت کوہ صفا پر اوترے تھے۔ اور حوّا کوہ مروہ پر۔ بہرصورت یہ دو مقام محل نزول آدم علیہ السلام تھے "۔ لیکن بیشتر روایات سے سراندیپ ہی میں اوترنا حضرت آدم کا معلوم ہوتا ہے۔ یہ علم جغرافیائے طبعی کے لحاظ سے عجیب مقام ہے جہاں سے ابتدا عجیب عجیب پھل اور پھول اور میوہ کی ہوتی ہے کیونکہ حضرت آدم کو ایک سو سے زیادہ درخت جنتی دئے گئے تھے جنہیں اونہوں نے اپنے قریب فرودگاہ لگایا تھا۔ اور اوس سے وقت معین تک فائدہ اوٹھاتے تھے۔ اسکے بعد وہ درخت دنیا میں پھیلے۔

نیز سورہ بقر میں فرمایا۔ واذ قُلتم یا موسیٰ لن نصبر علی طعامٍ واحدٍ فادعُ لنا ربّك یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها وقثائها وفومها وعدسها وبصلها قال اتستبدلون الذی هو ادنیٰ بالذی هو خیر اهبطوا مصراً فانّ لکم ما سألتم اور اے بنی اسرائیل جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم تو ایک کھانے پر صبر نہیں کر سکتے۔ اپنے پروردگار سے ہمارے لئے سوال کرو کہ وہ ہمارے واسطے۔ زمین کی سبزیوں میں سے۔ ساگ۔ کدو۔ گیہوں

(یا لہسن) مسور۔ اور پیاز کو پیدا کرے۔ موسیٰ نے کہا کہ کیا تم اچھی چیز کو کم درجے کی چیزوں سے بدلتے ہو؟ اچھا مصر میں جاؤ وہاں تمہارے لئے وہ سب چیزیں ملینگی جو تمنے مانگی ہیں۔
معلوم ہوا کہ مصر وہ مقام ہے جہاں یہ سب چیزیں بکثرت پیدا ہوتی ہیں۔ اور فی الواقع بھی ایسا ہی ہے یہ ملک بھی بہت شاداب و سرسبز ہے۔ سورۂ صافات میں فرمایا ہے۔ وارسلناہ الی مائۃ الف اویزیدون۔ ہم نے یونس نبی کو ایک لاکھ سے کچھ اوپر آدمیوں پر مبعوث کیا تھا۔ یہ تعداد آبادی قریہ نینوی کی ہے جو مضافات موصل سے ہے۔ اس قریہ میں بنا بر بیان امام معصوم جناب صادق علیہ السلام ایک لاکھ تیس ہزار آدمی آباد تھے۔ ان لوگوں نے اول اول تو حضرت یونسؑ کی مخالفت کی۔ مگر جب عذاب آنے لگا تو اوس سے پہلے ہی توبہ کرکے مؤمن ہو گئے۔ اور عذاب سے محفوظ رہے۔ پھر دوبارہ حضرت یونسؑ اونکے پاس آئے تو اونکے ایمان سے خوش ہوئے۔

دریاؤں کا ذکر۔ مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان۔ خدا تعالیٰ نے دو دریاؤں کو ایک دوسرے سے ملا دیا ہے مگر اون دونوں کے درمیان ایک حائل ہے کہ وہ آپسمیں ایک دوسرے پر چڑھائی نہیں کر سکتے۔ ظاہرآیت اس مطلب کی طرف مشعر ہے کہ دریائے فارس و بحر روم سمندر میں آکر ملگئے ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں خلیج ہیں۔ اور سمندر ہی سے نکلے ہیں۔ اونکے درمیان ایک ایسا حائل قرار دیا ہے کہ ایک دوسرے سے ملکر مزے اور کیفیت کو دوسرے کی تبدیل نہیں کرتے۔ ایک اونمیں سے کھاری ہی رہتا ہے اور دوسرا میٹھا۔ کھاری سے مطابق بیان فخرالدین رازی موتی پیدا ہوتا ہے۔ اور میٹھے دریا سے مونگا۔ جسکو پروردگار عالم نے یوں ظاہر فرمایا ہے۔ یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان" سورۂ ابراہیم میں فرمایا ہے۔ وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ وسخر لکم الانہار۔ خدا تعالیٰ نے تمہارے واسطے کشتی کو مسخر کیا تاکہ اوسکے حکم سے جاری ہو اور تمہارے لئے نہروں کو مسخر کیا۔ (کہ جسطرح چاہو اوسکے پانی کو اپنے استعمال میں لاؤ)
سورہ ملک میں فرمایا۔ قل ارایتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بماء معین" اے رسول کہدو ان کفار سے کہ اگر یہ تمہارا پانی گھٹ جائے (اور نہ زمین میں چلا جائے) تو کون تمہیں (سوائے خدا کے) جاری پانی دیگا۔ سورۂ بقر میں فرمایا۔ واذ فرقنا بکم البحر فانجینٰکم

واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون۔ اور جبکہ ہمنے تمہارے واسطے جدا جدا کر دیا (یعنی پانی اوسکا پھاڑ دیا اور درمیان میں رستہ کر دیا جسمیں سے لوگ ایک طرف سے دوسری طرف جاسکیں) پس ہمنے تمہیں تو بچا دیا اور آل فرعون کو ڈوبا دیا درحالیکہ تم دیکھ رہے تھے "

اس آیت میں دریائے نیل کا ذکر کیا گیا ہے جو مصر میں واقع ہے اور مشہور دریاؤں میں اسکا شمار ہے۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ چار دریا جنت سے نکلے ہیں (شاید یہ مطلب ہے کہ بسبب اوسکے پانی کے عمدہ اور صافت و بے عیب ہونے کے ایسے ہیں گویا جنت کی نہریں) ایک دریائے فرات ہے۔ دوسرے دریائے نیل مصر۔ تیسرے سیحان۔ چوتھے جیحان۔

مولی عبد العلی برجندی نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ دریائے فرات روم کے جبال ازرق سے بے مشرق کی طرف ملیطہ تک جاتا ہے۔ پھر سمیساط تک اور کوفہ تک منتہی ہوتا ہے۔ وہانسے کنکریلی زمینوں کیطرف بہ جاتا ہے۔ اور دریائے نیل تمام نہروں سے بہتر ہے۔ کیونکہ اوسکا چشمہ بعید واقع ہوا ہے۔ اور اوسکا بہاؤ کنکر اور پتھروں پر سے ہوتا ہے۔ (اور جو دریا ایسے ہوں اونکا پانی بہت مفید ہوتا ہے جیسا کہ اطبا نے تسلیم کیا ہے) اس دریا میں کیچڑ نہیں ہے۔ اسکا مرور جنوب سے شمال کیطرف ہے۔ اور نہایت تیزی سے بہتا ہے۔ اسکا چشمہ غیر آباد مقامات میں قریب خط استوا کے ہے۔ اسیوجہ سے اب تک اوسکا سرچشمہ معلوم نہیں ہوا۔ بعض حکمائے یونان کی یہ تحقیق ہے کہ اس دریا کا پانی دس نہروں کے پانی کے مجتمع ہونے کی وجہ سے اسقدر تیزی سے جاری ہوتا ہے۔ یہ سب نہریں ایک بحیرہ میں آکر گرتی ہیں۔

اور سیحان کا چشمہ اوس مقام پر ہے جہاں کا طول بلد ۵۸ درجہ پر ہے۔ اور عرض بلد ۴۴ درجہ پر یہ دریا بلاد روم سے ہوکر گزرتا ہے۔ اور شمال سے جنوب کی طرف بہتا ہے۔ اور مصیصہ کے قریب ہوتا ہوا دریائے جیحان سے مل جاتا ہے۔ اور یہ دونوں ملکر بحیرہ روم میں آکر گرتے ہیں۔

دریائے جیحان کا چشمہ اوس مقام پر ہے جسکا طول بلد ۵۸ درجہ پر ہے اور عرض بلد ۴۶ درجہ پر۔ یہ دریا طول و عرض میں نہر فرات کے برابر ہے۔ اسکا بہاؤ شمال سے جنوب کی طرف حدود دروم کے پہاڑوں کے درمیان سے ہوتا ہے۔ اور مصیصہ کے شمال سے ہوتا ہوا بحیرۂ روم میں آکر گرتا ہے۔

علوم ریاضیات

چودھواں باب علم حساب میں

اس فن کی دو قسمیں ہیں۔ایک باعتبار عدد۔دوسرے باعتبار حروف۔دوسری قسم کی بھی دو صورتیں ہیں۔ایک باعتبار حروف ابجدی۔دوسرے باعتبار بیّنات۔ان تمام قسموں کی مثالیں قرآن مجید کی آیتوں سے پیش کرتا ہوں۔

علم حساب کے اصول میں سے دو چیزیں ہیں۔عدد صحیح۔اور عدد مکسر۔جو عدد صحیح ہیں وہ حساب میں یا جمع کی صورت میں ہیں۔یا تفریق کی۔یا ضرب۔یا تقسیم کی۔یا تنصیف۔یا تضعیف کی۔اور باقی قواعد انہیں کی فرع ہیں۔

جمع کی مثال۔ یقولون ثلثة رابعهم کلبهم ویقولون خمسة سادسهم کلبهم رجما بالغیب ویقولون سبعة وثامنهم کلبهم قل ربی اعلم بعدتهم ما یعلمهم الا قلیل۔لوگ کہتے ہیں کہ اصحاب کہف تین ہیں۔اور چوتھا اونمیں کتّا ہے۔یعنی تین آدمی اور ایک کتا چار عدد وہاں موجود ہیں۔اور کچھہ لوگ کہتے ہیں کہ اصحاب کہف پانچ ہیں اور چھٹا اونکا کتا ہے (یعنی پانچ اور ایک چھ عدد وہاں موجود ہیں) اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں اونکا کتا۔(یعنی سات اور ایک کتّا ملکر آٹھ ہوئے۔یہ اونکی مجموعی تعداد ہے) اے رسول کہدے کہ خدا اونکے شمار کو جانتا ہے آدمیوں میں سے تھوڑے ہی لوگ اونکو جانتے ہیں۔ اس آیت میں۔تین میں ایک کو جمع کرکے چار کیا ہے۔اور پانچ میں ایک جمع کرکے چھ کیا ہے۔اور سات میں ایک جمع کرکے آٹھ کیا ہے۔

دوسری مثال۔ ولبثوا فی کهفهم ثلث مائة سنین وازدادوا تسعا۔اصحاب کہف اپنے غار میں تین سو برس رہے۔اور نو اوسپر اضافہ کیا۔اسطرح کہ $\frac{300 + 9}{309}$ یعنی تین سو نو برس اپنے غار میں رہے۔(سورۂ کہف)

تیسری مثال۔ وارسلناه الی مائة الف او یزیدون۔اور اس آیت میں بمعنی واو ہے اور معصوم کے کلام سے اوسکی زیادتی کی تعداد تیس ہزار تھے جیساکہ سابق میں گذرا۔پس اگر بقاعدہ

حساب اسکو جمع کیجئے۔ اور یوں لکھئے کہ ۱۳۳۰۰۰ تو حاصل جمع ایک لاکھہ تیس ہزار ہوتے ہیں۔

تفریق کی مثال ۔ عاش فیھم الف سنۃ الا خمسین عاماً۔ حضرت نوح اپنی قوم میں ایک ہزار برس رہے مگر پچاس برس۔ یعنی ایک ہزار میں سے پچاس کی تفریق کرلو۔ اس طرح جیسے کہ ۱۰۰۰ ایک ہزار کو اوپر لکھہ کے نیچے ۵۰ لکھا اور تفریق کی تو ساڑھے نوسو برس ہوئے ۹۵۰ مطلب یہ ہوا کہ حضرت نوح ساڑھے نوسو برس اپنی قوم میں رہے۔

دوسری مثال ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ منھا اربعۃ حرم۔ شمار مہینوں کا خدا کے نزدیک بارہ ہے اونمیں سے چار شہر حرام ہیں جنمیں جنگ وجدال ناجائز ہے۔ رجب۔ ذی قعدۃ۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ پس اگر چار کو ۱۲ میں سے اسطرح تفریق کیجائے۔ ۱۲ تو آٹھ باقی بچتے ہیں وہی آٹھ غیر محرم ہیں اور چار ماہ حرام ہیں۔

ضرب کی مثال ۔ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء۔ جو لوگ اپنے مال کو راہ خدا میں صرف کرتے ہیں اوسکی مثال ایسی ہے کہ کسی نے ایک دانہ بویا اوس سے سات بالیاں پیدا ہوئیں ہر بالی میں سو دانے تھے۔ اور اللہ جسکو چاہتا ہے ضعف کر دیتا ہے۔ اب اگر سات کو سو میں ضرب دیں اسطرح سے ۱۰۰ × ۷ تو سات سو ہوئے۔ اور اگر ۷۰۰ کو اوسکے مثل میں ضرب دیجئے۔ اسطرح سے ۷۰۰ × ۷۰ تو سنہتر ہزار سات سو ہوتے ہیں اور اگر اسی سات سو کو ضعف کر دیجئے تو چودہ سو ہوتے ہیں۔ ۷۰۰ × ۷۰۰

پس اس صورت میں واللہ یضاعف مثال ضعف کے ہو جائیگی۔

تقسیم کی مثال ۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساءً فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک وان کانت واحدۃ فلھا النصف ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس۔ خدا تعالی تمکو حکم دیتا ہے کہ میراث اس طرح تقسیم کرو کہ لڑکے کو دو مثل لڑکیوں کے حصہ دو۔ پس اگر وہ سب عورتیں ہوں دو سے زیادہ تو اونکو مال کا دو ثلث دو۔ اور اگر ایک ہی ہو تو اوسے

نصف دو اور میت کے ماں باپ کو سدس سدس مال کا حصہ دو۔ اگر میت نے کوئی بچہ چھوڑا ہو۔ اور اگر اوسکی اولاد نہو اور ماں باپ وارث ہوں تو ماں کو تہائی دو۔ پس اگر میت کے بھائی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ دو۔ اس آیت میں کسور کا بیان بھی آگیا۔ اور تقسیم کا بھی۔ مثلاً فرض کیا جائے۔ کہ ایک شخص مرگیا۔ اور چار لڑکیاں۔ چار لڑکے چھوڑے تو کل مال اوسکا بارہ سہم پر تقسیم ہوگا۔ کیونکہ لڑکے بمقابلہ لڑکیوں کے آٹھ لڑکیوں کے برابر فرض کئے جائینگے اب اگر کسی کے پاس چوراسی روپیہ ہوں اور وہ انپر تقسیم کرنا چاہے تو اس طرح تقسیم کریگا ۷) ۸۴ (۱۲ یعنی سات سات روپے چار

۸۴

لڑکیوں کو ملینگے۔ جنکی مجموعی تعداد ۲۸ روپے ہوگی۔ باقی ۵۶ روپے رہے۔ وہ چار لڑکوں پر تقسیم ہونگے۔ اسطرح ۱۴) ۵۶ (۴ اور ہر ایک لڑکے کو للعہ للعہ روپے ملینگے۔

۵۶

اور اگر دو لڑکیاں۔ اور ایک ماں۔ اور ایک باپ ہوں۔ اور میت نے مثلاً ۷۲ بہتر روپے چھوڑے ہیں تو اس طرح مال اوسکا تقسیم ہوگا کہ اس مال کے چھ سدس کئے جائینگے ایک ایک سدس تو ماں باپ کو ملیگا۔ اور دو سدس جو برابر ایک ثلث کے ہے لڑکیوں کو ملیگا۔

اور تقسیم کی صورت یہ ہوگی ۱۲) ۷۲ (۶ پس اس صورت میں ایک ایک سدس جو ۱۲-۱۲ ہوئے

۷۲

ماں اور باپ کو ملینگے۔ اور دو دو سدس جو برابر ایک ایک ثلث کے ہے لڑکیوں پر تقسیم ہوجائینگے اور اوسکی صورت یہ ہوگی کہ ۷۲ میں سے ۲۴ نکال لینگے جو حصہ والدین ہے۔ اس طرح پر ۷۲ / ۲۴ / ۴۸ تو ۴۸ باقی بچیں گے انہیں دو پر تقسیم کرینگے اسطرح پر ۲۴) ۴۸ (۲ تو ہر ایک لڑکی کو چوبیس چوبیس روپے ملجائینگے

۴۸

اور تقسیم درست ہوجائیگی !!

علیٰ ہذا القیاس اور باقی مثالیں ہیں۔

اور ایک مقام پر مجموعی حساب کی طرف یوں اشارہ فرمایا کہ ھو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نورًا وقدّرہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب " خدا نے آفتاب کو روشن پیدا کیا۔ اور قمر کو نور۔ اور اوسکے واسطے ۲۸ منزلیں مقرر کیں تاکہ تم سال گن شمار اور حساب کو جان سکو" ظاہر ہے کہ مہر آفتاب و ماہتاب سے عجیب عجیب قواعد حساب کو

تعلق ہے جنکے بیان کے لئے یہ کتاب کافی نہیں ہے۔

باقی رہے حساب حروف - وہ بھی دو قسم کے ہیں - ایک ابجدی۔ دوسرے بیّنات یہ دونوں ہی جابجا قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

ابجدی حساب سے - مثلاً آیہ اھدنا الصراط المستقیم۔ سورۂ حمد میں واقع ہے اور باتفاق فریقین یہ بات ثابت ہے کہ صراط مستقیم سے مراد ولایت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے - پس اگر ہم اسکے عدد بحساب ابجد نکالتے ہیں تو یہ ہوتے ہیں - ا ہ د ن ا ا ل ص ر ا ط ا ل م س ت ق ی م - اور جب انکو جمع کرتے ہیں تو ۱۰۷۳ ہوتے ہیں اور یہی بعینہ عدد اس جملے کے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صراط مستقیم سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں - اور وہ جملہ یہ ہے - سید الائمۃ والمعصومین علیؑ ولیکم - بشرطیکہ اس جملے کے حروف ملفوظی لئے جائیں۔

یعنی الائمۃ اور المعصومین کا الف شمار میں نہ آئے۔

نیز صراط الذین انعمت علیھم کے حروف ۱۹ ہیں - اور بحساب زُبُر ایک ہزار آٹھ سو سات عدد اس کے ہوتے ہیں (۱۸۰۷) اور یہی عدد بعینہ النبیؐ و ولی اللہ والحسن والحسین و علیؑ و محمدؐ و جعفر و موسیٰ و علی و محمد و علی والحسن والمھدیؑ کے ہیں - جیساکہ تفسیر توضیح مجید میں مذکور ہے۔

اور الم ذلک الکتاب لا ریب فیہ ھُدًی للمتقین (سورہ بقر) میں لفظ الکتاب کے عدد (۴۵۴) ہیں - اور یہی عدد علیؑ ولی اللہ ھوامام الحق کے ہیں - اور للمتقین کے عدد ابجدی (۶۶۰) ہیں اور یہی عدد لموالی الائمۃ و محبیھم ولموالی آل النبیؐ والاشیاع کے ہیں۔

حساب بیّنات سے للمتقین کے عدد دو سو اکہتر (۲۷۱) ہیں مطابق اسکے یہ عبارت پیدا ہوتی ہے - ھؤلاء محبّوا علی واولادہ جدًّا۔

اور نیز یہ عبارت وھم محبّوا علیؑ واولادہٖ (تفسیر توضیح مجید)

اور لفظ اسلام کے عدد ابجدی (۱۳۲) اور بیّنات اسم محمدؐ کے بھی (۱۳۲) ہیں۔

م - ح - م - د - اور عدد بینات نام علیؑ کے اور زُبُر لفظ ایمان کے برابر ہیں۔ کیونکہ علی کے عدد بیّنات (ع - ل - ی) ہیں (۱۰۲) اور لفظ ایمان کے ابجدی عدد بھی (۱۰۲) ہیں۔ پس قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ اسلام آیا ہے اوس سے مراد محمدؐ ہیں۔ اور جہاں ایمان کا لفظ ہے اوس سے مراد علیؑ ہیں۔ اس مطلب کو دوّانی نے یوں نظم کیا ہے ؎

خورشید کمال است نبی ماہ علی	اسلام محمد است و ایمان علی
گر بیّنہ بریں سخن میطلبی	بنگر کہ بیّنات اسما است جلی

آیۂ انما یُرِیدُ اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یُطہّرکُم تطہیرًا ،، جو شان اہلبیتؑ میں بلا اختلاف نازل ہوا ہے۔ اسمیں قاعدہ حساب جمل و بیّنات موجود ہے۔ اور اوسکی کئی صورتیں ہیں۔

صورت اوّل زُبر انما کے ۹۲۔ اور زُبر محمّد کے بھی (۹۲) ہیں۔ بینات انما کے (۳۲۶) اور وصی بحق علی کے زُبر بھی (۳۲۶) ہیں۔ اب میں اسے تفصیل سے یوں لکھتا ہوں۔

انّما		
زُبر		بیّنات
ان م ا		لف ون یم لف
۹۲		۳۲۶
محمد		علیؑ وصیؑ بحق
۹۲		۳۲۶
یرید اللہ		
زُبر		بیّنات
ی ری دال ل ہ		االال لف ام ام ا
۲۵۰		۲۶۶
بعد جمع زبر و بیّنات (۵۱۶)		
والامام الھمام حسن ابن علی		
۵۱۶		
لیذہب		
زُبر		بیّنات
ل ی ذ ہ ب		ام ا ال اا
۴۰		۴۲

بعد جمع زبر و بیّنات (۸۲۲)		
امام العالمین ابن علی ابی عبداللہ الحسینؑ		
۸۲۲		
عنکم		
زُبر		بیّنات
ع ن ک م		ین ون اف یم
۱۸۰		۲۴۷
بعد جمع زبر و بیّنات (۴۲۷)		
امام علی زین العابدین		
۴۲۷		
الرّجس		
زُبر		بیّنات
ال رج س		لف ام ای م ین
۲۹۴		۲۶۲
بعد جمع زبر و بیّنات (۵۵۶)		
ماحی کفر و حامی اسلام		
۵۵۶		

ویطهرکم	اهل البیت
زبر بینات	زبر بینات
وی ط ہ ر ک م ۲۹۰ — او ا ا ا ا ا ف ی م ۱۴۲	اہ ا ل ب ی ت ۴۷۹ — لف الم لف ام ا ا ا ۳۰۶
بعد جمع زبر و بینات (۴۳۲)	بعد جمع زبر و بینات (۷۸۵)
امام موسیٰ و علی و محمد جواد ۴۳۲	محمد الباقر و جعفر ۷۸۵

تطهیرا
زبر بینات
ت ط ہ ی ر ا ۶۲۵ — ا ا ا ا الف ۱۱۵
بعد جمع زبر و بینات (۷۴۰)
والنقی والعسکری والمهدی الهدی ۷۴۰

دوسرا طریقہ اسی آیہ تطہیر سے عدد آیہ تطہیر کے بحساب ابجد ۲۹۹۷ ہوتے ہیں اسطرح پر انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ۲۹۹۷ - اور الفاظ ذیل کے مجموعی عدد بھی اتنے ہی ہوتے ہیں۔

محمد ۹۲ رسول اللہ ۳۶۲ ووصیہ ۱۱۷ بالاول ۷۰ علیؑ ۱۱۰ ولی اللہ وفاطمة ۵۳۶ والحسن ۱۵۵ والحسین ۱۶۵ وعلی ۱۱۶ ومحمد ۹۸ وجعفر ۳۵۹ وموسیٰ ۱۴۲ وعلیؑ ۱۱۶ ومحمد ۹۸ وعلی ۱۱۶ والحسن ۱۵۵ ومحمد ۹۸ -

تیسرا طریقہ بینات آیہ تطہیر کے انما سے لیکر تطہیرا تک (۱۷۰۰) ہیں اور یہی عدد ھو ۱۱ احمد ۵۳ علی ۱۱۰ حسن ۱۱۸ حسین ۱۲۸ امھما ۸۷ علی ۱۱۰ محمد ۹۲ جعفر ۳۵۳ موسیٰ ۱۱۶ علی محمد ۹۲ علی ۱۱۰ حسن ۱۱۸ محمد ۹۲ کے مجموعی (۱۷۰۰) ہیں۔

چوتھا طریقہ مجموعی عدد زبر و بینات آیہ تطہیر کے (۴۶۹۷) ہوتے ہیں۔ اور یہی عدد محمد بن عبد اللہ المکی ۵۶۷ وعلی بن ابی طالب ۲۲۳ والفاطمة ۲۸۶ والحسن والحسین ابنا علی ۳۲۷ وعلی بن الحسین ۱۶۲ ومحمد بن ۲۶۰ علی وجعفر بن محمد ۲۸۴ وموسیٰ بن جعفر ۵۲۷ وعلی بن موسیٰ ۵۰۳ ومحمد بن ۲۶۰

علی وعلی بن محمد والحسن بن علی ومحمد بن الحسن۔ مجموعہ (۲۶۹۷)
پانچواں طریقہ عدد مجموعی زبر وبیّنات آیۂ تطہیر کے (۲۶۹۷) ہیں اور عدد ان الفاظ ذیل کے بھی اسی قدر ہیں۔

اولاء محمد بن عبد اللہ نبی وعلی بن ابی طالب والفاطمۃ والحسن
والحسین بنا علی وعلی بن الحسین ومحمد بن علی وجعفر بن محمد
وموسی بن جعفر وعلی بن موسی ومحمد بن علی وعلی بن محمد
والحسن بن علی ومحمد بن الحسن ھو المھدی۔

چھٹا طریقہ زبر لفظ اھل البیت کے (۴۷۹) ہیں اور یہی عدد و ھؤلاء
محمد نبیّ اللہ وعلی واولادھما۔ مجموعہ (۴۷۹)

ساتواں طریقہ بیّنات لفظ اھل البیت کے (۳۰۶) ہیں۔
ھؤلاء احمد وعلی واولادھما۔ مجموعہ (۳۰۶)

آٹھواں طریقہ مجموعہ زبر وبیّنات لفظ اھل البیت (۷۸۵) ہیں۔ اور اسمائے ذیل کبھی اسیقدر ہیں۔
ھم احمد وعلی والزھرآء والحسن والحسین۔ ان سب کا مجموعہ کبھی (۷۸۵) ہے۔

پندرہواں باب علم ہندسہ میں

اس علم کے اصول خطوط اور دوائر ہیں۔ خطوط سے اشکال پیدا ہوتے ہیں مثلاً مثلث۔ مربع۔ مخمس۔ وغیرہ۔ اور اشکال یا اثباتی ہیں یا عملی ہیں۔ اسکا فائدہ عمارت کی تعمیر۔ ظروف کی ساخت۔ اور صناعات زرگری۔ آہنگری۔ درودگری۔ وغیرہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی شی دنیا کی جو بنائی جائے وہ اس علم کے لگاؤ سے خالی نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ قرآن مجید میں بظاہر اصول علم ہندسہ مذکور نہیں۔ مگر پھر بھی اسکا ذکر بطور اشعار و اشارہ موجود ہے۔ مثلاً۔ سورۂ البقرہ رکوع ۱۵ میں فرمایا ہے۔ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسماعیل ربنا تقبل منا۔ اور جب اوٹھاتے تھے

ابراہیم اور اسماعیل بنیادیں خانہ کعبہ کی تو یہ کہتے تھے کہ خدایا ہمارے اس عمل کو قبول فرما"
قاعدہ اصول ہندسہ میں اوس خط کو کہتے ہیں جسپر مثلث یا مربع وغیرہ کی بنا ہوتی ہے۔
مثلاً △ □ پس دو خط جو اوپر کے ہیں وہ ساقین مثلث کہے جائینگے اور نیچے کا خط قاعدہ
کہا جائیگا۔ کیونکہ اوسی پر اس مثلث شکل کی بنیاد ہے۔ علی ہذا القیاس مکان کا قیام اور بنیاد جونکہ
دیواروں اور ستونوں پر ہے اسلیئے انکو قاعدہ اور قواعد کہتے ہیں۔ یہ مکان مربع کی شکل مکعب میں
تعمیر ہوا تھا اسی وجہ سے اسکو کعبہ کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے پروردگار عالم نے بھی اسکو اسی لفظ سے
(سورۂ مائدہ رکوع ۳) میں یاد کیا ہے جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس اللہ نے
اس مکان کو جو مکعب شکل کا بنا ہوا ہے اور خانہ محترم ہے لوگوں کی عبادت کا مقام بنایا ہے"
ایک اور مقام پر فرمایا ہے۔ یٰھامانُ ابنِ لی صرحًا لعلّی ابلغ الاسباب اسباب السمٰوٰت
یعنی فرعون نے کہا کہ اے ہامان ایک مکان بلند میرے لئے بنا کہ میں آسمان پر پہونچکر موسی کے خدا کا
حال معلوم کرسکوں۔
ظاہر ہے کہ یہ مکان مرتفع یا مربع شکل کا ہوگا یا مکعب یا مثمن یا مسدس وغیرہ۔ انمیں سے کوئی صورت
ضرور ہوگی جس سے خالی محال ہے۔
حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع جن تھے اون سے حضرت مختلف قسم کی صناعتوں کا کام لیتے تھے
مثلاً محرابیں بنوانی۔ عمارات تعمیر کرانی۔ تصویریں درست کرانی وغیرہ۔ جو بأجمعہ علم اصول ہندسہ پر
موقوف ہیں۔ اسے پروردگار عالم ان لفظوں میں ارشاد فرماتا ہے۔ ویعملون لہ ما یشاء
من محاریب و تماثیل و جفانٍ کالجواب و قدورٍ راسیات وہ جن شیاطین مسخرہ
حضرت سلیمان کے لئے محرابیں بناتے جنکی بنیاد قواعد پرکار و علم مثلث واشکال مربعات پر ہے
اور تمثالیں یعنی تصویریں بناتے جو کلاً قواعد ہندسہ پر موقوف ہے اور نیز قواعد مساحت پر جسے ایک
ماہر فن اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ اور حوضوں کے سے گہرے گہرے پیالے بناتے تھے۔ اور گڑی ہوئی
دیگیں اونکے واسطے درست کرتے تھے" ظاہر ہے کہ یہ کل امور اپنی حد میں اصول ہندسہ کی معرفت پر مبنی
ہیں۔ جب تک ان سے کوئی شخص واقف نہو عملاً ہو یا علماً تب تک یہ چیزیں بنا نہیں سکتا۔ پس ان
اشیاء کا بیان گویا اصول ہندسہ کا بیان ہے۔ فافہم۔ لہ

لہ اسی طرح آیہ ذی ثلث شعب میں بالخصوص شکل مثلث کو بیان کیا ہے جسمیں احتمال ہے کہ مثلث متساوی الاضلاع مراد ہو یا مثلث متساوی

سولہواں باب علم نجوم میں

اس علم میں ستارونکے حرکات اور اونکی تاثیرات سے بحث ہوتی ہے۔ مثلاً آفتاب کا اثر۔ شرف میں کیا ہے ہبوط میں کیا ہے۔ وبال اوسکا کیونکر ہے۔ کس ستارے کو دوسرے ستارے سے نظر تسدیس یا تربیع یا تثلیث وغیرہ ہے اور اوس سے کیا تاثیرات پیدا ہونگے۔ بروج میں ان ستاروں کے حالات اجتماعی وغیر اجتماعی سے کیا کیا اثر جہانمیں مترتب ہوتے ہیں۔ وغیر ذالک۔

چونکہ یہ علم نہایت مشکل ہے ہر شخص اسکے کنہ و نکات سے مطلع نہیں ہوسکتا اس وجہ سے شریعت نے اسکے تحصیل کی ممانعت کی ہے کیونکہ ناقص علم سے سخت نقصانات پہونچتے ہیں مثل مشہور ہے نیم طبیب خطرہ جان۔ نیم ملا خطرۂ ایمان۔ نیز یہ کہ جو لوگ شب و روز اسی فن میں مشتغل رہتے ہیں اونکو آخر میں یہ خیال ہو جاتا ہے کہ عالم میں جو کچھہ ہوتا ہے وہ ستاروں ہی کا فعل ہے اور یہی اصل مدبر عالم اور خالق جہاں ہیں جیساکہ اگلے حکماء کا خیال تھا کہ ستارے ہی دراصل خدا ہیں کیونکہ انہیں کے مختلف حرکات سے مینہہ برستا ہے۔ دانہ اُگتا ہے۔ امراض پیدا ہوتے ہیں۔ شفا ہوتی ہے سوکھے درخت ہرے ہوتے ہیں۔ ہرے سوکھ جاتے ہیں۔ گرمی آتی ہے۔ سردی نمودار ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور چونکہ یہ خیال اسی علم نجوم میں منہمک رہنے کیوجہ سے پیدا ہوا (حالانکہ فی الواقع غلط ہے) اور ایک قوم کی قوم گمراہی میں پڑگئی۔ اسلیئے شریعت نے فرمایا۔ "مَنْ اٰمَنَ بِالنجوم فقد کفر"

لیکن دراصل اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ نجوم یعنی ستاروں میں بالکل اثر ہی نہیں ہے۔ اور یہ بیکار ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ انکو مصلح و مدبر عالم سمجھنا۔ اور عوام کے علم نجوم پر اعتقاد صحت کرنا کفر ہے۔

نیز یہ بھی کہ علم نجوم سے آئندہ و گذشتہ کے حالات اکثر معلوم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک منجم جانتا ہے کہ جب فلاں فلاں ستارے فلاں برج میں آئینگے اوسوقت یہ کیفیت پیدا ہوگی۔ مثلاً ملک میں ارزانی ہوگی۔ یا قحط پڑیگا۔ یا لڑائی واقع ہوگی۔ یا کوئی بادشاہ مرجائیگا وغیرہ وغیرہ۔ پھر چونکہ ان امور غیب پر اطلاع حاصل کرنے سے اکثر نظام عالم میں خلل پڑنے کا خوف ہے اسوجہ سے شارع نے اس علم ہی کو ناجائز کردیا تاکہ نظام عالم اور تمدن میں اختلال نہ واقع ہو۔

بہرصورت۔ بعض پہلو اس کے جواز کے بھی ہیں اور بعض پہلو اسکی حرمت کے۔ اگر اس علم سے امور شرعیہ میں کام لیا جائے مثلاً تاریخ سعد و نحس کا دریافت کرنا یا کسی مریض کے لیئے اوقات شرب دوا کا دریافت

کرنا یا کسی مومن کی حاجت روائی میں کوشش کرنی تو بظاہر اسکے جواز میں کوئی تامل نہیں ہے۔
البتہ اگر اس کو ناجائز امور میں صرف کیا جائے تو بیشک یہ علم وبال ہوگا۔ اور قطعاً حرام۔
انہیں صورتوں کی طرف جو شرعاً جائز ہیں اور جن کا معلوم کرنا پروردگار عالم نے ہم لوگوں کیلئے
حرام نہیں کیا ہے۔ چند مقام پر نجوم کا ذکر کرتے ہوئے پروردگار عالم نے اشارہ فرمایا ہے مثلاً
چودہویں پارہ رکوع ۸ میں فرماتا ہے۔ "والقٰی فی الارض رواسی ان تمید بکم
وانھارًا وسبلًا لعلکم تھتدون ۵ وعلامٰت وبالنجم ھم یھتدون"
خداتعالی نے زمین میں مضبوط پہاڑ گاڑے تاکہ زمین تمہیں جھکولے نہ دے اور نہریں۔ اور رستے
بنائے تاکہ تم ہدایت پاؤ اور علامتیں قرار دیں جنسے تم فائدہ اوٹھاؤ۔ اور لوگ ستارے سے
ہدایت پاتے ہیں۔ یعنی کہ ستاروں کے حالات و نظرات کو دریافت کرکے امور عجیبہ پر اطلاع پاتے ہیں
ساتویں پارہ رکوع ۱۸ میں فرمایا "وھو الذی جعل لکم النجوم لتھتدوا بھا فی ظلمات
البر والبحر"۔ اوسی نے تمہارے واسطے ستارے بنائے کہ ان سے خشکی و تری کی ظلمتوں میں
ہدایت پاسکو"۔ یہاں لفظ ظلمت دونوں معنوں میں ہوسکتا ہے ایک یہ کہ تاریکی میں راہوں کا پتہ
لگانا خواہ سفر دریا میں ہو یا سفر زمین میں۔ ان ستاروں کے ذریعے سے ممکن ہے مثلاً قطب سے نقطہ
شمال و جنوب معلوم کیا جاتا ہے اور پھر اوسی سے مشرق و مغرب کا حال بھی معلوم ہوجاتا ہے قبلہ وغیرہ بھی
اسی سے دریافت ہوسکتا ہے۔ یا سہیل یمنی ہے کہ اس سے بھی جنوب شمال کا پتہ ملتا ہے۔ ثریا سے
مشرق و مغرب کا خط معلوم کیا جاتا ہے۔ عیوق سے بعض مقامات پر قبلہ معلوم کیا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ
دوسرے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ لاعلمی کے مواقع میں انہیں ستاروں کے ذریعے علم حاصل کیا جاتا ہے
مثلاً جو حالات معلوم نہ تھے وہ علم نجوم کے ذریعہ سے دریافت ہوتے ہیں۔ ارزانی و گرانی موت و حیات
اقبال و ادبار۔ صحت و مرض۔ وغیرہ لامعلوم چیزوں کو انہیں ستاروں کے حالات جاننے سے لوگ معلوم
کرسکتے ہیں۔ پس ہم نے ان ستاروں کو ظلماتِ نادانست کا راہنما بھی بنایا ہے تاکہ لوگ ان سے
ہدایت پائیں۔
اسی رکوع اور پارہ مذکورہ میں فرماتا ہے۔ "فالق الاصباح وجعل اللیل سکنًا والشمس
والقمر حسبانًا ذالک تقدیر العزیز العلیم"۔ خداتعالی صبح کا روشن کرنیوالا ہے اوسی نے

رات کو آرام کا وقت بنایا۔ اور چاند سورج کو بحساب مقرر و اندازہ قرار دیا، تاکہ اونکے باندازہ رفتار کرنے سے سال کا حساب مہینے کے دن۔ ساعتوں کا اندازہ۔ نیک و بد کا حال۔ نظرات کا قائم ہونا۔ صعود و ہبوط کا معیار۔ وبال و زوال کا حال معلوم کیا جا سکے۔

اس آیت میں بھی اگرچہ تفصیلاً نہیں۔ لیکن اجمالاً یہ بتا دیا گیا ہے کہ علم نجوم کیا چیز ہے اور اوس سے فائدہ اوٹھانا جائز ہے۔

پارہ ۱۴۔ رکوع ۲ میں فرمایا۔ ولقد جعلنا فی السّمآء بروجًا و زیّنّٰها للنّٰظرین ہم نے آسمان میں برج قرار دئے۔ اور اونہیں دیکھنے والوں کے واسطے زینت قرار دی۔

اور پھر اسی پارہ رکوع ۸ میں فرمایا و سخّر لکم الّیل والنّهار والشّمس والقمر والنّجوم مُسخّرٰتٌۢ بامره، تمہارے لئے خدا نے رات اور دن۔ سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ اور ستارے بھی اوسی کے حکم کے مسخر ہیں۔ یعنی اوسکے حکم کے مطابق چلتے اور حرکت کرتے ہیں تاکہ حساب میں خلل نہ پڑے۔ ان دونوں آیتوں کو ملاکر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا پروردگار عالم نے تمام علم نجوم کو ان ہی دو جملوں میں بیان کر دیا ہے کیونکہ مدار علم نجوم کا۔ علم بروج اور علم ستارگان سبعہ پر ہے۔ برجوں کے نام تو یہ ہیں۔ حمل۔ ثور۔ جوزا۔ سرطان۔ اسد۔ سنبلہ۔ میزان۔ عقرب۔ قوس۔ جدی۔ دلو۔ حوت۔ یہ سب بارہ برج ہیں۔ اور نجوم مسخرہ جو اس علم میں کام آتے ہیں وہ سبعہ سیارہ ہیں۔ یعنی قمر۔ عطارد۔ زہرہ۔ شمس۔ مشتری۔ مریخ۔ زحل۔

ان بروج میں سے حمل۔ اسد۔ قوس۔ برج آتشی ہیں۔ ثور۔ سنبلہ۔ جدی۔ خاکی برج ہیں۔ جوزا۔ میزان۔ دلو۔ بادی ہیں۔ سرطان۔ عقرب۔ حوت۔ آبی برج ہیں۔

اصلی خانہ مریخ کا برج حمل و عقرب ہے۔ اور آفتاب کا اسد۔ قمر کا سرطان۔ مشتری کا قوس و حوت۔ زحل کا دلو و جدی۔ زہرہ کا ثور و میزان۔ عطارد کا سنبلہ و جوزا۔ شرف آفتاب کا خانہ برج حمل ہے۔ شرف قمر کا ثور۔ شرف زحل کا خانہ میزان ہے۔ اور مشتری کا سرطان۔ مریخ کا خانہ جدی ہے۔ زہرہ کا حوت۔ او عطارد کا سنبلہ۔ وبال شمس کا خانہ برج دلو ہے۔ قمر کا جدی۔ زحل کا اسد و سرطان ہے۔ اور مشتری کا جوزا و سنبلہ۔ مریخ کے وبال کا خانہ برج ثور و میزان ہے۔ اور زہرہ کے وبال کا گھر برج حمل و عقرب ہے۔ اور عطارد کے وبال کا خانہ برج قوس حوت ہے

ہبوط شمس کا خانہ میزان ہے۔ اور قمر کا عقرب۔ زحل کا برج حمل ہے۔ اور مشتری کا جدی۔ مریخ کے ہبوط کا خانہ سرطان ہے۔ اور زہرہ کے ہبوط کا سنبلہ۔ اور عطارد کے ہبوط کا خانہ برج حوت ہے

جیسا کہ نقشۂ ذیل سے معلوم ہوگا

نام کواکب	شمس	قمر	زحل	مشتری	مریخ	زہرہ	عطارد
خانہائے اصلی	اسد	سرطان	دلو۔جدی	قوس حوت	حمل عقرب	ثور میزان	سنبلہ جوزا
خانہ وبال	دلو	جدی	اسد سرطان	جوزا سنبلہ	ثور میزان	حمل عقرب	قوس حوت
خانہ شرف	حمل	ثور	میزان	سرطان	جدی	حوت	سنبلہ
خانہ ہبوط	میزان	عقرب	حمل	جدی	سرطان	سنبلہ	حوت

یہی سبعہ سیارہ ایسے ہیں کہ جب انمیں دو ستارے ایک برج اور ایک ہی درجے میں ہوتے ہیں تو اوسکا نام قران ہے۔ اور اگر خاصکر آفتاب و ماہتاب اسطرح جمع ہو جائیں تو اوسکا نام اجتماع ہے۔ اگر دو برجوں کا فاصلہ ہو تو اون دو ستاروں میں نظر تسدیس کہی جائیگی۔ اگر تین برجونکا فاصلہ ہوگا تو نظر تربیع ہوگی۔ اور اگر چار برجوں کا فاصلہ ہوگا تو نظر تثلیث ہوگی۔ اور اگر پورا پورا سامنا ہو تو مقابلہ کہتے ہیں۔

نظر تربیع کو اہل نجوم نحس جانتے ہیں۔ اور مقابلہ کو انتہائی دشمنی کی دلیل جانتے ہیں نظر تثلیث و تسدیس کو سعد سمجھتے ہیں۔ اور نظر مقارنہ اگر سعد ستارے کے ساتھ ہو تو سعد ہے اور اگر نحس ستارے کے ساتھ ہے تو نحس ہے۔ ہر سال کے سعد و نحس ہونیکا حال انہیں نظرات سے معلوم کیا جاتا ہے جسکو زائچہ سال کہتے ہیں۔ اسکی مثال یوں سمجھئے۔

حوت ۱۲ ذنب حمل ثور ۲
۱۱ شمس قمر ۳
دلو عطارد ۱۔درجہ۔دقیقہ ۱۔درجہ۔دقیقہ جوزا زہرہ
۱۰ ۴
جدی سرطان زحل
۹ ۷ مریخ ۵
قوس میزان اسد مشتری
۸ ۶
عقرب راس سنبلہ

اس زائچہ میں آفتاب و ماہتاب ایک برج اور ایک ہی درجہ میں جمع ہوئے ہیں اسکا نام اجتماع ہے۔ اور اگر بجائے قمر کے کوئی ستارہ ہوتا تو اس اجتماع کا نام احتراق ہوتا۔ زہرہ اور آفتاب کے درمیان دو برجوں کا فاصلہ ہونیکی وجہ سے نظر تسدیس ہے علی ہذاالقیاس آفتاب اور عطارد سے بھی نظر تسدیس ہے۔ زحل و شمس کے درمیان اس زائچہ میں نظر تربیع ہے کیونکہ سرطان سے شمس تک اس وقت تین برجوں کا فاصلہ ہے۔ علی ہذاالقیاس برج جدی سے بھی نظر تربیع ہے، آفتاب و مشتری میں اس وقت نظر تثلیث ہے۔ اور علی ہذاالقیاس خانہ قوس سے بھی نظر تثلیث ہے۔ اور آفتاب کو مریخ سے نظر مقابلہ ہے۔ کیونکہ اسکے اور اوسکے درمیان چھ برجوں کا فاصلہ ہے۔

ان ستاروں میں سے زحل ستارہ فکر و وہم و حیرت و عزلت و فسق و مسافرت طولانی و فقر و بخل۔ و خیانت و بدنفسی پر دلیل ہے۔ اور اشکال میں بدصورتی و سیاہی رنگ و طول قد میں۔ دکوچکی چشم و فراخی دہن پر دلیل ہے۔ اور جو غذائیں درجہ چہارم میں بارد و یابس ہیں وہ اسکی طرف منسوب ہیں۔

ستارہ مشتری سچائی۔ فہم۔ محبت۔ حسن خلق۔ سخاوت۔ عالی ہمتی۔ صلح بین الناس ترغیب نکاح۔ حسن صورت۔ بزرگی چشم۔ خفت گوشت اعتدال جسم پر دلیل ہے۔ اور پھلوں میں سے جو شیریں اور پھول جو خوشبودار ہیں۔ وہ اسکی طرف منسوب ہیں۔ اور غذا و دوائیں سے جو معتدل المزاج ہیں۔

ستارہ مریخ شر و فساد۔ اضطراب رائے۔ بے حیائی۔ افراط جہالت۔ سفاہت۔ طیش مکاری۔ اور طول قامت و بزرگی سر و کوچکی چشم پر دلیل ہے۔ جو دوائیں یا غذائیں کہ سمی ہیں اور جو درخت کہ تلخ ہیں وہ اسکی طرف منسوب ہیں۔

آفتاب ریاست و رغبت جمع مال۔ قہر و غلبہ۔ عقل۔ معرفت۔ فراست۔ محبت۔ شہرت اور بزرگی سر و قوت بدن پر دلیل ہے۔ دوا جو درجہ چہارم میں گرم ہے وہ اسکی طرف منسوب ہے۔ اور درخت جو لمبے اور جنکے پھلوں میں وسوست پائی جاتی ہے وہ بھی اسکے منسوبات میں سے ہیں۔

زہرہ حسن خلق۔ شہوت۔ محبت غنا۔ لہو و لعب۔ تحمل۔ انصاف۔ قوت بدن۔ محبت فرزند وغیرہ

اور حسن صورت - کثرت لحم - خوشنمائی چشم وغیرہ پر دلیل ہے - اور درختوں میں سے امرود - سفیب
بہ - نیز جو غذائیں معتدل المزاج ہیں وہ اسکی طرف منسوب ہیں -

عطارد ذکاوت وفہم - حلم - وقار - حرص لذت - کتمان راز - ترک بدی - اور حسن قامت -
حسن حاجبین - فراخی دہن وغیرہ پر دلیل ہے - آدویہ واغذیہ میں سے جو باردو یابس ہیں اور وہ
درخت جنکی ساقیں چھوٹی ہوتی ہیں اور مزے جو مختلف ہوتے ہیں وہ اسکی طرف منسوب ہیں -

قمر - کذب - نمامی وغیرہ پر دلیل ہے - اور حبوب میں سے جو - گیہوں - ککڑی - خربوزہ - کور
غذائیں جو زیادہ بارد ہیں وہ اسکی طرف منسوب ہیں -

باقی رہے بارہ برج - انمیں سے **برج حمل** جو پہلا برج ہے - اسکے خواص میں سے یہ ہے کہ جو لڑکا
اسکے طالع میں پیدا ہوگا مربع قد ہوگا - بال اوسکے زیادہ ہونگے - گھونگھر والے ہونگے - خوبصورت
ہوگا - اشعار واخبار کو زیادہ پسند کریگا - اور خود بین ہوگا - مزاج اسکا حار یابس ہے -

برج ثور کے طالع میں جو بچہ پیدا ہوگا - دراز قد - ضعیف العقل - شریر النفس - مکار - متلون
مزاج - کاذب - سیاہ چشم - موٹے موٹے ہونٹوں والا ہوگا - مزاج اس برج کا سرد وخشک ہے اور
سوداوی -

برج جوزا کے طالع میں جو بچہ پیدا ہوگا - خوبصورت معتدل القامت - متناسب الاعضا - کریم
الاخلاق - فلسفی ادیب - امین ہوگا - مزاج اس برج کا گرم تر ہے - اور دموی -

برج سرطان کے طالع میں جو بچہ پیدا ہوگا - اوسکے اعضا تمام سالم ہونگے - ہڈیاں موٹی موٹی
ہونگی - بال باریک ہونگے مگر کسی قدر گھونگھر والے - نیچے کا دھڑ اوسکا اوپر کے حصہ کی بہ نسبت موٹا ہوگا -

برج اسد کے طالع میں جو بچہ پیدا ہوگا - قوی ہیکل - غضبناک - باہیبت - سخت دل - قوی آواز -
کریہ منظر - مکار ہوگا - مزاج اسکا حار یابس ہے - اور صفراوی

برج سنبلہ کے طالع میں جو بچہ پیدا ہوگا - کسی قدر لمبا - سلیم الاعضا - سخی - گندم گوں - صاحب نطق
وبلاغت وصدق وادب وعلم وحکمت ہوگا -

برج میزان کے طالع میں جو بچہ پیدا ہوگا وہ صاحب مرتبہ - ادیب - ندیم بادشاہ - صاحب
صنعت وحرفت - مدبر عاقل - منصف اور گورا ہوگا - مزاج اسکا گرم تر ہے -

برج **عقرب** کے طالع میں جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ دبلا۔ کثیر الامراض۔ چھوٹے چہرہ والا۔ فراخ دہان بخیل۔ چغلخور۔ مائل بفسق و فجور۔ بدخلق ہوگا۔ مزاج اسکا سرد تر ہے۔

برج **قوس** کے طالع میں جو بچہ پیدا ہوگا وہ خوبصورت۔ بلند پیشانی۔ بزرگ شکم معتدل القامت رنگ مائل بسرخی ہوگا۔ مزاج اس برج کا گرم و خشک اور صفراوی ہے۔

برج **جدی** کے طالع میں جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ گندم گوں۔ باریک اندام۔ خشک اعضا ضعیف القوت۔ غصہ آور۔ اور مائل بلہو ولعب ہوگا۔

برج **دلو** کے طالع میں جو بچہ پیدا ہوگا۔ دراز قد۔ عالی نظر۔ صاف رنگ ہوگا۔ مزاج اس برج کا گرم و تر ہے۔

برج **حوت** کے طالع میں جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ گورا۔ فراخ چہرہ۔ نیک بدل گرد چشم نیک رائے۔ خوش خلق ہوگا۔ مزاج اس برج کا سرد تر ہے۔

اگرچہ یہ امور یہاں بیان کرنے کچھہ لازم نہ تھے۔ مگر صرف یہ دکھلانا مقصود تھا کہ خدا تعالی نے جو بروج وستاروں کو ذریعہ ہدایت بنایا ہے۔ اوس سے مقصود کیا ہے۔ اسلئے قدرے تفصیل سے کام لیا گیا

سترہواں باب علم ہیئت کے بیان میں

اس علم میں کرات عالم کی ترتیب اور حرکات سیارات اور احوال بروج اور قسمی وبلاد معمورات وغیرہ سے بحث ہوتی ہے۔ اسکی معرفت سے صنعت پروردگار کا پتہ اور اوسکی حکمت وقدرت کے عجیب عجیب کرشمے معلوم ہوتے ہیں۔ اس فن میں غور وخوض کرنیوالوں کی تعریف بھی پروردگار عالم نے اپنی کتاب مجید میں فرمائی ہے اور ارشاد کیا ہے۔ ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ماخلقت ھذا باطلا۔ اور نیز اس علم کی شرافت کی طرف اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔ اِنّ فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا و بث فیہا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض

لآیات لقوم یعقلون بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کی آمدورفت میں اور اون کشتیوں میں جو پانی پر دریا میں انسانوں کے نفع کے واسطے چلتی ہے اور اوس مینہہ میں جسے خدا تعالی نے بلندی سے برسایا۔ اور روئے زمین پر اوس سے ہر قسم کے چلنے والے جانور پیدا کئے۔ اور ہواؤں کے چلانے میں۔ اور اوس ابر میں جو آسمان و زمین کے درمیان مسخر ہے۔ عاقلوں کے واسطے نشانیاں ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ان کرات عالم کے حالات و تغیرات عجیبہ کو دیکھکر قدرت خدا یاد آتی ہے۔ اور اہل عقل اس سے صنعت پروردگار عالم کی حکمتیں معلوم کرتے ہیں۔ کیونکہ ایسے ایسے بڑے کرے مثل سات آسمان سات زمینیں۔ ہزاروں ستارے۔ سات سبع سیارہ۔ چار عناصر۔ پھر انکے حرکات اور اونکے آثار پیدا کرنے بغیر کسی حد درجہ کے مدبر کے ہو نہیں سکتا۔

اب بلاحظہ ہو کہ پروردگار عالم نے کسطرح اس علم کی توضیح قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے پہلے تو کرات عالم کی تعداد بیان فرمائی کہ اللہ الذی خلق سبع سمٰوٰت ومن الارض مثلھن اللہ وہ ہے جسنے سات آسمان پیدا کئے اور زمین کے بھی اوتنے ہی طبقے خلق فرمائے۔

پھر فرمایا وسع کرسیہ السمٰوٰت والارض کرسی اوسکی آسمان و زمین کو محیط ہے۔

پھر فرمایا قل من رب السمٰوٰت السبع ورب العرش العظیم۔ کہدے اے رسول کہ کون ہے ساتوں آسمانوں کا مالک اور عرش عظیم کا مالک۔

واضح ہو کہ اہل ہیئت نے نو آسمان۔ اور چار عناصر کے کُرے تجویز کئے ہیں۔ تفصیل اونکی یہ ہے کہ پہلا آسمان فلک الافلاک ہے۔ جسکو فلک اعظم۔ اور فلک اطلس بھی کہتے ہیں۔ جسے پروردگار عالم نے رب العرش العظیم سے تعبیر فرمایا ہے۔ یعنی وہ فلک جسے تم لوگ فلک الافلاک کہتے ہو وہ ہمارے تسمیہ میں عرش سے مسمّٰی ہے۔ دوسرا فلک البروج ہے۔ جسپر ثوابت ستارے اور بروج ہیں انسے پروردگار عالم نے یوں ظاہر فرمایا کہ وسع کرسیہ السمٰوٰت والارض۔ اوسکی کرسی یعنی فلک البروج تمام آسمانوں اور زمین کو محیط ہے۔ تیسرا فلک زحل۔ چوتھا فلک مشتری پانچواں فلک مریخ۔ چھٹا فلک شمس۔ ساتواں فلک زہرہ۔ آٹھواں فلک عطارد۔ نواں فلک قمر ہے۔ علاوہ فلک العرش اور فلک الکرسی کے سات ستارہ سیارے

سات آسمان ہیں۔ جنکو بیشتر مقام پر پروردگار عالم نے قرآن کریم میں ظاہر کیا ہے۔
کہیں فرمایا خلق سبع سمٰوٰت طباقًا، اوس نے سات ستاروں کے واسطے سات آسمان تہ بتہ پیدا کئے۔ کہیں فرمایا۔ الم تروا کیف خلق اللّٰہ سبع سمٰوٰت طباقًا، کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ کسطرح خدائتعالی نے سات آسمان تہ بتہ پیدا کئے؟ کہیں فرمایا وبنینا فوقکم سبعًا شدادا، ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان پیدا کئے۔ کہیں فرمایا قل من رب السمٰوٰت السبع۔ کہو اے رسول کہ کون ہے مالک سات آسمانوں کا۔ وعلی ہذا القیاس۔
پھر چار عناصر کے کُرے جو فی الحقیقت نو کُرے ہیں۔ اہل ہیئت نے اسطرح بیان کئے ہیں۔ پہلا ایک طبقہ ارض صرفہ جو مرکز عالم کو محیط ہے۔ دوسرا طبقہ طینیہ۔ تیسرا طبقہ ارض مخالطہ جسمیں معادن واکثر نباتات پیدا ہوتے ہیں۔ چوتھا طبقہ ماء۔ پانچواں طبقہ ہوا مجاور زمین۔ چھٹا طبقہ کرہ زمہریریہ ساتواں طبقہ ہوائے غالب قریب بخلوص۔ آٹھواں طبقہ دخانیہ جسمیں شہب نیازک وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ نواں طبقہ نار۔ اسی کو پروردگار عالم نے یوں ظاہر فرمایا ہے کہ من الارض مثلھن یعنی جسطرح نو کرے علوی ہیں۔ دو عرش و کرسی۔ اور سات افلاک ثوابت۔ اوسیطرح نو کرے سفلی بھی ہیں۔ چنانچہ شارح چغمینی نے تحریر فرمایا ہے واعلم ان انحصار العناصر فی الاربعۃ مستفاد من ازدواج الکیفیات الفعلیۃ والانفعالیۃ علی ما ذکر فی الطبعی لکن التعویل علی الاستقراء وھی تسع طبقات فی المشھور عند الجمھور کالافلاک طبقۃ الارض الصرفۃ المحیطۃ بالمرکز ثم الطبقۃ الطینیۃ ثم طبقۃ الارض المخالطۃ التی تتکون فیھا المعادن وکثیر من النباتات والحیوانات ثم طبقۃ الماء ثم طبقۃ الھواء المجاور للارض والماء ثم الطبقۃ الزمھریۃ الباردۃ بسبب ما تخالط الھواء من الابخرۃ وعدم ارتقاء انعکاس الاشعۃ الیھا وھی منشأ السحب والرعد والبرق والصواعق ثم طبقۃ الھواء الغالب من الخلوص ثم الطبقۃ الدخانیۃ التی تتلاشی فیھا الادخنۃ المرتفعۃ من السفل وتتکون فیھا ذوات الاذناب والنیازک وما یشبھھما من الاعمدۃ ونحوھا وربما توجد متحرکۃ بحرکۃ الفلک تشییعًا لہ۔ ثم طبقۃ النار، یعنی عناصر کا منحصر ہونا چار میں

صرف کیفیات فعل و انفعال کے ازدواجات کے سبب سے سمجھا گیا ہے (کیونکہ کیفیات فعلیہ و انفعالیہ چار ہی ہیں - حرارت - برودت - رطوبت - یبوست -) جیساکہ علم طبیعی میں بیان کیا گیا ہے - ورنہ معتمد علیہ اس مقام پر استقرا و تتبع ہے - کیونکہ تحقیق و تفحص سے ثابت ہوا ہے کہ آسمان کے نیچے طبقات بھی بنا بر مشہور عند الجمہور کے نو ہیں جسطرح افلاک نو ہیں - پہلا طبقہ اوس ارض کا ہے جو خالص ہے اور مرکز عالم کو محیط ہے - دوسرا طبقہ طینیہ ہے - پھر وہ طبقہ ارض ہے جو مخلوط ہے جسمیں معدنیات و نباتات پیدا ہوتے ہیں - پھر پانی کا طبقہ ہے - پھر اوس ہوا کا طبقہ ہے جو زمین اور پانی کے قریب ہے - پھر کرہ زمہریہ باردہ ہے جسمیں ابخرہ مختلط ہوتے ہیں - اور وہاں تک آفتاب کی شعاع کا انعکاس نہیں پہونچتا - یہیں بادل - رعد - بجلی - صاعقہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں - پھر وہ طبقہ ہوائے غالب ہے جو قریب بخلوص ہے - یعنی بالکل خالص ہوا تو نہیں ہے مگر قریب قریب خالص کے ہے - پھر طبقہ دخانیہ ہے - جسمیں وہ دھوئیں جو زمین سے بلند ہو کر جاتے ہیں - وہیں دُمدار ستارے - اور نیازک وغیرہ پیدا ہوتے ہیں - یہ طبقہ کبھی مشایعت فلک کی وجہ سے متحرک بھی ہوتا ہے - پھر طبقہ نار ہے یہ تو اوس قاعدے کے مطابق بیان ہوا جو لسان علم ہیئت نے بیان کیا ہے - مگر ممکن ہے کہ آیت مذکورہ کا یہ مطلب ہو کہ سفلی کرے نو نہیں ہیں بلکہ جسطرح سبعہ سیارات کے سات آسمان ہیں اوسیطرح سفلی کرات بھی سات ہی ہیں - ایک طبقہ مجاور مرکز - دوسرے طبقہ طینیہ - تیسرے طبقہ ارض مخلوطہ چوتھے کرہ آب - پانچویں کرہ ہوائے مجاور زمین - چھٹے کرہ زمہریر - ساتویں کرہ نار -

اور ممکن ہے کہ مطلب اس سے یہ ہو کہ جیسے یہ سات آسمان ہیں - ویسے ہی زمین بھی سات طبقوں پر منقسم ہے - جیساکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے - اور یہ امر متفق علیہ اہل اسلام ہے - درمنثور میں ایک روایت ابن عمر سے نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے - کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر زمین اوسکے مابعد والی زمین سے پانچسو برس کی راہ کا فاصلہ رکھتی ہے - اوسکا اوپر والا طبقہ پشت حوت پر ہے اور دوسرا سجن ریح (ہوائے تند کے رہنے کا مقام) تیسرا طبقہ حجارۃ جہنم کا ہے - چوتھا طبقہ کبریت جہنم کا ہے - پانچواں طبقہ مارہائے جہنم کا ہے - چھٹا طبقہ عقارب جہنم کا ہے - ساتواں طبقہ سقر ہے اسی میں ابلیس مقید ہے -

بہرصورت یہ آیت بیان ظاہر لسان فلسفہ سے بھی مطابق ہو سکتی ہے اور لسان باطن فلسفہ سے بھی -

علاوہ اسکے ایک اور مطلب اس آیت کا ذہن نحیف میں آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ من الارض مثلھن سے یہ مراد ہو کہ جسطرح سات آسمان پیدا کئے گئے ہیں جنمیں مختلف قسم کے ملائکہ و مخلوقات رہتے ہیں اوسی طرح زمین کے بھی سات حصے ہیں۔ جنمیں مختلف الاصناف آدمی اور مختلف الانواع حیوانات ساکن ہیں۔ اور یہ سات حصے سات اقلیمیں ہیں جنکی تقسیم حسب ذیل ہے۔

١ ابتدائی اقلیم اول خط استواء کے اوس مقام سے ہے جہاں دن ہمیشہ بارہ گھنٹہ کا ہوتا ہے اور عرض شمالی اوسکا بارہ درجہ چالیس دقیقہ کا ہے۔ اس اقلیم کا وسط وہ مقام واقع ہوتا ہے جہاں بڑے سے بڑا دن تیرہ گھنٹہ کا ہوتا ہے۔ اور عرض شمالی سولہ درجہ سینتیس ٣٧ دقیقہ کا ہے۔

اس اقلیم میں۔ بربرہ۔ کوہران۔ سودان مغرب۔ نوبہ۔ حبشہ۔ اور اکثر بلاد یمن واقع ہیں مثل عدن ظفار۔ قلہات۔ حضرموت۔ مدینۃ الطیب وغیرہ کے۔

٢ اقلیم ثانی کی ابتدا وہاں سے ہوتی ہے جہاں بڑے سے بڑا دن تیرہ گھنٹہ پندرہ منٹ کا ہوتا ہے اور عرض شمالی بیس ٢٠ درجہ ستائیس ٢٧ دقیقہ کا ہے۔ اسکا مقام وسط وہ ہے جہاں کہ بڑا دن تیرہ گھنٹہ تیس ٣٠ دقیقہ کا ہوتا ہے۔ اور عرض چوبیس ٢٤ درجہ چالیس ٤٠ دقیقہ کا۔ اس اقلیم میں بعض بلاد بربر۔ بعض بلاد افریقہ۔ بعض بلاد جزیرۃ العرب مثل مدینہ منورہ۔ اور مکہ معظمہ کے ہیں۔ اور اکثر بلاد ہند و سند اور بعض بلاد چین واقع ہیں۔

٣ اقلیم ثالث کی ابتدا وہاں سے ہوتی ہے جہاں اطول ایام سنہ ۱۳ گھنٹہ ۴۸ دقیقہ کا ہوتا ہے اور عرض ۲۷ درجہ ۳۰ دقیقہ کا۔ اس کا وسط وہ مقام ہے جہاں اطول ایام سنہ ۱۴ گھنٹہ کا ہے۔ اور عرض ۳۰ درجہ ۴۰ دقیقہ کا۔

اس اقلیم میں بعض بلاد افریقہ و بربر واقع ہوئے ہیں۔ اور سوس۔ قیروان۔ طرابلس۔ اسکندریہ مصر۔ مدین۔ بیت المقدس۔ دمیاط۔ دمشق۔ کوفہ۔ بغداد۔ واسط۔ بصرہ۔ عسکر۔ اہواز اصفہان۔ فارس۔ سجستان۔ ملتان۔ قندہار۔ اور کشمیر وغیرہ۔

اقلیم رابع کی ابتدا وہاں سے ہے جہاں اطول ایام سنہ ۱۴ گھنٹہ ۱۵ منٹ کا ہوتا ہے۔ اور عرض ۳۳ درجہ ۳۷ دقیقہ ہے۔ اسکا وسط وہ مقام ہے جہاں اطول ایام ۱۴ گھنٹہ ۳۰ منٹ کا ہوتا ہے اور جسکا عرض ۳۶ درجہ ۲۲ دقیقہ کا ہے۔ اس اقلیم میں۔ انطاکیہ۔ قبرس۔ طرطوس۔ طنجہ۔

بلاد فرنگ۔ حلب۔ ملیطہ۔ آذربائجان۔ نصیبین۔ موصل۔ سرمن رائے۔ آرمیہ۔ مراغہ۔ تبریز۔ حلوان اردبیل۔ سہرورد۔ زنجان۔ نہاوند۔ بدخشاں۔ تبت داخل جبال کشمیر۔ بعض بلاد ختن وغیرہ واقع ہیں۔

اقلیم خامس کی ابتدا وہاں سے ہے جہاں اطول ایام سنہ ۱۴ گھنٹہ ۴۵ منٹ کا ہوتا ہے۔ اور عرض ۳۹ درجہ ۵۹ دقیقہ ہے۔ اسکا وسط وہ مقام ہے جہاں اطول ایام سنہ یعنی سال کا بڑے سے بڑا دن ۱۵ گھنٹہ کا ہوتا ہے۔ اور عرض جسکا ۴۱ درجہ ۱۵ دقیقہ ہے۔ اس اقلیم میں بلاد اندلس بعض بلاد روم۔ دیار آرمنیہ۔ شروان۔ خوارزم۔ بخارا۔ سمرقند۔ کش۔ شاس۔ کاشغر۔ ختن اور اقصائے بلاد ترک وغیرہ واقع ہیں۔

اقلیم سادس کی ابتدا وہاں سے ہے جہاں دن بڑے سے بڑا ۱۵ گھنٹہ ۱۵ منٹ کا ہوتا ہے۔ اور جسکا عرض ۴۳ درجہ ۲۲ دقیقہ ہے۔ اسکا وسط وہاں ہے جس مقام پر اطول ایام ۱۵ گھنٹہ ۳۰ منٹ کا ہوتا ہے۔ اس اقلیم میں بلاد فرنگ۔ شمالی اندلس۔ بعض بلاد روم۔ مثل قسطنطنیہ۔ اور بلاد روس۔ صقالبہ۔ بلاد آس۔ اکثر بلاد ترکستان۔ وغیرہ واقع ہیں۔

اقلیم سابع۔ اسکی ابتدا اوس مقام سے ہے جہاں سال کا بڑے سے بڑا دن ۱۵ گھنٹہ ۴۵ منٹ کا ہوتا ہے۔ اور جسکا عرض ۴۷ درجہ ۱۲ دقیقہ ہے۔ اسکا وسط وہ مقام ہے جہاں بڑے سے بڑا دن ۱۶ گھنٹہ کا ہوتا ہے اور جسکا عرض ۴۸ درجہ ۵۲ دقیقہ ہے۔

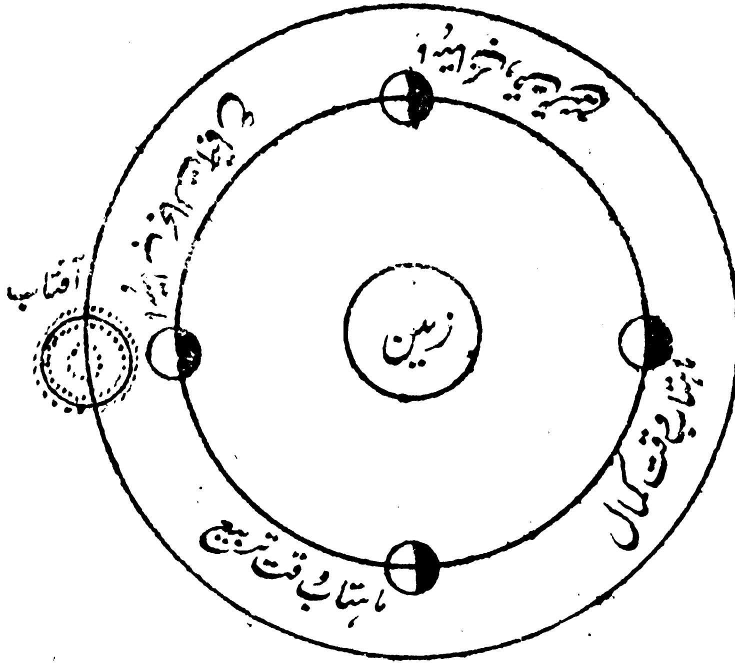
اس اقلیم میں۔ بلاد صقالبہ۔ روس۔ بلغار۔ غیاض۔ اور وہ پہاڑ جنمیں وحشی ترک بود و باش کرتے ہیں۔ اور شمال بلاد یاجوج و ماجوج واقع ہیں۔

بروج کے بیان میں قرآن کا بیان یہ ہے کہ ولقد جعلنا فی السماء بروجا و زیناها للناظرین ہم نے آسمان میں بروج قائم کئے اور اونکو ناظرین کے لئے مزین کیا یعنی بارہ برج ہم نے پیدا کئے ہیں جنمیں ستارہ ہائے سبعہ سیارہ گردش کرتے اور اپنے آثار صیف و شتا۔ ربیع و خریف کو ظاہر کرتے ہیں جنکے نام یہ ہیں۔ ۱ حمل۔ ۲ ثور۔ ۳ جوزا۔ ۴ سرطان۔ ۵ اسد۔ ۶ سنبلہ۔ ۷ میزان۔ ۸ عقرب۔ ۹ قوس۔ ۱۰ جدی ۱۱ دلو۔ ۱۲ حوت۔ ان بروج کو مزین کرنے سے یہ مطلب ہے کہ یہ بارہ ہوں حصے فلک البروج کے اون ستاروں سے محسوس و مرصود ہوتے ہیں جنکی ہیئت وقوعی حمل و ثور وغیرہ کی صورت پر ہے۔ اور

جو ستارے علاوہ حد بندی بروج کے اپنی روشنی سے ان بروج کے لئے زینت بھی ہیں۔ (دیکھو
رات کے وقت یہ ستارے کیسے جگ مگ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور آسمان کیسا تختہ صحن گل فروشاں
نظر آتا ہے۔) مگر چونکہ یہ بروج صرف کچھہ مفید نہ تھے بغیر اسکے کہ ان سے کچھہ کام لیا جائے اس
وجہ سے فرمایا وسخر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمّٰی آفتاب ماہتاب کو مسخر کیا
کہ ہر ایک انمیں سے بقدر مدت مقررہ چلتا ہے۔ مثلاً آفتاب کہ تیس ۳۰ روز میں یا کچھہ کم و بیش میں
ایک برج کو طے کرتا ہے۔ اور تمام سال میں تمام بروج میں پھر کر۔ پھر برج حمل میں داخل ہوتا ہے
اور چاند ستائیس ۲۷ دن اور ۱/۳ دن میں بارہ برجوں کو طے کرلیتا ہے۔
پھر فرمایا وسخر لکم اللیل والنهار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره
خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے رات دن۔ چاند سورج۔ اور ستاروں کو مسخر کیا جو اوسکے حکم کے تابع
ہیں" اور اوسکے حکم کے مطابق چلتے ہیں۔ مثلاً عطارد۔ اور زہرہ۔ تقریباً ایک سال میں ان برجونکو
طے کرلیتے ہیں۔ مریخ۔ ایک سال دس ۱۰ مہینے اکیس ۲۱ روز بائیس ۲۲ گھنٹہ ۵۰ منٹ میں طے کرتا ہے۔
مشتری۔ گیارہ برس۔ دو ماہ۔ ۱۳ دن ۱۱ گھنٹہ۔ ۹ منٹ میں ان برجوں کو قطع کرلیتا ہے۔
زحل تیس ۳۰ برس میں۔
چونکہ ان بارہ برجوں میں سے۔ تین سرمائی ہیں اور وہ جدی۔ دلو۔ حوت ہیں۔ اور تین صیفی یعنے
گرمائی۔ اور وہ سرطان۔ اسد۔ سنبلہ ہیں۔ تین خریفی ہیں۔ اور وہ میزان۔ عقرب۔ قوس
ہیں۔ تین ربیعی ہیں اور وہ حمل۔ ثور۔ اور جوزا ہیں۔ یعنی کہ ان بارہ برجوں کے مقابل میں آفتاب
کی حرکت کرنے سے یہ چار فصلیں۔ گرمی۔ سردی۔ ربیع۔ اور خریف حاصل ہوتی ہیں۔ تو ضرور ہے
کہ ہمیشہ آفتاب کی حرکت ایک طرح کی نہو گی۔ بلکہ روزانہ بدلتی ہو گی۔ اور فی الواقع بھی ایسا ہی ہے
کہ ہر روز آفتاب ایک خاص مطلع سے طلوع کرتا اور خاص مقطع میں غروب کرتا ہے۔ پس اون خطوط
و دوائر کا نام جنپر آفتاب کی حرکت روزانہ ہوتی ہے اونکو۔ مدارات یومیہ کہتے ہیں جنکی تعداد
بقدر عدد سال ہے۔ تو اس امر کو بھی قرآن نے ظاہر فرما دیا ہے۔ اور سورہ صافات میں فرمایا
رب السمٰوٰت والارض وما بینهما ورب المشارق " یعنی تمہارا خدا آسمانوں
اور زمین اور اونکے درمیانی چیزوں کا مالک ہے اور مشرقوں کا مالک ہے۔ یہاں مشرقوں سے مراد

یہی ہے کہ جہاں سے روزانہ آفتاب طلوع کرتا ہے۔ اور جو ہر روز بدلتے رہتے ہیں۔ ورنہ فصول کا تبدل ہوتا
پھر سورہ معارج میں فرمایا فلآ اُقسِمُ بربّ المشارق والمغارب اِنّا لقادرون "میں مشرقوں
اور مغربوں کے مالک کی قسم کھاتا ہوں کہ میں قادر ہوں۔ یہاں لفظ مشارق و مغارب سے انہیں
مدارات یومیہ کی طرف اشارہ ہے جنپر آفتاب کا طلوع اور غروب روزانہ ہوتا ہے۔
اور چونکہ ماہتاب کی حرکت خاصہ سے بھی آثار خاصہ پیدا ہوتے ہیں اور ہر روز اسکا مقام ایک
خاص منزل میں ہوتا ہے۔ جسکو اہل ہیئت نے دریافت کر کے لکھا ہے۔ تو ضرور ہوا کہ قران مجید
میں بھی اسکی تصریح موجود ہو۔ چنانچہ سورہ یٰس میں فرمایا ہے۔ والقمر قدّرناہ منازل
حتّٰی عاد کالعرجون القدیم۔ یعنی ہم نے چاند کے واسطے منزلیں قرار دیں یہانتک کہ
وہ شاخ کہنہ کی صورت میں ہوگیا۔ یہ منزلیں جنکا ذکر خداتعالیٰ نے فرمایا ہے وہ اہل ہیئت کے
نزدیک حسب ذیل ہیں۔
(۱) شرطین۔ (۲) بطین۔ (۳) ثریا۔ (۴) دبران۔ (۵) ہقعہ۔ (۶) ہنعہ۔ (۷) دراع۔ (۸) نثرہ۔ (۹) طرف۔ (۱۰) جبہہ۔ (۱۱) زبرہ۔ (۱۲) صرفہ
(۱۳) عوا۔ (۱۴) سماک۔ (۱۵) غفر۔ (۱۶) زبانی۔ (۱۷) اکلیل۔ (۱۸) قلب۔ (۱۹) شولہ۔ (۲۰) نعائم۔ (۲۱) بلدہ۔ (۲۲) سعد ذابح۔ (۲۳) سعد بلع۔ (۲۴) سعد السعود
(۲۵) سعد الاخبیہ۔ (۲۶) فرع الدلو المقدم۔ (۲۷) فرع الدلو المؤخر۔ (۲۸) رشا۔ ماہتاب ہر شب میں ان ہی
منازل میں سے کسی ایک میں رہتا ہے۔ یعنی اسکے مقابل میں اسکی رفتار ہوتی ہے
اور چونکہ ان سیارات میں بعض بنفسہ روشن ہیں اور بعض دوسرے کے عکس سے اسلئے فرمایا
ھو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نورًا "اوسی نے آفتاب کو ضیاء قرار دیا
اور قمر کو نور" اس تفرقہ کی وجہ یہی ہے کہ اہل ہیئت کے نزدیک ثابت ہے کہ ماہتاب کا نور
اصلی نہیں ہے بلکہ آفتاب کے مقابلے سے جو حالت اس میں پیدا ہوتی ہے اوس سے اسمیں روشنی
آتی ہے۔ اسی وجہ سے اسکا نور گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ کیونکہ مقابلہ آفتاب کا ہمیشہ برابر نہیں
رہتا۔ بلکہ اوسکی صورت اس طرح سے بدلتی رہتی ہے۔ جیسے اس دائرہ میں محسوس ہوتا ہے

دائرہ صفحہ ۷۲ میں ملاحظہ ہو



اور چونکہ علم ہیئت میں شب و روز۔ صبح و شام و شفق وغیرہ کی حالات سے بحث ہوتی ہے اسے بھی پروردگار عالم نے قرآن مجید میں ظاہر فرما دیا ہے۔ مثلاً صبح کی بابت فرمایا والصبح اذا اسفر۔ قسم ہے صبح کی جبکہ وہ روشن ہو۔ اور شفق کی نسبت فرمایا۔ فلا اقسم بالشفق اور شب و روز کی نسبت فرمایا۔ یولج اللیل فی النہار ویولج النہار فی اللیل رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں۔ ان کے وجود و ظہور اور تسمیہ کی نسبت کتاب ملخص الہیئۃ میں لکھا ہے۔ الشمس اذا وقع ضوءھا علی الارض استضاء وجھہا المواجہ للشمس ووقع ظلہا فی مقابلۃ جہۃ الشمس فاذا کان الشمس فوق الارض فہو النہار اذ لیس یختص النہار ضوء سوی ضوء الشمس واذا کانت تحت الارض وقع ظلہا فوقہا وھو اللیل و وقوع ظلہا یکون علی شکل مخروط۔ پھر کہا ہے فان کانت الشمس تحت الارض قریبۃ من الافق کان مخروط الظل مائلا عن سمت الراس وکان الہواء المستضئ قریبًا فیظہر فی الافق بل فوقہ النور فکلما کانت الشمس اقرب کانت الانوار اغلب ویظہر الحمرۃ کما فی الشفق والفجر۔ اور شارح لکھتے ہیں فالبیاض المستطیل المستدق الظاہر

فوق الارض اوّلا یسمی بالصبح الکاذب والمستطیر المنبسط فی الافق بعدہ بزمان یسمی بالصبح الصادق۔ پھر کہتے ہیں وقد عرف بالتجربۃ ان اول الصبح وآخر الشفق انما یکون اذا کان انحطاط الشمس ثمانیۃ عشر جزءًا۔ یعنی جب آفتاب کی ضو زمین پر پڑتی ہے تو وہ رخ زمین کا جو آفتاب کے سامنے ہوتا ہے روشن ہو جاتا ہے اور اوسکا ظل مقابل جہۃ آفتاب واقع ہوتا ہے۔ پس جبکہ آفتاب زمین کے اوپر ہو تو وہ دن کا وقت ہے کیونکہ دن کیلئے کوئی خاص روشنی سوائے روشنی آفتاب کے نہیں ہے۔ اور جب آفتاب زمین کے نیچے رہتا ہے تو اوسکا ظل فوق الارض واقع ہوتا ہے۔ تو وہ رات کا وقت ہے۔ آفتاب کا ظل ہمیشہ مخروطی شکل کا ہوتا ہے۔

پھر اگر آفتاب زمین کے نیچے اُفق سے قریب ہو تو مخروط ظل سمت الراس سے مائل ہوگا۔ اور وہ ہوا جو نور آفتاب سے روشن ہے وہ قریب ہوگی اسلئے اُفق کے پاس روشنی محسوس ہوگی۔ پس جسقدر آفتاب قریب ہوگا اوسیقدر روشنی غالب ہوگی اور سرخی نمودار ہوگی جیسے شفق اور صبح کا حال ہے۔ پس وہ سفید روشنی جو باریک اور لمبی زمین سے اوپر پہلے دکہائی دیتی ہے وہ صبح کاذب ہے۔ اور پھیلی ہوئی چوڑی روشنی جو اوسکے بعد اُفق میں نمودار ہوتی ہے وہ صبح صادق ہے۔

یہ بھی تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ابتدائے صبح صادق اور انتہائے شفق اوسوقت ہوتی ہے جبکہ آفتاب اٹھارہ درجہ اُفق سے نیچے ہوتا ہے“

یہ وہ مختصر بیان ہے جو متعلق بعلم ہیئت قرآن مجید سے مستنبط ہوا۔ علاوہ اسکے اور آیات بھی اس فن کے مطالب کی طرف مشعر ہیں۔ مگر اونکو بخیال طول واگذاشت کیا جاتا ہے۔

اٹھارہواں باب نیرنجات کے بیان میں

اس علم کو علم ریمیا کہتے ہیں۔ اس فن میں اون قواعد سے بحث ہوتی ہے جنکے معلوم کر لینے کے بعد یہ ملکہ حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ ارضی اجزا کو باہم ترکیب دیکر عجیب عجیب افعال ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اسی کو شعبدہ بازی بھی کہتے ہیں مثلاً۔ سور اور بھیڑئے کی چربی کو جدا جدا دو چراغوں میں رکھیں اور بتی بناکر اسے جلائیں۔ اور ان دونوں چراغوں کو ایک بالشت کے فاصلے سے رکھدیں۔ تو دونوں چراغوں کے شعلے باہم پیچیدہ ہو جائینگے۔ ایسا معلوم ہوگا کہ دونوں لڑرہے ہیں۔

یا مثلاً پسا ہوا نیل نئے پارچہ میں رکھکر بتی بناکر بید انجیر کے روغن میں چراغ جلائیں تو اوس مکان کے
تمام آدمی سبز پوش دکہائی دینے لگیں گے۔
علیٰ ہذا القیاس اور بھی ہزاروں ترکیبیں ہیں۔ اس مطلب کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔ یاد
کیجئے قصہ جناب موسیٰ اور ساحران فرعون کو۔ (سورہ طٰہٰ رکوع ۳) قالوا ھذان لساحران
یریدان ان یخرجاکم من ارضکم بسحرھما ویذھبا بطریقتکم المثلیٰ ۝ فاجمعوا
کیدکم ثم ائتوا صفًا وقد افلح الیوم من استعلیٰ ۝ قالوا یاموسیٰ اما ان
تلقی واما ان نکون اول من القیٰ ۝ قال بل القوا فاذا حبالھم وعصیھم
یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعیٰ ۝ فاوجس فی نفسہ خیفۃً موسیٰ ۝ قلنا
لا تخف انک انت الاعلیٰ ۝ والق ما فی یمینک تلقف ما صنعوا انما صنعوا
کید ساحر ولا یفلح الساحر حیث اتیٰ۔ فرعون والوں نے کہا کہ موسیٰ و ہارون دونوں
جادوگر ہیں نظر بندی کرتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کو تمہارے ملک سے نکال دیں۔ اور تمہارے
اچھے طریقہ مذہب (فرعون کو خدا سمجھنا) کو باطل کردیں پس تم لوگ بھی اپنے مکر (نظر بندی)
کو جمع کرو۔ پھر صف باندہ کر مجمع وعدہ گاہ میں آؤ۔ جو غالب ہیگا۔ وہی آج سعید و فلاح یافتہ
ہوگا۔ جب وہ نظر بندی کرنے والے آئے تو کہنے لگے کہ اے موسیٰ پہلے تم اپنی نظر بندی دکھلاؤ گے
یا ہم پہلے دکھلائیں موسیٰ نے کہا کہ پہلے تم اپنی نظر بندی دکھلاؤ اور اوسے زمین پر چھوڑ دو۔ جب
اون لوگوں نے موسیٰ کے سامنے اپنی لکڑی اور رسیوں کو چھوڑا تو ناگاہ اونکی رسیاں اور چھڑیاں
ایسی دکہائی دینے لگیں جیسے سانپ چلتے ہیں موسیٰ کو یہ دیکھکر خوف معلوم ہوا۔ تو ہم نے کہا
کہ اے موسیٰ ڈرو نہیں۔ آج تمہیں غالب ہوگے۔ جو تمہارے ہاتھ میں (چھڑی) ہے اوسے زمین پر
پھینکدو۔ یہ اون تمام رسیوں کو کھا جائیگی جو ان نظر بندوں نے بنائی ہیں۔ ان لوگوں نے جو کچھہ
بنایا ہے وہ تو صرف ساحروں کا سا کر ہے۔ یعنی محض شعبدہ ہے۔ اور ساحر کبھی اپنے سحر کو
ظاہر کرکے معجزے کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔
اصل امر یہ تہا کہ وہ جادوگر اپنی لکڑیوں اور رسیوں میں پارہ بھر کر لائے تھے جب زمین پر اونہیں
پھینکا تو آفتاب کی گرمی سے پارہ نے اوڑنے کا ارادہ کیا۔ مگر چونکہ بند تھا اوڑ نہ سکا۔ آخر وہ رسیاں

اور لکڑیاں حرکت کرنے لگیں جس سے عوام کی نگاہوں میں معلوم ہونے لگا کہ یہ سچ مچ کے سانپ ہیں
حضرت موسیٰ بھی یہ دیکھکر ڈر گئے۔ لیکن بھلا معجزے کے سامنے ایسے کرتبوں کا وجود کہاں رہ سکتا ہے
جونہیں حضرت نے اپنا عصا پھینکا۔ فوراً سانپ بنکر تمام اونکی لکڑیوں اور رسیوں کو نگل گیا۔ جسکا نتیجہ
یہ ہوا کہ وہ تمام جادوگر یہ دیکھکر مشرف باسلام ہو گئے۔ اور فرعون کو پوری زک حاصل ہوئی۔

اونتیسواں باب علم لیمیا کے بیان میں

اس سے مراد وہ علم ہے جسمیں قوائے فاعلہ علویات کو قوائے منفعلہ سفلیات سے ترکیب دیکر
خواص پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً حروف واسماء سے جو افعال و خواص ظاہر کرتے ہیں اوسی کو لیمیا کہتے ہیں
اس میں سحر۔ ودفع سحر دونوں داخل ہیں۔ کیونکہ سحر میں بھی کچھ الفاظ وحروف مثلاً شمسی۔ قمری
یا نورانی۔ ظلمانی۔ یا آتشی۔ خاکی۔ بادی۔ آبی کو ترکیب دیکر آثار مترتب کرتے ہیں۔ اسی طرح اوسکے
مقابل میں دفع سحر کے لئے بھی عمل کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں سحر اور دفع سحر دونوں ہی کا ذکر موجود ہے۔ سحر کا بیان (پارہ اول رکوع ۱۲) میں
یوں ہے۔ واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان وما کفر سلیمان ولکن
الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت و
ماروت وما یعلمان من احد حتی یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفر فیتعلمون
منھما ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ وما ھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ
ویتعلمون ما یضرھم ولا ینفعھم ولقد علموا لمن اشتراہ ما لہ فی الاخرۃ
من خلاق ولبئس ما شروا بہ انفسھم لو کانوا یعلمون ہ یہودیوں نے پیروی کی
اوسکی جسے شیاطین حضرت سلیمان کے عہد میں (جادو کی باتیں) پڑھا کرتے تھے۔ سلیمان تو کافر
نہوا مگر وہ شیاطین ہی کافر ہو گئے کہ لوگوں کو سحر و جادو سکہاتے تھے۔ اور ان یہودیوں نے اون
باتوں کی بھی پیروی کی جو ہاروت و ماروت پر بابل میں نازل کی گئی تھی۔ یہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکہاتے
تھے۔ مگر پہلے یہ کہدیتے تھے کہ ہم تو امتحان کے واسطے بھیجے گئے ہیں۔ پس لوگ اون سے ایسی جادو
کی باتیں سیکھتے تھے جن سے زن وشوہر میں تفرقہ ڈالدیتے تھے۔ حالانکہ وہ بغیر اذن خدا کسی کو
نقصان نہیں پہونچا سکتے تھے۔ اور لوگ ہاروت و ماروت سے وہ باتیں (جادو) سیکھتے تھے جو

اونہیں آخرت میں نقصان پہونچائے نہ کہ نفع۔ حالانکہ یہود جانتے تھے کہ جو کوئی جادو کو سیکھے گا
اوسکو آخرت میں کچھہ حصّہ نہ ملے گا۔ اور بیشک بہت برا ہے جسکے مقابلے میں اون لوگوں نے اپنی
جانوں کو بیچا۔ کاش اسکو سمجھتے (کہ ہم نے کیا خراب کام کیا ہے کہ جادو سیکھا اور آخرت گنوائی۔
دفع سحر چونکہ خود سحر مضر چیز ہے۔ اسلئے پروردگار نے قرآن مجید میں کوئی ایسی بات جس سے
ضرر عامہ ناس ہو صاف صاف نہ بیان فرمائی۔ مگر دفع سحر کی چیزیں بیان فرمادیں جنمیں سے ایک
سورۂ معوذتین ہے۔ یعنی سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور سورۂ قل اعوذ برب الناس
کہ دونوں دفع سحر میں بے نظیر ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیتیں اور سورتیں ہیں جنہیں
آپ کتاب درّ نظیم۔ وشمس المعارف۔ وحرز الامان من فتن الزمان میں۔ دیکھکر معلوم کر سکتے ہیں۔
اس وقت انہیں دونوں سوروں کے بیان پر اکتفا کیجاتی ہے۔ صاحب تفسیر مجمع البیان وغیرہ نے
تحریر فرمایا ہے کہ اہل سیر وتواریخ کا بیان ہے کہ لبید بن اعصم یہودی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم پر سحر کیا۔ پھر اوس جادو کی ترکیب کو چاہ بنی زریق میں لیجاکر چھپادیا۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوگئے۔ اسی اثنا میں کہ آپ سو رہے تھے دو فرشتے آئے۔ ایک آپ کے سرہانے
بیٹھا اور دوسرا پائنتی۔ پھر آپکو لبید کے سحر کی خبر دی۔ اور بیان کیا کہ جادو کا ڈورا چاہ ذروان میں ہے
حضرت خواب سے بیدار ہوئے اور علی علیہ السلام۔ زبیر۔ اور عمار کو بھیجا۔ کہ اوسے نکال لائیں
ان لوگوں نے جاکر کوئیں کا پانی پہلے نکالا۔ پھر ایک پتھر جسکے نیچے وہ ترکیب کیا ہوا ڈورا رکھا
ہوا تھا اولٹ کر اوسے نکالا تو دیکھا کہ ایک کنگھی ہے اور کچھہ ایک کنگھی کے دندانے ہیں۔ اوسمیں
گرہ دار ایک ڈورا ہے جسمیں گیارہ گرہیں لگی ہوئی ہیں۔ اور وہ گرہیں سوئی سے سی ہوئی ہیں
اوسوقت یہ دو سورے نازل ہوئے۔ پس حضرت ان کو پڑھنے لگے۔ جسقدر پڑھتے جاتے تھے
اوسیقدر گرہیں کھلتی جاتی تھیں۔ ایک ایک آیت پر ایک گرہ کھل جاتی تھی یہانتک کہ ختم سورتین
تک تمام گرہیں کھل گئیں۔ اور آپ کے مرض میں خفت محسوس ہونے لگی۔ اوسوقت جبرئیل یہ
کلمات بھی کہتے جاتے تھے۔ بسم اللہ ارقیک من شر کل شیء یوذیک من حاسد
وعین واللہ تعالیٰ یشفیک"۔ یہ بھی مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر
ان سورتوں کو حسنین علیہما السلام پر پڑھکر دم کیا کرتے تھے ؛

بلیسواں باب علم تعبیر خواب کے بیان میں

انسان جب سو جاتا ہے تو نفس انسان بالکل حواس کے تعلق سے فارغ ہو جاتا ہے کیونکہ بیداری میں تو برابر اوسکا تعلق حاسوں سے رہتا ہے۔ مثلاً حاسہ نے کسی چیز کو دیکھا اوسے نفس سے بیان کیا۔ سنا اوسے نفس سے بیان کیا۔ چکھا اوسے نفس سے بیان کیا۔ چھوا اوسے نفس سے بیان کیا۔ سونگھا اوسے نفس سے بیان کیا۔ الغرض جاگنے میں تو آدمی کا نفس کسی وقت فارغ رہ سکتا نہیں۔ البتہ سو جانے کی حالت میں جبکہ فکر و عمل حواس معطل ہو جاتے ہیں اوس وقت البتہ نفس کو کسی طرح راحت ملتی ہے۔ اور جب اسے آرام ملا تو اپنے مرکز اصلی کی طرف مائل ہوئی پس اگر نفس طیب و طاہر گناہوں اور خباثات دنیاویہ سے پاک ہے صحت جسمانی بھی درست ہے اخلاق بھی اچھے ہیں۔ مطیع و فرمانبردار خدا بھی ہے۔ قوائے دماغی بھی درست ہیں۔ تو اسکا اتصال جواہر روحانیہ شریفہ یعنی ملائکہ قدسیین سے ہوتا ہے۔ جنمیں تمام موجودات کی صورتیں منقش ہیں اوس وقت اس اتصال کے سبب سے جو امور اون عقول مجردہ میں منقش ہوتے ہیں اونکا انعکاس اس نفس پر ہوتا ہے خصوصاً جو اوسکے مراد و مقصود کے مطابق ہو کیونکہ نفس کی حالت مثل ایک آئینہ کے ہے جسمیں صورتیں چھپ جاتی ہیں۔ پھر اگر ان منقش صورتوں میں قوت متخیلہ نے کچھ تغیر تبدل نہیں کیا۔ اور بعینہ حافظہ میں وہ موجود رہیں تو خواب سچا ہوگا اور اوسمیں تعبیر کی ضرورت نہوگی۔ اور اگر متخیلہ غالب رہا اور نفس کا ادراک کمزور ہوا تو ضرور ہی قوۃ متخیلہ اوس صورت منقشہ کو بدل دیگی۔ پس یا تو مناسب صورۃ کی طرف بدلیگی یا ضد کی طرف مثلاً صورت علم کو لبن و نرمی کی طرف یا صورت دشمن کو سانپ کی طرف یا صورت ملک کو دریا کی طرف۔ یا صورت فرزند نرینہ کو لڑکی کی طرف یا بالعکس۔ اس صورت میں خواب کی تعبیر دیجاتی ہے۔ مگر تعبیر دینے کے واسطے بہت بڑا مادہ عقل و فہم ہونا چاہئے۔ ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ تعبیر دے سکے۔

اس تعبیر خواب کی چند صورتیں خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمائی ہیں۔

سورہ یوسف میں فرمایا یاأبت إني رأيت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رأیتھم لی ساجدین۔ اے پدر بزرگوار میں نے خواب میں گیارہ ستارے اور ایک چاند اور ایک سورج کو دیکھا ہے کہ وہ میرے لئے سجدہ کرتے ہیں۔

اسکی تعبیر یہ تھی کہ حضرت یوسف بادشاہ ہونگے۔ گیارہ بھائی اور اونکے پدر بزرگوار حضرت یعقوبؑ اور اونکی مربیہ اونکو سلام تعظیمی یا سجدہ تعظیمی کرینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت یعقوبؑ مع گیارہ فرزند وں اور مربیہ کے مصر میں گئے تو حضرت یوسفؑ کو تخت پر دیکھکر نہ پہچانا۔ اور یہ سمجھے کہ یہ بادشاہ مصر کوئی اور ہے فوراً اوسکی تعظیم کے لئے سجدہ میں جھک گئے جسکو دوسرے مقام پر اسی سورہ میں خدا تعالے بیان فرماتا ہے۔ ورفع ابویه علی العرش وخروا له سجدا وقال یا ابت هذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلها ربی حقا "یعنی حضر یوسفؑ نے اپنے والدین کو تخت پر بلایا وہ سب کے سب اونکے سامنے سجدہ میں جھک گئے۔ یوسفؑ نے فرمایا اے پدر بزرگوار یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جو پہلے دیکھا تھا۔ اسکو خدا نے سچا کر دکھایا"

اسی سورہ میں دوسرے مقام پر خواب اور اوسکی تعبیر کو بیان کیا ہے ودخل معه السجن فتیان قال احدهما انی ارانی اعصر خمرا وقال الاخر انی ارانی احمل فوق راسی خبزا تاکل الطیر منه نبئنا بتاویله انا نراك من المحسنین "جب حضرت یوسف قید تھے تو اونکے ساتھ قید خانہ میں دو شخص اور داخل ہوئے یعنی وہ بھی قید ہوئے اونمیں سے ایک نے ایک دن کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ شراب بنا رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اپنے سر پر روٹی لئے جاتا ہوں جسمیں سے پرندے کہا رہے ہیں اے یوسف تم اسکی تعبیر دو کیونکہ ہم لوگ تمکو نیک آدمی سمجھتے ہیں۔ اسکی تعبیر حضرت نے دی اور فرمایا یا صاحبی السجن اما احدکما فیسقی ربه خمرا واما الاخر فیصلب فتاکل الطیر من راسه "اے میرے ساتھ رہنے والے قیدیو تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم میں ایک (جس نے شراب بنانے دیکھا ہے) تو زندہ رہے گا اور بادشاہ کو شراب پلائیگا۔ اور دوسرے کو سولی دیجائیگی جسکے سر کو پرندے کھائینگے" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک تو قید سے رہا ہو کر بادشاہی خدمت میں پہونچا اور دوسرا مارا گیا جسکے سر کو چیل کوؤں نے کھایا۔

پھر اسی سورہ میں ایک اور خواب بادشاہ مصر کا اور اوسکی تعبیر مذکور ہے۔ قال الملك انی اری سبع بقرات سمان یاکلهن سبع عجاف وسبع سنبلات خضر واخر یابسات "میں نے خواب میں سات موٹی گائیں دیکھی ہیں جنکو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں

اور سات بالیں سبز دیکھی ہیں۔ اور ویسی ہی سات بالیں سوکھی۔ ایہا الناس اسکی تعبیر کیا ہے۔
کسی نے تو اسکا جواب دیا کہ خواب و خیال کی باتیں ہیں کوئی تعبیر اسکی نہیں مگر وہ شخص جو قید خانہ سے
بچ کے آیا تھا اور اوسے حضرت یوسف کے تعبیر دینے کا حال معلوم تھا اوسنے کہا کہ مجھے یوسف کے
پاس بھیجو تاکہ میں اون سے اس خواب کی تعبیر دریافت کروں۔ آخر وہ بھیجا گیا وہاں پہونچکر حضرت سے
عرض کی یوسف ایھا الصدیق افتنا فی سبع بقرات سمان یاکلھن سبع عجاف
وسبع سنبلات خضر واخر یابسات" اے یوسف اے سچے یوسف ہمیں اس خواب کی
تعبیر دو کہ سات موٹی گاؤں کو سات دبلی لاغر گائیں کہا رہی ہیں اور سات ہری بالوں اور سات
سوکھی بالوں کی تعبیر دو" حضرت نے فرمایا تزرعون سبع سنین دأبا فما حصدتم
فذروہ فی سنبلہ الا قلیلا مما تاکلون ثم یاتی من بعد ذلک سبع شداد
یاکلن ما قدمتم لھن الا قلیلا مما تحصنون ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ
یغاث الناس وفیہ یعصرون" اسکی تعبیر یہ ہے کہ تم لوگ سات برس تک لگ کر
کھیتی کروگے پس جو اوس کھیتی سے پیدا ہو اوسے اوسکی بالوں میں چھوڑ دو مگر تھوڑا سا جو
بقدر خوراک کے ہووے لو۔ پھر سات برس کال کے آئینگے جس میں تم اپنا تمام ذخیرہ کھا جاؤگے
(کیونکہ قحط کی وجہ سے کچھ غلہ نہ پیدا ہوگا) مگر تھوڑا سا صرف رہ جائیگا جسکی تم حفاظت کر
رکھوگے۔ اوسکے بعد ایک سال ایسا آئیگا جس میں مینہہ برسیگا قحط دور ہوگا اور لوگ اوسمیں
رس نچوڑینگے" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سات برس کی پیداوار کے بعد سات برس کا سخت
قحط پڑا جسمیں لوگوں نے تمام اپنے ذخیرے کھا لئے۔ یہانتک کہ بال بچوں تک کو بیچ ڈالا۔
یہانتک کہ اپنے تئیں بھی فروخت کرکے غلام بنگئے۔ پھر آٹھویں سال مینہہ برسا اور لوگ
اپنی اصلی حالت پر آگئے۔
تیسرے مقام پر خواب صادق کا ذکر سورۂ انبیاء ۱۵ میں فرماتا ہے۔ وما جعلنا الرؤیا التی
اریناک الا فتنۃ للناس۔ ہم نے جو خواب تمہیں دکہلایا تھا وہ صرف لوگوں کے امتحان
کے واسطے دکہلایا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
خواب میں دیکھا تھا کہ عنقریب آپ مکہ معظمہ میں داخل ہونگے حالانکہ آپ اوسوقت مدینہ میں تھے۔

پس آپ نے اس خواب کے مطابق مکہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ کفّار نے روکا جس سے آپ وہاں نہ جا سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کچھہ لوگوں کو آپ کی نبوت میں شک ہوا اور کچھہ لوگ ثابت قدم رہے وجہ یہ تھی کہ آپنے فرما دیا کہ میں مکہ میں ضرور داخل ہونگا۔ جب نہ داخل ہو سکے تو منافقوں نے سمجھا کہ یہ جھوٹے نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے یہ کب کہا تھا کہ اسی سال مکہ میں جانا ممکن ہو سکیگا اس سال نہ سہی آئندہ سال ضرور انشاءاللہ فتحیابی کے ساتھ مکہ میں جائینگے۔ چنانچہ دوسرے سال مکہ فتح ہوا اور آپ مع اپنے اصحاب انصار کے داخل مکہ ہوئے۔ جسکو خداتعالی نے سورہ فتح میں فرمایا۔ لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا۔ خدا نے اپنے رسول کے خواب کو سچا کر دیا۔

مگر جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ خواب یوں دیکھا تھا کہ آپ کے ممبر پر بندر اوچک رہے ہیں۔ جس سے آپ بہت غمگین ہوئے اور رحلت کے وقت تک کسی نے پھر آپکو ہنستے نہ دیکھا۔ کیونکہ اسکی تعبیر یہ تھی کہ بنی امیہ کو سلطنت ملیگی وہ آپکے ممبر پر خطبے پڑھینگے۔ فسق وفجور کو رونق دینگے۔ اہل بیت رسول کو تباہ و برباد کرینگے۔ دین کو مٹا کر بدینی کو رواج دینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت کے بیان کے بموجب اس آیت میں جو لفظ والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن ہے۔ اوس سے مراد یہی بنی امیہ ہیں۔

جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ خواب اور تھا جسکی تعبیر بنی امیہ کا منبر رسول پر چڑھنا ہے۔ اور وہ خواب اور تھا جسکی بابت خداتعالی نے فرمایا ہے کہ صدق اللہ رسولہ الرؤیا" اور اسمیں کچھہ استبعاد ہی نہیں ہے کیونکہ دو مرتبہ کیا بلکہ ہزار مرتبہ خواب دیکھنا ممکن ہے۔ پس اس مقام کی تعبیر وہی درست ہے جو صادق آل محمد سے مروی ہے۔

سورہ صافات میں حضرت ابراہیم کے خواب اور اوسکی تعبیر کو بیان فرمایا ہے۔ قال یا بُنَیَّ انی اری اذبحک۔ اے فرزند میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں یہ سنکر حضرت اسماعیل نے سر تسلیم خم کیا اور عرض کی۔ یا ابت افعل ما تؤمر۔ آپکو جو حکم ملا ہے اوسپر عمل کیجئے۔ آخر حضرت ابراہیم ذبح فرزند پر آمادہ ہوئے۔ ہاتھ پاؤں حضرت اسماعیل کے باندہ کر منیٰ کے میدان میں لٹایا۔ چھری گلے پر پھیری۔ مگر چونکہ علم خدا میں یہ گزرا تھا کہ حضرت اسماعیل کے عوض گوسفند جنتی قربانی ہوگا اسلئے وہ آگیا۔ اور بجائے حضرت اسماعیل کے وہی ذبح ہوا

جسکو پروردگار عالم نے یوں فرمایا۔ وناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا انا كذلك نجزي المحسنين ،، یعنی ہم نے ابراہیم کو پکار کر کہا کہ اے ابراہیم تمنے اپنے خواب کو سچا کر دیا۔ ہم اسی طرح نیکوکاروں کو جزا دیتے ہیں۔

مجھے چونکہ اس کتاب میں صرف یہ دکھانا ہے کہ قرآن جامع العلوم اور مجمع الفنون ہے۔ اسلئے مثالوں ہی پر اکتفا کرتا ہوں ہر موقع اور ہر علم کی تفصیل کو چھوڑتا ہوں ورنہ اگر سب کی تفصیل کیجائے اور ہر قصے کو مفصل بیان کیا جائے تو ایک دفتر ہو جائیگا۔ اور دیکھنے والے اوسے دیکھکر گھبرائینگے پھر میری غرض جو اشاعت حق ہے وہ فوت ہو جائیگی۔

آخر میں صرف ایک اور خواب بیان کرتا ہوں جسکی تعبیر برعکس خواب کے واقع ہوئی کیونکہ وہ شیطان کی طرف سے تھا اوس نے رنج دینے کے لئے یہ خواب دکھایا تھا۔ جیسے پروردگار عالم نے یوں بیان فرمایا ہے۔ سورہ مجادلہ میں یہ آیت ہے کہ انما النجوى من الشيطان ليحزن الذين امنوا۔ اس قسم کی سرگوشی صرف شیطان کی طرف سے ہے تاکہ ایمان والوں کو غمگین کرے۔

علی بن ابراہیم کی تفسیر میں مذکور ہے کہ میرے باپ نے محمد بن ابی عمیر سے۔ اونہوں نے ابو بصیر سے اونہوں نے جناب ابو عبداللہ الصادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ سبب نزول اس آیہ کا یہ تھا کہ جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا نے خواب میں دیکھا تھا کہ رسول اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ مع فاطمہ اور حسنین اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کے گھر سے باہر کہیں تشریف لیجائیں معاً اس ارادے کے سب لوگ باہر تشریف لیگئے ہیں یہانتک کہ دیوار ہائے مدینہ سے نکل گئے ہیں۔ وہاں دو رستے ملے ہیں۔ رسول اللہ نے دائیں ہاتھ کی راہ اختیار فرمائی ہے۔ یہانتک کہ ان سب کو لئے ہوئے ایک ایسے مقام پر پہونچے ہیں جہاں کھجوروں کے درخت ہیں اور تالاب ہے۔ وہاں رسول اللہ نے ایک بڑی بکری خریدی جسکے کانوں پر سفید نقطے تھے پھر اوسے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ جب سبنے اوسکے گوشت کو کھایا تو سب کے سب مر گئے۔

جب یہ خواب دیکھکر آپ اوٹھیں اور صبح ہوئی تو رسول خدا تشریف لائے۔ جناب فاطمہ کو سوار کیا۔ حسنین علیہما السلام اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم لوگ پیدل باہر چلو (یہ سب صورتیں ویسی ہی پیش آرہی ہیں جیسی طرح جناب سیدہ نے خواب میں دیکھا تھا۔) جب یہ سب حضرات دیوار ہائے

مدینہ سے باہر نکل گئے۔ تو حسب رؤیا دو راہیں ملیں۔ جناب رسالتمآب نے دہنے ہاتھ کی راہ اختیار کی۔ یہانتک کہ واقعی اوس مقام پر پہونچ گئے جہاں خرما کا باغ تھا اور تالاب۔ وہاں ایک بکری بھی لی۔ وہ ذبح بھی کی گئی۔ اور گوشت سے اوسکے کباب بھی درست ہوئے،، جب ان سب بزرگواروں نے اوسکے کھانے کا ارادہ کیا۔ اوسوقت جناب سیدہ اوٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور الگ ایک طرف کو جابیٹھیں اور رونے لگیں۔ کیونکہ اب یہ خیال گزرا کہ یہانتک تو جو کچھہ میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ صحیح نکلا۔ غالبًا یہ بھی صحیح ہوگا کہ اس گوشت کو کھاکر سب مرجائیں گے۔ جب رسول اللہ نے یہ دیکھا تو جناب سیدہ کو بلایا اور سبب رونے کا دریافت کیا۔ عرض کی یارسول اللہ میں نے آج شب میں ایسا ایسا خواب دیکھا تھا۔ اور جیسا میں نے دیکھا تھا ویسا ہی آپنے کیا بھی۔ بس میں اس وقت اس وجہ سے علٰحدہ ہوگئی ہوں کہ آپ لوگوں کو مرا ہوا نہ دیکھوں۔

یہ سنکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوٹھے۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر خدا سے دعا کی تاکہ واقعی حال اس خواب کا معلوم ہو کہ اسمیں کیا راز ہے۔ تب جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ یہ خواب اوس شیطان کی طرف سے تھا جسکا نام دہار ہے۔ یہ ملعون مومنین کو ایسے خواب دکھلاتا ہے جس سے اونکو غم ہو۔

غرض حضرت نے جبرئیل کو حکم دیا کہ اوسے پکڑ لائیں جب وہ آیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا یہ خواب تونے فاطمہ کو دکھایا تھا۔ اوس نے کہا ہاں۔ آپ نے اوسپر تین مرتبہ تھوک دیا جس سے تین مقام پر اوسکے زخم ہوگیا۔ پھر جبرئیل نے عرض کی کہ یارسول اللہ جب آپ کوئی ایسا خواب مکروہ دیکھیں تو یہ کلمات فرمالیا کریں اعوذ بما عاذت بہ ملٰئکۃ اللہ المقربون وانبیاؤہ المرسلون وعبادہ الصالحون من شرما رایت پھر سورہ حمد اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد پڑھ لیں۔ اور بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دیں تو اس خواب کا کچھہ ضرر محسوس نہوگا۔

خلاصہ یہ کہ جب یہ سب امور پیش آچکے تو یہ آیت نازل ہوئی جو صدر میں مذکور ہوئی۔ انما النجوی من الشیطان الخ،،

واضح ہو کہ علاوہ ان آیتوں کے جو خواب وتعبیر خواب کے متعلق بیان ہوئیں کچھہ مخصوص مخصوص تعبیریں بھی عجیب غریب اس قرآن میں موجود ہیں۔

جیسے کوئی شخص خواب میں کشتی دیکھے اوسکی تعبیر یہ ہے کہ وہ نجات پائیگا۔کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔ فانجیناہ واصحاب السفینۃ ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دی۔

اگر کوئی شخص سوکھی لکڑی خواب میں دیکھے تو اوسکی تعبیر نفاق ہے۔کیونکہ منافقوں کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کانھم خشب مسندۃ۔گویا وہ دیوار سے لگا کر کھڑی کی ہوئی لکڑی ہیں۔

اگر کوئی شخص خواب میں پتھر دیکھے تو اوسکی تعبیر فسق ہے کیونکہ خدا نے فاسقوں کو فرمایا ہے۔ کالحجارۃ او اشد قسوۃ۔ وہ مثل پتھر کے ہیں یا اوس سے بھی زیادہ سخت۔

اگر کوئی بیماری خواب میں دیکھے تو اوسکی تعبیر نفاق ہے۔کیونکہ منافقوں کو خدا نے فرمایا ہے فی قلوبہم مرض۔ اون کے دل میں بیماری ہے۔

اگر کوئی شخص گوشت کھاتا دیکھے تو اوسکی تعبیر غیبت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔

اگر کوئی شخص لباس۔ یا انڈے خواب میں دیکھے تو اوسکی تعبیر یہ ہے کہ اوسکو جورو ملیگی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کانھن بیض مکنون۔ اور نیز فرماتا ہے ھن لباس لکم علیٰ ہذا القیاس اور بہت سی تعبیریں ہیں مثال کے لئے اس قدر کافی ہے۔

اکیسواں باب علم موسیقی کے بیان میں

یہ علم اگرچہ حکماء غیر متدین کو بہت پسند رہا ہے مگر چونکہ اس میں پڑ کر انسان خدا سے غافل ہو جاتا ہے اور اپنی حالت سے بے پروا اسوجہ سے پروردگار عالم نے اسکو حرام کیا۔ اور حکماء متدین نے اس سے ہمیشہ نفرت رکھی۔ چونکہ یہ فن ہمیشہ خدا تعالیٰ کو نامرغوب رہا۔ اسوجہ سے قرآن میں جہاں کہیں اسکا ذکر ہے بصورت مذمت۔ یا نہی کے ہے کہیں اسکی مدح نہیں کی گئی۔ بلکہ اوسکے ترک کرنے والوں کی تعریف کیگئی ہے۔ جیسا کہ سورہ مومنون میں فرمایا ہے۔ قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون والذین ہم عن اللغو معرضون " کامیاب و فلاح یافتہ ہوئے وہ ایمان والے جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع کرتے ہیں۔ اور جو لغو سے منہ

پھیرے رہتے ہیں'' اس آیت میں گانے کو قرآن نے لغو سے تعبیر کی ہے۔ قمی نے اپنی تفسیر میں اسکی تفسیر غنا اور ملاہی یعنی گانے اور کھیل کود کی چیزوں سے کی ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں بھی ہے وفی روایۃ الغنا والملاھی لغو کی تفسیر ایک روایت میں غنا اور ملاہی سے معصوم نے فرمائی ہے''

سورہ فرقان میں فرمایا ہے۔ والذین لا یشھدون الزُّور واذا مرّوا باللغو مرّوا کراما خدائتعالی مؤمنین اہل جنت کو بیان کرتے ہوئے کہ کون کون لوگ جنت میں جائینگے فرماتا ہے۔ اور وہ لوگ (بھی اہل جنت سے ہونگے) جو غنا کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتے۔ اور جب لغو کے پاس سے ہوکر گزرتے ہیں تو اوس سے مونہ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔

اس آیت میں لفظ زُور کی تفسیر کافی میں جناب صادق علیہ السلام سے یوں مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا ھوالغنا۔ یعنی زور سے مراد غنا ہے۔ قمیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے الغناء ومجالس اللھو یعنی اس سے مراد غنا اور مجالس لہو ولعب ہیں۔

کتاب عیون الاخبار میں محمد بن ابی عباد سے مروی ہے۔ جو گانے بجانے کے معاملہ میں بہت مشہور تھا گانا سنا کرتا اور شراب پیتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے جناب امام رضا علیہ السلام سے سماع یعنی گانا سننے کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اہل حجاز تو اسے جائز بتاتے ہیں حالانکہ گانا سننا باطل اور لہو ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا خدائے تعالی کے اس کلام کو۔ اذا مرّوا باللغو مرّوا کراما''

سورہ قصص میں فرمایا۔ واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلامٌ علیکم لا نبتغی الجاھلین۔ جب ایمان والے لغو کو سنتے ہیں تو اوس سے مونہ پھیر لیتے ہیں اور گانے والوں سے کہتے ہیں کہ تمکو ہمارا سلام'' ہم جاہلوں کی صحبت کو پسند نہیں کرتے'' اس آیت میں بھی غنا کو لغو سے اور گانے والوں کو جاہلوں سے تعبیر کی ہے۔ قمیؒ نے لغو کی تفسیر یہی کی ہے کہ اللغو الکذب واللھو والغناء لغو سے مراد کذب۔ لہو۔ اور غنا ہے۔

سورہ حج میں فرمایا ہے۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزُّور پس تم لوگ نجاست سے جو اوثان ہیں پرہیز کرو اور پرہیز کرو قول زور سے'' قمیؒ نے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اوثان سے مراد شطرنج ہے اور قول زور سے مراد غنا ہے۔

واضح ہو کہ غنا میں بہت سے عقلی ضرر ہیں جسطرح شراب میں۔ اوّل یہ کہ انسان کو جب گانیکا شوق ہو گا لامحالہ وہی اشعار گائیگا۔ جسمیں عشق و تعشق۔ اسباب وصل و ہجر کے مضامین ہونگے۔ جنکے پڑھنے اور سننے سے قطعًا جوان مردون جوان عورتوں کو ہیجان ہوتا ہے جسکا نتیجہ آوارگی ہے۔ جو منجر فسق و فجور کی طرف ہو کر تمدن میں خلل ڈالنے والی ہے۔

دوسرے یہ کہ گانا حدکمال کے ساتھ ایک مشق مہتم بالشان چاہتا ہے اور وہ مشق بغیر بہت سا وقت صرف کئے ہوئے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور کبھا ایسا ہوتا ہے کہ اسی مشق میں انسان کی عمر ختم ہو جاتی ہے اور دنیاؤ دین کے کاموں سے معطل ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ بات کوئی عقل پسند نہیں کر سکتی۔

تیسرے یہ کہ بعض بعض راگ اور سُر ایسے ہیں جنسے جسمانی وروحانی بھی ضرر پہونچتا ہے۔ جیسے دیپک وغیرہ۔ پھر کیونکر عقل تجویز کر سکیگی کہ اوسکی اجازت دیجائے جو مضر صحت جسمانی ہو۔

چوتھے یہ کہ مغنّی اور نیز اوسکی غنا کے سننے والے آج تک ایسے نہیں دکھائی دئے جو ایمان دار اور اہل حق و معرفت سے ہوں کیونکہ غنا کا لازمی نتیجہ ہے۔ غفلت عن اللّٰہ۔ پھر بھلا وہ شی کیونکر قابل تعریف ہو سکتی ہے جو اصل مالک سے اور اوسکی عبادت و یاد سے انسان کو غافل کردے۔

رہی یہ بات کہ اہل تصوّف جو مدّعی معرفت ہیں یا فقرائے ہنود جنکو دعوائے حقانیت ہے وہ اسے پسند کرتے اور اسکو ذریعہ معرفت قرار دیتے ہیں تو اسکا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ جو معرفت اہل تصوّف و فقرائے ہنود کو خدائتعالی کی ہے وہ خوب معلوم ہے۔ معرفت و عدم معرفت کا حال تو اسی ایک تخالف رائے و مذہب سے سمجھہ لیجئے کہ کون راہ راست پر ہے۔ اگر غنا کا نتیجہ معرفت ہوتا تو لازم تھا کہ دونوں ایک ہی رستے پر ہوتے حالانکہ اسکے برخلاف دکھائی دیتا ہے۔ علاوہ برین یہ کہ اہل تصوّف عمومًا عاشقانہ غزلیں گواتے اور سنتے ہیں جس سے اونھیں حال و قال آتا ہے کیونکہ وہ خدائتعالی کو نعوذ باللہ من ذالک ایک امرد خوبصورت خوش قامت خوش وضع خوش ابرو خوش ادا۔ چلبلے۔ گلعذار۔ رنگین صورت۔ طنّاز۔ بھولے۔ اور مغلم کی صورت میں تصوّر کرکے اوسپر فریفتگی ظاہر کرتے ہیں اور جب اوس سے حد درجہ کا اُنس خیالی پیدا ہو جاتا ہے تو اثر بھی ویساہی ظاہر ہونے لگتا ہے جیسا حالت عشق میں پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اہل تصوّف

حال قال کے وقت اپنے تہبند - پاجامہ - اور لنگی میں منزل ہو جاتے ہیں کیونکہ شہوت زور کرتی ہے جیساکہ علامۂ زمخشری نے کشاف میں لکھا ہے - نیز یہ امر مشاہدۃً بھی معلوم ہے - پس ایسی معرفت جو عین جہالت ہے - بالکل عقل و نقل کے برخلاف ہے - اگر غنا کا نتیجہ اچھا ہوتا تو یہ جہالت کیوں پیدا ہوتی یہ بات اگرچہ متصوفہ ہنود میں نہیں پائی جاتی کیونکہ اونکو چنداں مثل متصوفہ مسلمین کے ایسے فواحش سے سروکار نہیں ہے - لیکن تاہم غنا کا نتیجہ اونپر بھی برا پڑتا ہے - کم از کم یہی کہ وہ تارک الدنیا ہو کر صحرا نشین ہو جاتے ہیں جسکا ضرر تمدن پر پڑتا ہے - نہ وہ دوسروں سے فائدہ اوٹھاتے ہیں اور نہ اون سے دوسرا فائدہ اوٹھاتا ہے - پھر ایسے بیہودہ کام سے کیا فائدہ جو نظام عالم میں خلل ڈالے انہیں وجوہ پر نظر کر کے شریعت اسلامیہ نے غنا کو حرام کیا اور فرمادیا الغناء اشد من الزنا تاکہ لوگ اسکی طرف توجہ نکریں اور اپنے اوقات کو ضائع کر کے خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق نہ بنیں

بائیسواں باب علم جفر کے بیان میں

واضح ہو کہ علم جفر میں حروف کے خواص و افعال سے بحث ہوتی ہے - یہ خواص دو قسم پر منقسم ہیں - ایک اظہار امور مخفیہ مثلاً حالات آئندہ و گذشتہ و موجودہ کا معلوم کرنا - دوسرے ترتیب آثار مثلاً مریض کو صحت دینا - فقیر کو غنی بنانا - سرکش کو مغلوب کرنا - دشمن کو مقہور کرنا - وغیرہ وغیرہ -

اس علم میں جہاں حروف مفردہ سے بحث ہوتی ہے وہاں حروف مرکبہ یعنی کلمات اور جملوں سے بھی بحث ہوتی ہے - بایں معنی کہ اس لفظ کی تاثیر کیا اور اس جملے کی خاصیت کیا ہے اور فلاں جملہ کس غرض میں مستعمل ہے - اور فلاں لفظ کس مطلب کا مبین ہے -

اس علم کی ابتدا تو عرب میں خاص کر ذات علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی جنکی تالیف سے جفر جامع وغیرہ کتابیں ہیں - سوا واقعی طور پر اس کے واقف کار صرف ائمہ علیہم السلام رہے ہیں - مگر بعد اسکے دیگر علمائے اعلام نے بھی بہت سی ریاضتیں اور مشقتیں برداشت کر کے کسیقدر حصہ اس علم سے لیا ہے جس کے متعلق کتب جفر جو فی زماننا موجود ہیں کافی شہادت دے سکتی ہیں -

علمائے اسلام کی اس کوشش سے ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ قرآن مجید میں جو جو اسرار متعلق بعلم حروف مخفی تھے اگر سب نہیں تو ایک معتد بہ حصہ اونکا بھی اہل اسلام کے ہاتھ لگا جن سے کتاب

حرزالامان۔ شمس المعارف الکبریٰ۔ تیسیرالمطالب۔ اسرارالجفر۔ اور خواص القرآن غیرہ مملو ہیں چونکہ یہ علم شریف اعظم علوم وجلائل فنون سے ہے۔ اوراس علم کے جاننے کے بعد انسان حروف کے ترکیب دینے اور اون سے خواص و افعال و عجائب تاثیرات پیدا کرنے کا ملکہ حاصل کرلیتا ہے اس سبب سے ضرورت داعی تھی کہ قرآن مجید اس قسم کی ترکیب اور تاثیرات حرفیہ کے پیدا کرنیسے خالی نہ رہے ورنہ مزیت فرع علی الاصل لازم آئیگی۔ یعنی کہ حضرت انسان تو ایسے عجائب امور کو اپنے نقاد ذہن کی کوشش سے انجام دے سکیں۔ اور خداتعالیٰ اپنی کتاب کو اون سے خالی رکھے لہٰذا اس کتاب میں خداتعالےٰ نے ایک عجیب صنعت یہ بھی رکھی کہ جہاں اسکی آیتیں تعلیم احکام کرتی ہیں۔ وعظ کرتی ہیں۔ عبرتیں بتاتی ہیں قصص و حکایات سناتی ہیں مثلیں بیان کرتی ہیں۔ امرونہی کرتی ہیں۔ اصلاح اخلاق فرماتی ہیں۔ تدبیر المنزل سکھاتی ہیں۔ سیاست مدن کی تعلیم دیتی ہیں۔ روحانیت بڑہاتی ہیں۔ پاکی نفس پیدا کرتی ہیں۔ انسان کو درجہ حیوانیت محضہ سے نکالکر آسمان آدمیت بلکہ عرش ملکوتیت تک پہونچاتی ہیں۔ وہاں اپنے پہلومیں عجیب عجیب خواص و تاثیرات وافعال و امزجہ کو بھی لئے ہوئے ہیں۔ وہی ایک آیت ہے جو بظاہر الفاظ حکم شرعی کی تعلیم کرتی ہے۔ دوسرے طور پر وہی آیت بہیئت ترکیبیہ مرض تپ یا صرع۔ یا صداع۔ یا جنون وغیرہ کو بھی دفع کرتی ہے۔ ایک ہی آیت ایسی بھی ہے کہ اپنے صورت بیانیہ سے عبرت کا سبق دیتی ہے۔ اور اپنی صورت تالیفیہ سے وسعت رزق کا فائدہ دیتی ہے۔ یا حافظہ کو قوت دیتی ہے یا غم واندوہ کو دفع کرتی ہے۔ ایک ہی آیت ہے کہ اوسمیں بظاہر تو کوئی قصہ مذکور ہے مگر اوسکی تلاوت باقاعدہ کسی دشمن کو مغلوب کرسکتی ہے۔ یا کسی آفت ارضی یا سماوی کو دفع کرسکتی ہے بہرصورت اس قرآن مجید نے جہاں ہمکو اپنی تعلیمات سے اصلاح اخلاق اور معرفت تمدن کا فائدہ دیا۔ وہاں اپنے کلمات سے جو خواص حروف پر مشتمل ہیں مریضوں کی صحت۔ فقروافلاس کے دفع۔ دشمن کی سرکوبی۔ سرکشوں کی تسخیر۔ دفع وساوس۔ ازالۂ تاثیر سحر وغیرہ وغیرہ امور عجیبہ کا بھی فائدہ بخشا اب میں چند آیات اس قرآن مجید کی ایسی بیان کرتا ہوں جنکی تاثیرات عجیبہ کو قاعدہ جفری سے استخراج کرکے اہل جفر نے لکھا ہے۔ جن سے معلوم ہو کہ قرآن مجید اس بیان سے بھی مملو ہے۔ مگر میرا بیان یہاں صرف تمثیلی ہوگا۔ جسمیں احصا وحصر مقصود نہیں ہے۔ کیونکہ سب کا بیان کرنا اول تو ایک کتاب

مستقل کو چاہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کتاب کے عنوان سے بھی اون سب کا جدا ہونا ظاہر ہے۔
اس عنوان کے بیان میں مختصراً دو قسم کی چیزیں شامل ہیں۔ ایک کلمات مفردہ مثل اون اسمائے
حسنائے الٰہیہ کے جنکا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ دوسرے آیات کہ جنمیں کلمات مرکبہ کے خواص کو
ظاہر کیا جائیگا۔

قسم اول چند اسمائے باری تعالیٰ کے خواص ہیں۔ **العزیز**۔ یہ اسم اسمائے باریتعالیٰ میں سے ہے
جو قرآن مجید میں موجود ہے۔ اسکی خاصیت یہ ہے۔ کہ جو شخص چالیس روز بعد نماز صبح کے اکتالیس مرتبہ
پڑھے تو دنیا و آخرت میں معزز و مکرم ہوگا اور ہرگز خلق کا محتاج نہوگا۔ **العلیّ**۔ اس اسم کو اگر کوئی
شخص ہر روز ایک سو دس مرتبہ بقدر عدد حروف مکتوبہ با شرائط پڑھے۔ خواہ یا علی پڑھے یا العلی
اوسے درجہ بلند حاصل ہوگا۔ اگر فقیر ہوگا تو غنی ہوجائیگا۔ اگر مسافرت میں ہوگا تو اس اسم مبارک کی
برکت سے سلامتی اور غنیمت مال کے ساتھ واپس آئیگا۔ **الوہّاب** کی نسبت بعض علمائے
حروف کا خیال ہے کہ اسمائے عظمیٰ میں داخل ہے۔ اس اسم کو اگر مقام وسیع و فضائے کشادہ میں
جہاں تخلیہ تامہ ہو ہاتھ اوٹھاکر سو مرتبہ پڑھے تو اوسکی مشکلیں آسان ہونگی اور جو حاجت رکھتا ہوگا
اور اوسکے بر آنیکی کوشش کریگا بر آئیگی۔ اور اگر اس اسم کو اسکے حروف ملبوسطہ کے عدد کے بقدر
یعنی ایک سو تینتیس ۱۳۳ مرتبہ پڑھے تو یہ عمل قوی ہوگا۔ اور اثر کے ترتب میں جلدی ہوگی۔ **المھیمن**
کو کسی انگشتری پر پانچ مرتبہ لکھے مگر اوس وقت جبکہ چاند اپنے درجہ شرف میں ہو اور کندہ کرتے
وقت ایک سو اکہتر مرتبہ اس اسم کو پڑھے۔ پھر کسی سلطان جابر کے سامنے وہ انگوٹھی پہنکر جائے
تو اوسکی شر سے محفوظ رہیگا۔ نیز شیاطین و جن کی ایذا رسانی سے محفوظ رہے گا۔ **الرّقیب**
کو جو شخص سات مرتبہ پڑھکر اپنے مال و عیال پر دم کرے اور سفر میں جاوے تو اوسکی واپسی تک اوسکے
اہل و عیال و مال ضائع ہونے سے محفوظ رہینگے۔ اور اگر اس اسم کو بقدر عدد حروف مکتوبہ یا ملبوسطہ
ورد میں اپنے رکھے تو ہر قسم کے خوف و ہراس سے مطمئن رہے گا۔ **الکریم** کو بغرض دفع خوف
دشمن او تحصیل ہیبت و عظمت بقدر عدد حروف مکتوبہ ہر روز پڑھے تو اس غرض میں کامیاب
ہوگا۔ اور اگر سوتے وقت چند بار ہر روز پڑھ لیا کرے اور اوسکے بعد پھر کسی سے کلام نہ کرے
یہانتک کہ سو جائے تو چشم خلائق میں عزیز و مکرم ہوگا۔ **المؤمن** کو اگر با شرائط مقررہ علم جفر

بقدر عدد حروف مکتوبہ مداومت کرے تو خوف کسی قسم کا اوسکے پاس نہ آئیگا۔ اور اگر اس کو لکھکر اپنے پاس رکھے اور پڑھتا بھی رہے تو اوسکا مال لوٹ مار سے محفوظ رہے گا۔ شیاطین و جن کو بھی اوس شخص پر دست رس نہوگا۔ اور اگر کسی خوفناک چیز کو دیکھکر چار مرتبہ اس اسم کو پڑھ لے تو اوسکی شر سے محفوظ رہے گا۔ السلام ۱۳۱ کو اگر کوئی شخص بقدر عدد حروف مکتوبہ یعنی ایکسو باسٹھہ ۱۶۲ مرتبہ یا بقدر عدد حروف مبسوطہ یعنی پانچسو چوہتر ۵۷۴ مرتبہ پڑھے اور ہر روز اوسکی مزاولت رکھے تو ہر بلا سے امن میں رہے گا۔ اوسکی محبت و الفت قلوب میں لوگوں کے پیدا ہوگی۔ اور اگر بہ نیت صحت پڑھے تو مرض سے جلد صحت ہوگی۔ اللطیف اس اسم مبارک کے متعلق صاحب درنظیم نے لکھا ہے کہ تمام اسماء سے ممتاز ہے کیونکہ قریب النتیجہ اور سریع الاثر ہے۔ تمام آلام و اسقام و مصائب کے دفع کرنے میں اسکو عجیب تاثیر حاصل ہے۔ اوقات غم و محن و شدائد میں بھی اسکے فوائد عجیب و غریب ظاہر ہوتے ہیں۔ کرب و تعب کی حالت میں اگر اسکو مداومت کیجائے تو وہ حالت فرح و سرور سے بفضل خدا مبدل ہو جائیگی۔ ترکیب استعمال اسکی امراض میں یہ ہے کہ مشک و زعفران سے چینی یا شیشے کے ظرف پر لکھے پھر آب باراں سے دہوکر پیجائے۔ اور اگر آب باراں مہیا نہو سکے تو آب شیریں کافی ہے۔ اگر چند مرتبہ اس عمل کو کریگا تو جلد شفایاب ہوگا۔ مگر چاہئے کہ جس ظرف میں لکھے اس اسم مکرم کو ۱۲۹ مرتبہ لکھے۔ پھر آب باراں سے دہوکر پئے۔ صرف ایک مرتبہ یعنی ایک ہی اسم لکھنا کافی نہوگا۔ اور اگر اس ترکیب سے لکھے کہ اسکے حروف مبسوطہ کے بقدر تعداد اس اسم کی پلیٹ پر ہو یعنی کہ الالف کو ۱۴۲ مرتبہ لکھے۔ اللام کو ۱۰۲ مرتبہ لکھے الطاء کو ۴۱ مرتبہ لکھے الیاء کو ۴۳ مرتبہ لکھے۔ الفاء کو ۱۱۲ مرتبہ لکھے۔ پھر آب خالص میں ایک شب تر رہنے دے اوسکے بعد پیجائے تو انشاءاللہ تکالیف اندرونی و بیرونی سب دفع ہو جائیگی اور تمام درد و تکلیف سے خلاصی پائیگا۔ الودود کو کسی کھانے پر ہزار مرتبہ پڑھکر جسمیں ہر سینکڑے پر دم کرتا رہا ہو کسی زن و شوہر کو کھلا دے تو اون کے درمیان الفت و محبت زیادہ ہوگی۔ اور اگر اس عمل کو خود عورت اور خود مرد بھی کرے تب بھی نتیجہ خاطر خواہ نمایاں ہوگا۔ اور اگر اس اسم کو کسی حریر کے کپڑے پر شرف قمر کے وقت جبکہ مشتری سے اسکو نظر محبت ہو ۵۴۴ مرتبہ لکھکر اپنے پاس رکھے تو عام طور پر لوگوں کے دلوں میں اوسکی محبت پیدا ہوگی۔ اور

اگر کوئی شخص برابر اسکے پڑھنے کی مزاولت کرے تو نعمت پروردگار عالم او سپر ہمیشہ متواتر ہوتی رہے گی۔ الرَّزَّاق۔ کو اگر کوئی شخص قبل نماز صبح کے اپنے مکان کے چاروں گوشوں میں دس دس مرتبہ پڑھ لیا کرے۔ اور شروع داہنے ہاتھ سے کرے رو بقبلہ ہو کر تو فقر و فاقہ سے نجات پائیگا۔ مگر پڑھنے میں یا رزاق یا رزاق کہتا رہے۔ یا غنیُّ کی مزاولت سے بھی یہی فوائد مترتب ہو سکتے ہیں اگر بصدق دل و طہارت ظاہر و باطن برابر چند روز تک پڑھتا رہے۔ واللہ العالم بحقائق الاسرار۔

جسطرح اسمائے باریتعالی بلحاظ خواص حروف افعال عجیبہ کو ظاہر کرتے ہیں اوسی طرح مقطعات قرآنیہ بھی جو باجمعہ حروف نورانی ہیں ایسے ہی عجیب و غریب خواص و افعال پر مشتمل ہیں۔ (حروف نورانی یہ ہیں۔ ح ق ن ھ ی ع ط س ک ر ص م ل ا) جن لفظوں میں یہ حروف ہونگے اونمیں فوائد و منافع کثیرہ کا ہونا ہرگز مستبعد نہیں۔ چونکہ الٓمٓر۔ الٓمٓصٓ الٓم الٓر نٓ۔ قٓ۔ یٰسٓ۔ طٰہٰ وغیرہ کل انہیں حروف پر مشتمل ہیں۔ اسوجہ سے ان کے فوائد بھی بیشمار ہیں چنانچہ صاحب کتاب در نظیم نے لکھا ہے کہ اگر ان حروف مقطعات کو یعنی الٓم۔ الٓمٓصٓ۔ الٓر کٓھٰیٰعٓصٓ۔ طٰہٰ۔ طٰسٓمٓ۔ یٰسٓ۔ صٓ۔ حٰمٓ۔ حٰمٓعٓسٓقٓ۔ قٓ۔ نٓ۔ کو چاندی کی انگوٹھی پر ماہ رجب کے پہلے پنجشنبہ کو کندہ کرا کے اپنے پاس رکھے تو اگر کسی جابر سے خوف زدہ ہوگا وہ خوف زائل ہو جائیگا۔ اگر حامل انگشتری کسی بادشاہ کے حضور میں جائیگا تو عزت پائیگا۔ اور اوسکی ہیبت بادشاہ کے دل میں اثر کریگی۔ پھر جو مراد اوس سے چاہے گا حاصل ہوگی۔ ایسی انگوٹھی کو اگر کوئی شخص موننہ میں رکھ لیگا تو پیاس کی تکلیف دفع ہو جائیگی۔ اگر ایک شبانہ روز آب باراں میں اس انگوٹھی کو رکھکر وہ پانی دوسرے روز پی جائیگا تو قوت حافظہ زیادہ ہوگی۔ اگر بیکار آدمی اپنے ہاتھ میں رکھیگا تو باکار ہو جائیگا۔ اگر زن بے شوہر اسے اپنے ہاتھ میں رکھیگی تو صاحب شوہر جائیگی۔ اگر کسی مصروع پر اس انگوٹھی کو باندھ دیا جائیگا تو اسکی تاثیر سے مرض صرع کو افاقہ ہو جائیگا۔ الٓمٓصٓ جو سورہ اعراف کے اول میں ہے اسکے متعلق صاحب در نظیم کا بیان ہے کہ اگر کسی شخص کو خواہش منصب و جاہ کی ہو مثلاً منصب قضا وغیرہ یا چاہتا ہو کہ اوسکے افعال و اقوال قرین صلاح و صواب ہوں اور اوسکی زبان ہمیشہ صدق و صواب سے آراستہ ہو مصالح امور

مسلمین اوسکے ذریعے سے درست ہوں۔ اخلاق اوسکے مہذب ہوجائیں تو چاہیئے کہ المص کو
ما قذا کرہ ون تک خالص چاندی کی تختی پر نقش کرے اور اوسے نگین کے نیچے رکھکر انگوٹھی بنوالے
اور جب اس انگوٹھی کو پہنے تو باطہارت رہے۔ انشاءاللہ مقصود اوسکا حاصل ہوگا۔

حکیم فاضل ابن وحشیہ نے کتاب ہیاکل و تماثیل میں لکھا ہے کہ جو کوئی حروف المص کو قلم طبعی اور قلم عربی سکے چہار در چہار کے مربع میں سونے کی تختی پر نقش کرے جسکا وزن چار درم کا ہو۔ اور اگر سونا ممکن نہو تو سرخ تانبا ہو۔ اور اگر دونوں کو مخلوط کرے تو بہتر ہے۔ بہر صورت نقش کرتے وقت یہ خیال رہے کہ طالع برج حمل ہو اور آفتاب اوسمیں درجہ شرف پر ہو اور مریخ سے اوسکو نظر تسدیس ہو یا نظر تثلیث اور نیز وقت نقش کرنے کے زعفران و سندروس و مقل ازرق کا بخور کرتا جائے۔ بعد تیاری نقش کے اس تختی کو ایک پاک پارچہ حریر زرد میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھے تو اوسکی عزت و جاہ میں توقع سے زیادہ افزونی ہوگی۔ اور تمام حکام و سلاطین و اعیان ملک اوسکے مسخر ہوجائینگے۔ ہر شخص کے دل میں اوسکی ہیبت کا اثر نمایاں ہوگا۔ جو کچھ وہ کہیگا لوگ اوسیوقت اوسکے کاربند ہونگے۔

(صورت نقش یہ ہے)

لوح عربی

ص	م	ل	ا
ل	ا	ص	م
ا	ل	م	ص
م	ص	ا	ل

لوح طبعی

ص	م	ل	ا
ا ر	ص نو	م س	ل ع
لی	الح	ص ل	م ص
م ل	ل ت	ا مله	ص ک

الر جو اول سورہ یونس میں ہے و آلر جو اول سورہ ہود میں ہے اور المر جو اول سورہ رعد میں ہے انکی نسبت صاحب درنظیم کا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص چاہے کہ خلق اللہ اوسکی مطیع ہو اور کلام و اوسکا جاری و نافذ ہو۔ تو چاہیئے کہ ایام بیض ماہ شعبان میں روزہ رکھے۔ اور نمک و نان جو۔ و سرکہ و ساگ سے افطار کرے۔ جب تیسرے روز روزہ کھولے تو بعد نماز مغرب کے روبقبلہ بیٹھے اور ذکر و صلوات میں برابر مشغول رہے۔ یہانتک کہ جب نماز عشا و نافلہ عشا بھی پڑھ چکے تو دو رکعت نماز تسبیح اداکرے۔ اور نماز تسبیح سے بھی فارغ ہوئے تو ان حروف کو مع اون تین آیتوں کے جو اوسکے بعد ہیں

سورۂ یونس میں ہے افلا تذکرون تک پاک کاغذ پر آس کے پانی اور زعفران سے لکھے۔ اور بعض نسخوں میں بجائے آب آس کے گلاب مذکور ہے۔ پھر جب سونے لگے تو اس تحریر کو سرہانے رکھ لے اور سو جائے۔ جب صبح ہو اور نماز صبح سے فارغ ہو تو بازو پر باندھ لے اور وہاں سے اوٹھکر چلا آئے۔ انشاء اللہ اسکی تاثیر سے اوسکی قدر خلق کی نگاہوں میں زیادہ ہوگی۔ اور جاہ رفیع پائیگا اور اگر سورہ ہود کے الٓر کو فلا ہے تک چار آیتوں سمیت کسی سبز پتی پر طلوع فجر کے وقت مشک و گلاب سے لکھے پھر شیریں پانی سے کنوئیں کے دہوکر پیجائے۔ اور یہی عمل چار روز تک جاری رکھے تو بعد ختم عمل اوسکا دل علوم الٰہیہ کے حاصل کرنے کی قابلیت پیدا کرلے گا۔ فہم و حافظہ بھی اوسکا زیادہ ہوگا۔

اور اگر الٓمٓر سورہ رعد کا مع تین آیتوں کے جو اوسکے بعد ہیں یتفکرون تک برگ زیتون پر لکھے اور اپنے گھر کے چاروں کونوں میں دفن کردے تو اوس مکان کی آبادی کا باعث ہوگا۔ اور اگر باغ یا زراعت کے چاروں کونوں پر دفن کردے تو خیر و برکت اوسمیں زیادہ ہوگی۔ آفات ارضی و سماوی سے وہ باغ و زراعت محفوظ رہیگی۔

کٓھٰیٰعٓصٓ کی بابت حکیم فاضل ابن وحشیہ نے کتاب ہیاکل میں لکہا ہے کہ حکمائے مصر کا خیال ہے کہ ان حروف کو لوح مخمس میں قلم طبیعی و عربی و ہندی سے اوس صورت پر جو آئندہ مذکور ہوگی لکھے اور اپنے پاس رکھے تو بیشمار فوائد اس سے دیکھے گا۔ مگر لکھنے کا وقت وہ ہونا چاہئے کہ طالع برج ثور ہو اور زہرہ برج حوت میں اپنے درجہ شرف پر ہو جو دسواں خانہ طالع کا ہے۔ اور رجعت واحتراق سے سالم ہو۔ نیز لکھتے وقت عنبر کا بخور جلائے۔ بعد تمامی عمل کے اس تختی کو ایک پارچہ سفید میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھے۔ مگر وہ تختی جسپر اس نقش کو لکہا جائے۔ چاندی یا سونے۔ یا زرد تانبے کی ہونی چاہئے۔ حالت جنابت و عدم طہارت میں اس تختی کو اپنے پاس نہ رکھے اس نقش کے خواص میں سے یہ بھی ہے۔ کہ اگر سر کے نیچے اسے رکھکر سو جائے تو خواب میں اوسے کوئی شخص دکھائی دیگا۔ اوس سے جو کچھ چاہے سوال کرے جواب شافی پائیگا۔ اگر اوسے یہ معلوم کرنا ہو کہ فلاں شخص جو مفقود الخبر ہوگیا ہے وہ زندہ ہے یا مردہ تو اس نیت سے سر کے نیچے رکھکر سو جائے خواب میں اوسکو معلوم ہو جائیگا۔ مگر وقت خواب باوضو ہونا چاہئے۔ اگر دفینہ وغیرہ

معلوم کرنا چاہتا ہو تو وہ بھی خواب میں اوسے معلوم ہو سکے گا۔ غرض اس نقش کو اسرار غائبہ اور امور مخفیہ کے معلوم کرنے کے متعلق عجیب قوت و خاصیت حاصل ہے۔ مگر منجملہ شرائط نقش یہ بھی ہے کہ عدد وفق حرفی کو اس تختی کے پشت پر نقش کرے۔

لوح طبعی

ع	ح	ھ	ف	//
ف	//	ع	ح	ھ
۸	۹	ف	//	ع
//	ع	۸	ھ	ف
ھ	ف	//	ع	ھ

لوح عربی

ک	ھ	ی	ع	ص
ع	ص	ک	ھ	ی
ھ	ی	ع	ص	ک
ص	ی	ھ	ی	ع
ی	ع	ص	ک	ھ

لوح ہندی

۲۰	۵	۱۰	۷۰	۹۰
۷۰	۹۰	۲۰	۵	۱۰
۵	۱۰	۷۰	۹۰	۲۰
۹۰	۲۰	۵	۱۰	۷۰
۱۰	۷۰	۹۰	۲۰	۵

دوسری قسم مرکبات قرآنیہ جنسے مراد یہاں آیات ہیں۔ اگرچہ کل آیات قرآنیہ فوائد جفر پر مشتمل ہیں مگر چونکہ مجھے صرف تمثیل مقصود ہے اسوجہ سے چند آیتوں کے بیان پر اکتفا کرونگا۔ شیخ محمد ابن ابراہیم تمیمی نے کتاب خواص القرآن میں لکھا ہے کہ اگر کسی کو بامید حاجت کسی بادشاہ کے حضور میں جانا مقصود ہو تو چاہئے کہ پہلے باطہارت ہو کر پاک کپڑے پہنے پھر دو رکعت نماز ادا کرے اور بعد سلام کے ان دو آیتوں کو برابر پڑھتا ہوا بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوجو ہیں بادشاہ کی نظر اوسپر پڑیگی مہربان ہوجائیگا۔ اور کل حاجتیں اوسکی برلائیگا۔ وہ آیتیں یہ ہیں۔ قُل ربّ اَدخلنی مدخل صدقٍ واخرجنی مُخرَج صدقٍ واجعل لی من لدنک سلطٰنًا نصیراًہ وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاًہ نیز اسی کتاب میں مذکور ہے کہ جو شخص ان دو آیتوں کو جو آئندہ مذکور ہونگی (جو سورۂ آل عمران میں ہیں) ایک رقعہ پر لکھکر انگوٹھی کے نگینے کے نیچے رکھوالے اور باطہارت کاملہ بادشاہ کے سامنے جاوے تو اوسکی تمام حاجتیں برآئینگی۔ اور جو بات وہ کہے گا بادشاہ اوسے قبول کریگا۔ آیات یہ ہیں۔ الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانًا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل وانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء واتبعوا رضوان اللہ واللہ ذو فضل عظیم؁

اگر کوئی شخص چاہے کہ قید سے رہا ہو تو آیہ فلما دخلوا علی یوسف کو العلیم الحکیم تک لکھکر اپنے بازو پر باندہے اور پڑھتا بھی رہے تو بہت جلدی رہائی پائیگا۔

نیز جو شخص اس آیت کی مداومت رکھے۔ اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض تا لظلوم کفّار۔ (جو سورۂ ابراہیم میں ہے) اور ہر روز صبح و شام اور سوتے وقت پڑہ لیا کرے تو اوسکے اہل و عیال و عزیز و ہمسایہ حوادث و آفات سے بہ برکت و اثر اس آیت کے محفوظ رہینگے سفر میں اوسکا مال ضائع ہو نیسے بچا رہے گا۔ جس شی سے اوسے خوف ہوگا خدائتعالی شر سے اوس خوفناک شیٔ کے اوسے محفوظ رکھے گا۔

جس کسی کو جن و شیطان یا چور وغیرہ کا ڈر ہو تو آیۂ انی توکلت علی اللہ ربی و ربکم و ما من دابۃ الا ھو اٰخذ بناصیتھا۔ تا حفیظ (جو سورۂ ہود میں ہے) برابر پڑھنا رہے تو اثر و برکت سے اس آیت کے شر سے اون چیزوں کی محفوظ رہے گا۔ اس آیت کی تلاوت کا وقت صبح و شام۔ وقت خواب۔ اور جاگنے کے وقت ہے۔ ان چار اوقات میں روزانہ پڑہا کرے۔

جو کوئی ہر صبح و شام کو آیہ الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربھم یعدلون کو (جو اول سورۂ انعام میں ہے) سات مرتبہ روزانہ پڑہ لیا کرے اور اپنے تمام بدن پر دم کرلے تو ہر قسم کے آفات و درد سے امان میں رہیگا۔

کتاب در نظیم میں ہے کہ آیہ واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقًا نبیًّا و رفعناہ مکانًا علیًّا (سورۂ مریم) کو پارچہ حریر زرد پر زعفران سے لکھکر اور شہد مصفّا سے دہوکر اور بعد تمامی تحریر و محو۔ اسکو حضالبان میں خمیر کرکے گولی بنالے اور اسے سوکہا کر لوبان ہی کی دہونی دیکر اپنے پاس رکھے تو مرتبہ رفیعہ پر فائز ہوگا۔ نظر سلاطین میں بھی معزز و ممتاز رہیگا۔ اور عام قبولیت پیدا کرلیگا۔

صاحب کتاب دُرّ نظیم نے لکھا ہے کہ آیۂ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا کو المفلحون تک ورق آہو پر دوشنبہ کے دن اوسوقت لکھے جبکہ چاند کمال نورانیت پر ہو۔ لکھنے کے واسطے مشک و زعفران و گلاب مرجّح ہے۔ اول و آخر میں اپنا نام اور اپنی ماں کا نام بھی لکھے۔ لکھتے وقت بخور مناسب جلاتا رہے اور پھر اوسے لپیٹ کر اپنے پاس رکھے تو محبوب القلوب ہوگا۔ ہر شخص جو اوسے دیکھے گا مطیع و منقاد اوسکا ہو جائیگا۔ صاحب دُرّ نظیم نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسی آیت سابقہ کو آب صاف

لکھے اور آخر میں اوسکے یا مقلب القلوب الّف بین فلاں وفلاں یا ودود الّف بین قلوبھما علےٰ طاعتك کو لکھکر جسکے بازو پر بند ہوا دیگا اگرچہ دشمن جانی ہو خالص مہربان ودوست ہو جائیگا۔ اور دو شخصوں کے درمیان جنکے نام اسپر لکھے ہیں کمال محبت پیدا ہوگی۔

اگر کسی شخص کو اپنا محبوب بنانا ہو اور چاہے کہ وہ اسکی محبت میں ایسا بیقرار ہو کہ بغیر اسکے اوسیے آرام نہ آئے۔ تو سات کنکریاں نمک کی لیکر آیۂ قال من یحی العظام وھی رمیم تا توقدون (سورہ یس) کو پڑھے اور ہر کنکری پر ایک ایک مرتبہ علٰحدہ علٰحدہ دم کرتا جائے اور بعد ہر مرتبہ پڑہنے کے باسم فلاں بن فلانۃ۔ علی حبّ فلاں بن فلانۃ کہتا جائے۔ پھر ایک ایک کنکری کرکے آگ میں ڈالے معمول لہ اسکی محبت میں بیقرار ہوکر اسکے پاس حاضر ہوگا۔

اور اگر آیہ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتّم حریص علیکم بالمؤ منین رء وفٌ رحیم کو مرغی کے صاف انڈے پر لکھکر ایک ظرف میں رکھکر آگ میں دفن کردے (بشرطیکہ معمول لہ کا نام اور اوسکی ماں کا نام بھی اس طرح پر لکھا ہو کہ باسم فلاں بن فلاں علی حبّ فلاں بن فلانۃ) تو جو ہیں حرارت آگ کی انڈے میں اثر کریگی معمول لہ بیقرار ہوکر عامل کے پاس حاضر ہوگا گویا اُسکی محبت میں دیوانہ ہو رہا ہے۔ مگر وقت عمل ساعت ونظرات سعد کا بھی خیال رکھے ورنہ عمل ناقص رہے گا۔

اگر چاہے کہ دشمن کو ہلاک و تباہ کرے تو چاہیے کہ مہینے کی اٹھائیسویں تاریخ کو روزہ رکھے بشرطیکہ وہ دن روز شنبہ ہو۔ شام کو رزق حلال سے افطار کرے اور نصف شب کو تاریکی کے وقت بلندی بام پر جاکر تنہا حضالبان اور سندروس کا بخور کرے اور آیہ والذین یستجیبون تا المھاد (سورہ رعد) اور آیۂ والذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ تا سوء الدار ایضا سورہ رعد) ستر مرتبہ تلاوت کرے۔ بعد ازاں اللھم علیك بفلان بن فلانۃ اللھم اعکس امرہ واخذل نصرہ ولا تثبت اقدامہ وذللہ کما ذللت کل جبار عنید۔ کو پڑھے تو حق تعالےٰ اوسکے دشمن کو متفرق الحال ومنکوب کریگا۔ بلکہ وہ دشمن مشرف بہ ہلاکت ہوگا۔

اور اگر سات پتّیاں درخت عشار کی قبل طلوع آفتاب کے شنبہ کے دن لیکر دونوں طرف

اوسکے یہ آیت لکھے۔ ثم اخذت الذین کفروا فکیف کان نکیر تا غرابیب سود (سورہ فاطر) پھران پتیوں کو سایہ میں سوکھاکر اور کوٹ کر اپنے دشمن کے گھر میں ڈال دے اور کوٹتے وقت باسم فلاں بن فلانہ کہتا جائے تو وہ دشمن منکوب ذلیل ہوگا۔ اور عامل کا مقصود اصلی حاصل ہوگا

تئیسواں باب علم اخلاق کے بیان میں

علم الاخلاق سے وہ امور مراد ہیں جنکے جاننے سے آدمی اوس مرتبہ پر پہونچتا ہے جو مرتبہ واقعی انسان کا ہے۔ اور جنکی مخالفت سے درجہ حیوانیت سے ملجاتا ہے۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ انسان کے جسم میں تین قسم کی خواہشیں ہیں۔ ایک وہ جس سے علم و معرفت کا تعلق ہے۔ یعنی جسکی خواہش برانگیختہ ہونے سے انسان کو چیزوں کی حقیقت معلوم کرنے کسی شئ کو پہچاننے کسی امر کے اصول و فروع دریافت کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

دوسرے وہ خواہش ہے جس سے انسان اپنے جسم کے متعلق امور کی نگہداشت کرتا ہے جیسے کہانا پہننا۔ تیسرے وہ خواہش ہے جس سے اپنے مخالف اور دشمن سے عوض لینے کا خیال برانگیختہ ہوتا ہے۔

پہلی خواہش جس قوت سے پیدا ہوتی ہے۔ اوسکو نفس ناطقہ کہتے ہیں۔ دوسری خواہش جس سے پیدا ہوتی ہے اوسکو نفس حیوانیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ تیسری خواہش جس سے برانگیختہ ہوتی ہے اوسکا نام نفس سبعیہ ہے۔ ان تینوں خواہشوں کو حد اعتدال میں رکھنے کا نام حسن اخلاق ہے۔ اور انمیں سے کسی میں کمی کرنے کا نام بداخلاقی ہے۔

مثلاً اگر کوئی شخص صرف قوت نفس ناطقہ کو بڑہا دے اور اپنے جسم کا بالکل خیال نہ کرے یا اپنے دشمن سے یکقلم انتقام چھوڑ دے تو وہ شخص بداخلاق ہے۔ اور اگر بالکل اول قوت کو گھٹا دے اور پچھلی دو قوتوں کو بڑہا دے۔ مثلاً ہر وقت کہانے پینے پہننے آرام طلبی۔ اور عیاشی۔ یا مار پیٹ غصہ۔ جنگ و جدل میں مصروف ہوجائے تو وہ بھی بداخلاق ہے۔ اسیطرح ان دونوں خواہشوں میں سے جسکو ضرورت سے زیادہ گھٹا دے یا بڑہا دے وہ بداخلاقی ہے۔ اور حد درمیانی میں رکھنا حسن اخلاق ہے۔

مثال سے یوں سمجھنا چاہئے کہ نفس ناطقہ سے تین امور ظاہر ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اوسکو بالکل

کام میں نہ لایا جاوے یہ تو جہل ہے - یا حد درجہ اسی کا استعمال رہے وہ سفسطہ ہے - اور اگر اسی کو حد اعتدال میں استعمال کیا جائے تو اسکا نام حکمت ہے - اوّل اور آخر دونوں امر بداخلاقی میں شامل ہیں - اور درمیانی یعنی حکمت حسن اخلاق ہے -

اسی طرح اگر نفس حیوانیہ کو حد درجہ بڑھا دیا جائے اوسکا نام طمع و شرہ اور حرص ہے - اور اگر حد درجہ گھٹا دیا جائے تو اوسکا نام خمود ہے - اور اگر اسی کو معتدل رکھا جائے تو اسکو عفّت کہینگے -

علیٰ ہذا القیاس اگر نفس سبعی سے بالکل کام نہ لیا جائے تو یہ جبن ہے - اور اگر ہمہ تن اسی کو کام میں لائے تو یہ تہوّر ہے - اور اسی کو اعتدال میں رکھا جائے تو اسکا نام شجاعت ہوگا -

پس اصول حسن اخلاق - حکمت - عفّت اور شجاعت ہیں -

اور اصول بداخلاقی - بزدلی - تہوّر - حرص و شرہ - خمود - سفسطہ اور جہل یا بلہ ہیں -

اور لفظ عدالت ان سبکو شامل ہے -

اب چند اخلاق نیک و بد ذیل میں درج ہوتے ہیں جنکے ثبوت میں کچھہ آیات پیش کیجائینگی - باقی اور اخلاق کو اپنی کتاب اخلاق القرآن پر حوالہ کرتا ہوں -

حسن اخلاق	بداخلاقی	حسن اخلاق	بداخلاقی
علم	جہل	صلہ رحم	قطع رحم
تواضع	تکبر	وفا	جفا
انکسار نفس	عجب نفس	برّ والدین	عقوق والدین
نصیحت	عداوۃ وحقد	پردہ پوشی	تجسس عیوب
تانّی	تعجیل	دفع ذم	غیبت
تسلیم	بغاوت	پرہیزگاری	معصیت
سخاوت	بخل	صدق	کذب
قناعت	حرص	اصلاح بین الناس	افساد بین الناس

یہ سترہ اچھے اخلاق اور اتنے ہی برے اخلاق ذکر کئے گئے ہیں - ہر ایک کی مثالیں قرآن مجید کی آیتوں سے پیش کیجاتی ہیں :

علم۔ لولا نفر من کلّ فرقۃٍ طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلّھم یحذرون (جزو ۱۱- ع ۴) کیوں ہر گروہ میں سے چند آدمی سفر نہیں کرتے تاکہ دین کی معرفت اور اوسکا علم حاصل کریں۔ اور جب اپنے وطن میں واپس آئیں تو اپنی قوم کو برے امور (اور عذاب خدا) سے ڈرائیں شاید وہ پرہیز کریں۔

اس آیت میں پروردگار عالم نے علم حاصل کرنیکی ہدایت کی ہے تاکہ جاہلوں کی جہالت اہل علم کے ذریعہ سے زائل ہو۔ اور حسن اخلاق انمیں بھی پیدا ہو جائے۔

یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤتَ الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا (ج ۳ ع ۵) خدائتعالی جسکو چاہتا ہے حکمت و علم و معرفت دیتا ہے۔ اور جسے حکمت دی گئی۔ سمجھہ لو کہ اوسے بڑی اچھی چیز دی گئی " اس آیت میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ حکمت و علم خیر کثیر ہے یعنے بہت عمدہ شی ہے۔

شھد اللہ انّہ لا الٰہ الّا اللہ والملائکۃ واولوا العِلم (ج ۳ ع ۱۰) خدائتعالی گواہی دیتا ہے۔ اور اوسکے فرشتے اور علم والے لوگ کہ سوائے خدا کے کوئی معبود برحق نہیں ہے اس آیت میں بھی اہل علم کو اپنے اور فرشتوں کے ساتھ ملاکر اونکی مدح کی ہے۔ جس سے ترغیب الی العلم ظاہر ہے۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اگر تم کسی چیز کو نہ جانتے ہو تو اہل ذکر اور اہل علم سے دریافت کرو " یعنی جہالت خوب نہیں ہے۔ بلکہ جو شئی نہ معلوم ہو اوسکا علم حاصل کرو۔ اور اپنی بداخلاقی کو دفع کرو۔

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب (ج ۲۳ ع ۱۴) اے رسول کہدو کہ کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ (ہرگز نہیں) یہ بات تو صرف عقل والے سمجھہ سکتے ہیں۔ اس آیت میں بھی بے علموں کو غیرت دلائی ہے اور علم کی طرف رغبت۔ تاکہ حسن اخلاق کے عامل ہو کر اس جہالت سے نکلیں۔

مذمت جہل فمال ھٰؤلاء القوم لا یفقھون حدیثا (ج ۵ ع ۸) اس قوم کو

کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات نہیں جانتے یا نہیں سمجھتے" جہالت اور نافہمی کی مذمت اس سے ظاہر ہے
ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا من الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم
اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها اولئك كالانعام بل هم اضل
اولئك هم الغافلون (پ ۹ ع ۱۲) ہم نے بہت سے جن و انس کو جہنم کے واسطے پیدا
کیا ہے۔ یعنی وہ جہنم میں جائینگے۔ جنکے پاس دل تو ہیں مگر اوس سے سمجھتے نہیں۔ او نکی
آنکھیں تو ہیں مگر اون سے دیکھتے نہیں۔ اون کے کان تو ہیں مگر اون سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ
تو چوپائے کے مثال ہیں بلکہ اوس سے بھی زیادہ گمراہ یہی غافل لوگ ہیں۔
وان یکن منکم مائة یغلبوا الفا من الذین کفروا بانهم قوم لا یفقهون
اگر تم میں سے سو آدمی ہونگے تو کافروں کے ہزار آدمیوں پر غالب رہینگے کیونکہ کافر تو بے
علم ہیں کچھ سمجھ نہیں رکھتے۔
کذلك قال الذین لا یعلمون مثل قولهم،، اسی طرح جاہل لوگ کہا کرتے ہیں جیسے
ان یہود نے کہا کہ نصاری ناحق پر ہیں اور نصاری نے کہا کہ یہود ناحق پر ہیں۔ یعنی یہ تو
جاہلوں کی سی باتیں ہیں" مطلب یہ ہے کہ جہالت بڑی چیز ہے۔ جو اپنی برائی میں ضرب المثل ہے۔
قالوا حسبنا ما وجدنا علیه اباءنا اولو کان اباؤهم لا یعلمون شیئا ولا یهتدون
یہ کفار کہتے ہیں کہ جسطرح ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اوسی طرح ہم بھی عمل کرینگے۔ ہمیں
وہی کافی ہے۔ اگرچہ ان کے باپ دادا جاہل ہی رہے ہوں۔ یعنے تب بھی اونہیں کی پیروی
کرینگے۔ حالانکہ جاہلوں کی پیروی کرنی خلاف عقل ہے۔

تواضع کی تعریف واخفض جناحك للمؤمنین (پ ۱۴ ع ۶) اے رسول
اپنے بازوں کو مؤمنین کے آگے جھکا دو۔ یعنی اہل ایمان سے بتواضع و انکسار پیش آؤ نہ
بہ تکبر۔ واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما کما ربیانی
صغیرا" اپنے ماں باپ کے سامنے تواضع کرو پیار سے اور کہو کہ اے پروردگار ان
دونوں پر رحم کر جسطرح انہوں نے مجکو چھٹپنے میں پالا ہے۔
واذا جاءك الذین یؤمنون بایتنا فقل سلام علیکم اے رسول جب تمہارے

پاس ایمان والے آئیں۔ جو ہماری نشانیوں کو دل سے مانتے ہیں تو اونکو۔ سلامٌ علیکم۔ کہو“ یعنی اون سے سلام کے منتظر نہ رہو۔ اور شان تکبر نہ ظاہر ہو بلکہ ابتدا بہ سلام کرو جو شان تواضع ہی

تکبر کی مذمت - واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین۔ جبکہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سبنے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ انکار کیا سجدہ سے اور تکبر کیا۔ اور کافر ہوگیا۔

معلوم ہوا کہ تکبر وہ بری شی ہے کہ انسان اس صفت کی وجہ سے حد کفر کو پہونچ جاتا ہے۔

ویوم القیامۃ تری الذین کذبوا علی اللہ وجوھھم مسودۃ الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین،، (ج ۲۴ ع ۳) قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ جو لوگ خدا پر جھوٹ باندھتے تھے اون کے مونہ کالے ہیں۔ کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کی جگہ نہیں ہے“ یعنی ضرور تکبر کرنے والے جہنم میں ڈالے جائینگے۔

ولا تصعر خدک للناس ولا تمش فی الارض مرحا ان اللہ لا یحب کل مختال فخور (سورہ لقمان) اپنے گال نہ پہولا لوگوں کے سامنے۔ اور زمین پر اتراکر نہ چل کیونکہ اللہ کو اترا تا اور بڑائیاں کرنا نہیں بھاتا۔ یعنی نخوت و تکبر لوگوں سے مت ظاہر کرو اور نہ اتراؤ کیونکہ تکبر اور بڑائی کرنا خدا کو ناپسند ہے۔

واما الذین کفروا افلم تکن اٰیاتی تتلی علیکم فاستکبرتم وکنتم قوما مجرمین لیکن جو لوگ کہ کافر ہوگئے (اونکو جہنم میں ڈالا جائیگا وہ کہینگے یہ کیوں؟ تو اونکو جواب دیا جائیگا) کہ کیا میری نشانیاں تمہارے سامنے بیان نہ کیجاتی تھیں (پھر باوجود اون کے سننے کے) تم نے تکبر کیا اور مجرم قوم ہوگئے“

واما الذین استنکفوا واستکبروا فیعذبھم عذابا الیما (ج ۶ ع ۶) جن لوگوں نے نفرت کی اور تکبر کیا پس اونپر پروردگار سخت تکلیف دہ عذاب کریگا۔

والذین کذبوا باٰیاتنا واستکبروا عنھا اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون (ج ۸ ع ۱۱) جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور اوس سے تکبر کیا۔ وہ دوزخ والے ہیں وہ ہمیشہ اوسمیں رہینگے۔

ثم ارسلنا موسیٰ واخاہ ھارون بآیاتنا وسلطان مبین الی فرعون وملائہ فاستکبروا وکانوا قوماً عالین فقالوا انؤمن لبشرین مثلنا وقومھما لنا عابدون فکذبوھما فکانوا من المھلکین" (ج ۱۸ ع ۳) پھر ہم نے موسیٰ اور اوسکے بھائی ہارون کو اپنے نشانیاں اور روشن دلیل دیکر فرعون اور اوسکی جماعت کے پاس بھیجا تو اونہوں نے تکبر کیا اور بڑے لوگوں میں سے بنے۔ پھر کہنے لگے کہ کیا ہم ان دو آدمیوں پر ایمان لائیں جو ہم ہی جیسے ہیں۔ اور اونکی قوم ہماری عبادت کرتی ہے۔ پس اونہوں نے موسیٰ ہارون کو جھٹلایا آخر تباہ ہوئے۔

نصیحت وخلوص محبت قال یٰقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین (ج ۸ ع ۱۷) صالح نبی نے کہا کہ اے قوم میں نے تو اپنے خدا کا پیغام تم تک پہونچا دیا اور تم سے محبت و خلوص کیا۔ مگر تم اپنے ناصح و مخلص کو پسند ہی نہیں کرتے۔

وقال یاقوم لقد ابلغتکم رسالات ربی ونصحت لکم فکیف اسی علی قوم کافرین (ج ۹ ع ۱) شعیب نبی نے کہا کہ اے میری قوم میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تم تک پہونچا دیا اور تم سے خلوص و محبت کی۔ اب کیا نہ ماننے والے لوگوں پر غم کہاؤں۔

لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا اللہ ورسولہ۔ کمزور آدمیوں اور بیماروں اور بے خرچ لوگوں پر کچھ الزام نہیں ہے۔ جبکہ وہ اللہ اور اوسکے رسول سے خلوص و محبت رکھیں۔ معلوم ہوا کہ فعل خلوص و محبت خدا کو بہت پسند ہے۔

عداوت لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذلک بان منھم قسیسین ورھباناً وانھم لا یستکبرون۔ اے رسول تم یہودیوں کو بڑا سخت دشمن مومنوں کا پاؤگے اور نیز مشرکوں کو۔ اور نصاریٰ کو مومنوں کا دوست پاؤگے کیونکہ انمیں قسیس و رہبان ہیں۔ اور وہ تکبر نہیں کرتے"

یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر" شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈالے شراب اور جوئے سے" یعنے ان دو امروں کے ذریعے سے عداوت تمہارے درمیان ڈالے۔ ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون۔ اور تمہیں ذکر خدا اور نماز سے روکے پس کیا تم شراب و جوئے سے باز آؤ گے۔ جس سے تمہارے درمیان عداوت و کینہ پھیلے۔ اور تم یاد خدا سے غافل ہو جاؤ۔

لا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین انما یامرکم بالسوء والفحشاء تملوگ شیطان کی پیروی مت کرو۔ بیشک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ وہ تو صرف بری اور فحش ہی کاموں کا تمکو حکم دیتا ہے۔ (ج ۱ ع ۱۲)

یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین" (ج ۲ ع ۹) اے ایمان والو تم لوگ سب کے سب صلح میں داخل ہو (یعنی آپسمیں صلح و دوستی سے برتاؤ کرو) اور شیطان کی پیروی مت کرو (اور آپسمیں عداوت نہ پھیلاؤ) بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (چاہتا ہے کہ آپسمیں تملوگوں کے عداوت پھیلے)

تانی و تامل یعنی جلد بازی نہ کرنا۔ واقصد فی مشیک واغضض من صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر۔ اپنی چال میں میانہ روی کرو جلد جلد نہ چلا کرو۔ اور اپنی آواز ہلکی کرو یعنے آہستہ بولو۔ بیشک گدھے کی آواز سب آوازوں سے بری ہے۔ کیونکہ وہ چیختا ہے۔

اذ جعل الذین کفروا فی قلوبھم الحمیۃ حمیۃ الجاھلیۃ فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین۔ جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت کی غیرت کو دخل دیا تو اللہ نے اپنے سکون و وقار کو اپنے رسول اور مومنین پر نازل کیا کہ یہ لوگ تامل و تانی سے کام کریں نہ تعجیل سے۔ جس سے کام خراب ہو جائے۔

تعجیل کی مذمت خلق الانسان من عجل ساوریکم ایاتی فلا تستعجلون انسان جلد باز ہے۔ عنقریب میں تمکو اپنی نشانیاں دکھلاؤنگا۔ پس جلدی نکرو"

فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تستعجل لھم (ج ۲۶ ع ۴) جسطرح اگلے بڑے رسولوں نے صبر و تامل سے کام لیا تھا ویسی طرح تم بھی صبر و تامل سے کام کرو اور

ان کفار کے لئے جلدی نکرو۔

ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر وکان الانسان عجولا (ج ۱۵ ع ۲) انسان جسطرح اپنے واسطے نیک دعا کرتا ہے اوسی طرح (گھبرا کر اضطراب میں) بری دعا بھی کرنے لگتا ہے۔ اور یہ آدمی بڑا جلد باز ہے " مطلب یہ ہے کہ جلدی اچھی نہیں۔

سخاوت مثل الذین ینفقون اموالہم باللیل والنہار سرا و علانیۃ فلہم اجرھم عند ربہم ولاخوف علیہم ولاھم یحزنون۔ جو لوگ اپنا مال شب کو دن کو چھپا کر۔ اور ظاہر بظاہر دیتے ہیں۔ اونکو ثواب خدا کے پاس سے ملیگا۔ نہ اونکو خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ (ج ۳ ع ۶)

مثل الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء۔ جو لوگ اپنے مال کو راہ خدا میں صرف کرتے ہیں اونکی مثل اوس دانے کی ہے کہ جس سے سات بالیں پیدا ہوئیں۔ ہر بال میں سو دانے ہیں۔ اور اللہ دوگنا کرتا ہے جسکے لئے چاہتا ہے " اس سے زیادہ ترغیب سخاوت کی کن لفظوں میں کی جاسکتی ہے۔

الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لہم اجرھم عند ربہم ولاخوف علیہم ولاھم یحزنون " جو لوگ اپنے مال کو راہ خدا میں صرف کرتے ہیں۔ اور پھر مال دیکر احسان نہیں جتاتے اور نہ ایذا پہونچاتے ہیں اونکو خدا ثواب دیگا۔ اور وہ خوف و حزن میں بھی مبتلا نہونگے۔

ولینفق ذو سعۃ من سعتہ (سورہ طلاق ج ۲۸) چاہیئے کہ مالدار آدمی اپنے مال میں سے سخاوت کرے اور لوگوں پر خرچ کرے۔

ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شیء ومن رزقناہ منا رزقا حسنا فہو ینفق منہ سرا و علانیۃ ھل یستوون۔ جو غلام کہ کسی چیز پر اختیار نہ رکھتا ہو۔ اور کسی کو کچھ دے نہ سکتا ہو۔ اور وہ شخص جسکو ہم نے حلال روزی دی ہے۔ اور وہ اوسمیں سے لوگوں پر صرف کرتا ہی (سخاوت کرتا ہے) پوشیدہ طور پر بھی اور ظاہر بظاہر بھی۔ کیا دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ (ہرگز نہیں)

بخل و اسراف کی مذمت لا تجعل یدك مغلولة الی عنقك ولا تبسطها کل البسط - اے رسول تم نہ تو بخل کرو اور نہ حد درجہ ہاتھ ہی کشادہ کر دو - او ر اسراف کرنے لگو۔ من یبخل فانما یبخل عن نفسه والله الغنی (ج ع) جو کوئی بخل کریگا وہ اپنے لئے بخل کریگا (یعنی اوسکا نتیجہ بد اوسکو ملیگا) اور اللہ تو بے پروا ہے - اوسے کچھہ تمہارے مال کی غرض نہیں ہے۔ لا یحسبن الذین یبخلون بما اتاهم الله من فضله هو خیرا لهم بل هو شر لهم سیطوقون ما بخلوا به یوم القیامة (ج ۴ ع ۹) جو لوگ کہ بخل کرتے ہیں اوس مال میں جو خدا نے اونکو دیا ہے وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ امر اونکے لئے کچھہ اچھا ہے - بلکہ اونکے لئے برا ہے - یہ بخل کیا ہوا مال قیامت کے دن ان بخیلوں کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائیگا۔

صلہ رحم - واتقوا الله الذی تساءلون به والارحام ان الله کان علیکم رقیبا (۳ جزو) اوس معبود برحق سے ڈرو جسکا تم واسطہ دیتے ہو - اور رشتہ داروں کے معاملہ میں خوف کرو (ایسا نہو کہ تم اون سے بدسلوکی کرو) کیونکہ اللہ تم سے غافل نہیں ہے - بلکہ تمہارے افعال کا نگراں ہے - اس آیت میں خدا تعالی صلہ رحمی کا حکم دیتے ہوئے یہ بھی کہلاتا ہے کہ قطع رحم خوفناک امر ہے لہذا اوس سے ڈرنا چاہئے۔

والذین یصلون ما امر الله به ان یوصل ویخشون ربهم ویخافون سوء الحساب والذین صبروا ابتغاء وجه ربهم واقاموا الصلوة وانفقوا مما رزقنهم سرا وعلانیة ویدرءون بالحسنة السیئة لهم عقبی الدار - جو لوگ کہ صلہ رحمی کرتے ہیں جسکا حکم خدا نے دیا ہے - اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور بدی حساب سے (قیامت کے) خوف کہاتے ہیں - اور جو لوگ محض خوشنودی پروردگار کے واسطے صبر کرتے اور نماز پڑھتے - اور پوشیدہ و ظاہر ہماری دی ہوئی روزی میں سے سخاوت کرتے اور اچھی باتوں سے بری باتوں کو ہٹا دیتے ہیں - اونہیں کے واسطے آخرت کا نیک انجام ہے۔

قطع رحم - یعنی قرابت داروں سے بدسلوکی کرنا - والذین یقطعون ما امر الله به ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئك لهم اللعنة ولهم سوء الدار - جو لوگ اپنے قرابت داروں سے بدسلوکی سے پیش آتے ہیں حالانکہ خدا نے سلوک کا حکم دیا ہے

اور روئے زمین پر فساد کرتے ہیں۔ اونپر لعنت ہے اور اونکا انجام برا ہے۔

حسن اخلاق انك لعلى خلق عظيم۔ اے رسول بیشک تیرا خلق بڑا ہے۔

برّ والدین صاحبهما فی الدنیا معروفا،، ماں باپ سے دنیا میں نیکی کے ساتھ صحبت رکھو۔ واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل ربّ ارحمهما كما ربّيانی صغیرا۔ اور ماں باپ کے سامنے تواضع کرو رحم سے اور کہو کہ اے پروردگار انپر بھی اوسطرح رحم کر جسطرح اونہوں نے مجکو صغر سنی میں پالا ہے۔

ووصّينا الانسان بوالديه حملته امّه وهنًا على وهن وفصاله فی عامين ان اشكر لی ولوالديك الیّ المصير (سورہ لقمان) ہم نے انسان کو وصیت کی ہے اوسکے والدین کی بابت۔ اوسکی ماں نے اوسکو تھک تھک کر اپنے پیٹ میں رکھا۔ اور دو برس پر اوسکی دودھ بڑہائی ہوئی۔ اور وہ وصیت یہ ہے کہ تو میرا شکریہ ادا کر۔ اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کر۔ کیونکہ تیری بازگشت میری ہی طرف ہوگی۔ (اگر تو اسکی مخالفت کریگا تو ضرور سزا پائیگا۔

عقوق والدین لا تقل لهما افٍّ ولا تنهرهما۔ ماں باپ کو اُف بھی نہ کہہ۔ اور نہ اونکو جھڑک (کیونکہ اگر ایسا کریگا تو عاق ہو جائیگا)

غیبت و تجسس لا تجسّسوا ولا يغتب بعضكم بعضا۔ لوگوں کے حالات کی تفتیش و تجسس نکرو۔ اور ایکدوسرے کی غیبت اور بدگوئی نکرو۔ ايحب احدكم ان ياكل لحم اخيه ميتا۔ کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کہائے؟ (یعنی ہرگز کسی مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا نہیں بھاتا۔ پس غیبت کیوں کرتا ہے حالانکہ غیبت بھی مثل مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے ہے۔ اس سے بہتر لفظوں میں غیبت کی مذمت کیا ہو سکتی ہے۔

پرہیزگاری ان اكرمكم عند الله اتقاكم۔ بیشک تم میں سے وہی خدا کے نزدیک باعزت ہے جو پرہیزگار ہو۔

يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين۔ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور پرہیزگاری کرو۔ اور سچوں کا ساتھ دو۔

ان للمتقین مفازا حدائق واعنابا۔ پرہیزگاروں ہی کے واسطے کامیابی ہے۔
اور جنت کے باغ و انگور ہیں۔
ان المتقین فی جنات و نہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (سورہ قمر)
بیشک پرہیزگار لوگ جنتوں اور نہروں میں رہینگے۔ اور خداوند بادشاہ قادر کے پاس اچھی
نشستگاہ میں بیٹھینگے۔"
اصلاح بین الناس اصلحوا بین اخویکم (تم لوگ اپنے بھائیوں کے درمیان
اصلاح کرادو۔ اور جھگڑا رفع کردو۔
فاتقو الله واصلحوا ذات بینکم۔ خدا سے ڈرو اور آپسمیں اصلاح رکھو۔ (ج ۹ ع ۱۵)
وبعولتھن احق بردھن فی ذلک ان ارادوا اصلاحا۔ عورتوں کے شوہر ہی بعد
طلاق کے اونکو واپس لے لینے کے زیادہ مستحق ہیں۔ لبشرطیکہ وہ آپسمیں اصلاح چاہیں۔
والصلح خیر (ج ۵ ع ۱۵) اور صلح رکھنی بہتر ہے۔
فساد کی مذمت لا تعثوا فی الارض مفسدین زمین میں فساد کرتے نہ پھرو۔
واذا تولی سعٰی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل والله لا یحب
الفساد (ج ۲ ع ۵) بعض وہ لوگ بھی ہیں کہ جب یہاں سے جاتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں
زمین میں فساد پھیلائیں اور زراعت و نسل کو تباہ کردیں۔ حالانکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔
انما جزاء الذین یحاربون الله ورسوله ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا
او یصلبوا او تقطع ایدیہم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذٰلک
لھم خزی فی الحیوٰۃ الدنیا ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم،، جو لوگ کہ اللہ اور اوسکے
رسول سے جنگ کرتے اور روئے زمین پر فساد پھیلاتے چلتے ہیں بس اونکی سزا تو یہی ہے کہ وہ
قتل کئے جائیں اور ہاتھ پاؤں اونکے ایک اسطرف اور ایک وسطرف کے کاٹ لئے جائیں۔ یا
جلاوطن کردئے جائیں۔ یہ تو اونکی دنیا کی رسوائی ہے۔ اور آخرت میں اونکے لئے بہت بڑا عذاب ہے
سچ اور جھوٹ بولنا۔ ان الله لا یھدی من ھو کاذب کفار (ج ۲۳ ع ۱۵)
خدا راہ راست نہیں بتاتا جو جھوٹا اور بڑا کافر ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جھوٹ بولنے والے کافر سے خدا ناراض ہے

ولو رُدّوا لعادوا لما نُهوا عنه وانهم لکاذبون (ج ۷ ع ۹) اگر گناہگار دوبارہ بھی دنیا میں واپس کئے جائیں۔ تو وہی کام پھر کرینگے جن سے منع کئے گئے تھے۔ پس یہ جو کہتے ہیں کہ ہمیں دنیا میں پھیر دے تو ہم نیک کام کرینگے۔ اس کہنے میں یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

سیحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا معکم یھلکون انفسھم واللہ یعلم انھم لکاذبون" (ج ۱۰ ع ۱۲) یہ منافق قسم کھاتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ لڑنے چلینگے۔ یہ لوگ اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

لیعلم الذین کفروا انھم کانوا کاذبین (ج ۱۴ ع ۱۲) قیامت اسلئے قائم ہوگی کہ کافروں کو معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

نبئونی بعلم ان کنتم صادقین" اگر تم سچے ہو تو یہ بات مجھے بتادو۔

سلام کرنا۔ اذا حُیّیتم بتحیّۃ فحیّوا باحسن منھا او ردّوھا۔ جب تمہیں کوئی سلام کرے تو اوسکے سلام سے اچھا جواب دو۔ یا ویسا ہی جواب دو۔ ایسا نہو کہ سلام کا جواب کم درجہ کا دو۔ یا جواب ہی نہ دو۔ کیونکہ یہ بداخلاقی ہے۔

مجلس میں جگہہ خالی کرنا۔ اذا قیل لکم تفسّحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم۔ جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں پھیل کے بیٹھو یعنی ذرا سرک جاؤ اور جگہ خالی کردو تو تم جگہ کشادہ کردو۔ اگر ایسا کروگے تو خدا تعالی بھی تمہارے واسطے کشائش کریگا۔

تسلیم کا حکم۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا اور اپنے میں سے جو صاحبان حکومت ہیں (یعنی آئمہ علیہم السلام کا)

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اے رسول کہدو کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری متابعت کرو اللہ تمہیں دوست رکھیگا۔

من یطع الرّسول فقد اطاع اللہ۔ جسنے رسول کی اطاعت کی اوس نے خدا کی اطاعت کی

بغاوت کی مذمت ذٰلک جزینٰھم ببغیھم وانا لصادقون ہم نے یہودیوں کو یہ بدلا صرف اونکی بغاوت کی وجہ سے دیا۔ (ج ۸ ع ۵)

وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی" اللہ منع کرتا ہے فحش اور بدباتوں اور بغاوت سے

فمن اضطر غیر باغ و لا عادٍ فلا اثم علیہ - جو کوئی مردار یا سور یا خون کے کھانے پر مجبور ہو جائے بشرطیکہ باغی اور دشمنی کرنے والا نہو اور وہ ان چیزوں کو کھائے تو اوسپر کوئی گناہ نہیں ہے۔

وعدہ وفائی واذکر فی الکتاب اسماعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیًّا ،، (ج ۱۶ ع ۷) اس کتاب میں اسماعیل کو یاد کر- بیشک وہ وعدہ وفائی کرنے والا - اور رسول نبی تھا ،، اسماعیل نبی کی تعریف وعدہ وفائی میں کرکے خدائتعالے دوسرونکو بھی اس صفت کے حاصل کرنے کی طرف رغبت دلاتا ہے۔

اوفوا بعھدی اوف بعھدکم ،، تم لوگ اپنے عہد پر وفا کرو- میں اپنے عہد کو پورا کروں۔

یوفون بالنذر ویخافون یومًا کان شرہ مستطیرا (سورہ دہر) ابرار وہ لوگ ہیں جو اپنی نذر (وعدہ) کو پورا کرتے اور قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں۔

غصے کو روکنا اور لوگونکی خطا معاف کرنا۔ وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السماوات والارض اُعدّت للمتقین الذین ینفقون فی السرّاء والضرّاء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس ،، تم لوگ خدا کی مغفرت اور اوس جنت کی طرف جلد چلو جسکی چوڑائی تمام آسمانوں اور زمین کے برابر ہے - جو اون پرہیزگاروں کے واسطے تیار کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنا مال راہ خدا میں صرف کرتے اور غصّے کو فرو کر جاتے - اور لوگونکی خطاؤں کو معاف کرتے ہیں (ج ۴ ع ۵)

انصاف اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی انصاف کرو کہ یہ انصاف پرہیزگاری سے بہت قریب ہے۔

واضح ہو کہ اسیطرح اور اخلاق حسنہ کی تعلیم بھی باحسن وجوہ قرآن مجید میں موجود ہے - مگر ضیق کتاب کی وجہ سے اتنی ہی مقدار پر اکتفا کرتا ہوں۔

چوبیسواں باب علم تدبیر منزل کے بیان میں

اس علم کا موضوع وہ احوال ہیں جنکے جاننے سے انسان اپنے امور خانہ داری کو ٹھیک کر سکتا ہے۔ مثلاً غلام کو آقا سے کیا برتاؤ کرنا چاہئے - اور آقا کو غلام کے ساتھ کیا - بیٹے کو باپ کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے - اور باپ کو بیٹے سے کیا - زوجہ کو شوہر کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے اور شوہر کو

زوجہ کے ساتھ کیا۔ اس معاملہ کو بھی پروردگار عالم نے قرآن میں مفصل بیان کیا ہے میں چند آیتیں اوسکی پیش کرتا ہوں۔ مثلاً زوجہ و شوہر کے تعلقات کے متعلق پروردگار فرماتا ہے۔ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضہم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم فالصلحت قانتات حفظت للغیب بما حفظ اللہ والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا ان اللہ کان علیا کبیرا ہ وان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینہما ان اللہ کان علیما خبیرا ہ (پارہ ۵ رکوع ۳) مرد حاکم ہیں عورتوں پر کیونکہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اور نیز اس سبب سے کہ وہ اپنا مال (عورتوں کے نفقہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ پس جو عورتیں کہ نیک ہیں وہ تو فرمانبردار ہیں۔ خبرداری کرتیاں ہیں مرد کی غیبت میں (گویا یہ سکھایا ہے کہ عورتوں کا فرض ہے کہ وہ مرد کی غیبت میں اوسکے مال و اسباب کی حفاظت کریں۔ کیونکہ تدبیر منزل بغیر اسکے نہیں ہوسکتی) خدا کی حفاظت سے۔ اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم اونکی بدخوئی سے ڈرتے ہو تو اونہیں نصیحت کرو۔ اور ایک بچھونے پر ساتھ سونا چھوڑدو۔ پھر وہ اگر اتنی تنبیہ پر مان جائیں اور تمہاری اطاعت کریں تو اونپر الزام قائم کرنیکی کوئی راہ نہ نکالو۔ بیشک اللہ بزرگ و برتر ہے۔ اور اگر تم خوف کرو کہ ان دونوں کے درمیان عداوت ہو جائیگی۔ تو ایک منصف اوسکے کنبہ میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے کھڑا کرو۔ اگر دونوں چاہینگے کہ آپسمیں اصلاح ہو جائے تو خدا اونمیں ملاپ کردیگا۔ بیشک اللہ جانتے اور خبر رکھنے والا ہے۔"

کس خوبی سے ان آیتوں میں پروردگار عالم نے حکمت تدبیر المنزل کی تعلیم دی ہے۔ اور کیسی تدریجی تنبیہ کی ہدایت فرمائی ہے جس سے کسی قسم کا فساد بھی نہ پیدا ہو اور کام خانہ داری اچھی طرح انجام پائے۔ ملاپ بھی قائم ہو جائے۔ اور رعب بھی رہے۔

پھر فرماتا ہے۔ وان امرأۃ خافت من بعلھا نشوزا او اعراضا فلا جناح علیھما ان یصلحا بینھما صلحا والصلح خیر (پارہ ۵ رکوع ۱۸) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی بدخوئی سے ڈرے۔ اور اوسکے دل میں یہ خوف ہو کہ مجھسے یہ کنارہ کشی کریگا۔ تو اسمیں کچھ مضائقہ نہیں ہے

کہ آپسمیں صلح کرلیں ۔اور صلح بہتر ہے ۔

تیسری آیت زوجہ وشوہر کے متعلق یہ ہے ۔فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثُلٰث ورُبٰع فان خفتم الّا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذٰلک ادنیٰ الّا تعولوا۔ پس نکاح کرو جو عورتیں تمہیں بھلی لگیں ۔دو ۔یا تین ۔یا چار ۔پھر اگر تم ڈرو کہ باہم عدل نہ قائم کرسکو گے تو ایک ہی سے نکاح کرو (دو تین کی ہوس چھوڑ دو) یا اون عورتوں سے تعلق کرو جو تمہاری ملکیت میں ہیں (کنیزیں) یہ کم از کم وہ بات ہے جس میں تم زیادتی نہ کرو۔

اس آیت میں درپردہ یہ بھی ظاہر فرمایا گیا ہے کہ امور خانہ داری اوسی وقت درست رہ سکتے ہیں جبکہ مرد ایک عورت پر قناعت کرے ۔کیونکہ بیشتر کئی عورتیں رکھنے میں عدل قائم نہیں رہ سکتا ۔فتنہ وفساد بھی آئے دن دھرا رہتا ہے ۔سوکن کا معاملہ سخت ہے اسوجہ سے باہم جنگ وخصومت بھی رہتی ہے لہذا حکمت تدبیر المنزل کے مناسب یہی ہے کہ انسان اگر پورا عدل نہ کرسکے تو ایک ہی عورت پر اکتفا کرے ۔

والدین کے حقوق کے متعلق اور غلاموں اور نوکروں کے متعلق جس میں حکمت تدبیر المنزل کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے ۔یہ آیت پروردگار عالم کی ۔پانچویں پارے تیسرے رکوع میں ہے ۔ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتمیٰ والمسکین والجار ذی القربیٰ والجار الجُنُب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یُحِبُّ من کان مختالا فخورا۔

اور دوسری آیت چھبیسویں پارے دوسرے رکوع میں ہے ۔ووصّینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ اُمُّہ کُرھًا ووضعتہ کُرھًا وحملُہ وفصٰلہ ثلٰثون شھرا،،

اور ہم نے آدمی کو وصیت کی ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ احسان کرے (تاکہ امور خانہ داری میں بدانتظامی نہو اور گھر کے کام کی درستی رہے) اور قرابتداروں سے بھی اور یتیموں مسکینوں ۔قرابت دار پڑوسیوں ۔پہلو میں رہنے والے ہمسایوں ۔پہلو میں بیٹھنے والے دوستوں اور اپنے زر خرید غلاموں کنیزوں پر بھی احسان کرے ۔کیونکہ خدا غرور و ناز اور بڑائی کرنے والیکو پسند نہیں کرتا۔

اور تیسری آیت اسی کے متعلق اٹھارویں پارے۔ چودھویں رکوع میں ہے لیس علی الاعمیٰ حرج وّلا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج ولا علیٰ انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم او بیوت اٰبائکم او بیوت اُمّھٰتکم او بیوت اخوانکم او بیوت اخواتکم او بیوت اعمامکم او بیوت عمّٰتکم او بیوت اخوالکم او بیوت خٰلٰتکم اوما ملکتم مفاتحہ او صدیقکم لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعًا او اشتاتًا فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علیٰ انفسکم تحیّۃ من عند اللہ مُبٰرکۃ طیبۃ کذٰلک یبیّن اللہ لکم الاٰیات لعلکم تعقلون۔ آندھے۔ لنگڑے۔ اور مریض پر کچھ تنگی نہیں ہے۔ اور نہ خود تم پر اس بات میں کہ اپنے گھروں میں کھاؤ۔ یا اپنے باپ دادا۔ نانی نانا۔ کے گھروں میں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں میں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں میں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں میں سے۔ یا اپنے چچاؤں کے گھروں میں سے۔ یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں میں سے۔ یا ماموؤں اور خالاؤں کے گھروں میں سے۔ یا جس گھر کی کنجی کے تم مالک ہو یا اپنے دوستوں کے گھروں میں سے۔ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ ملکر کھاؤ۔ یا متفرق طور پر۔ پھر جب تم گھروں میں داخل ہو۔ تو اپنے لوگوں پر سلام کرو جو سلام خدا کے نزدیک مبارک و طیب ہے۔ اسی طرح اللہ بیان کرتا ہے تمہارے لئے نشانیوں کو تاکہ تم سمجھو۔

اس آیت میں پروردگار عالم نے کنبہ میں اتحاد کرانے اور باہمی ربط و محبت بڑھوانیکی یہ ترکیب ارشاد فرمائی ہے۔ کیونکہ جب ایک دوسرے کے گھر میں آکر اوسکے کھانے میں شریک ہوگا اور نصرت کریگا لامحالہ محبت بڑھیگی۔ اور انتظام امور خانہ داری محکم رہے گا۔

یاایھا الذین اٰمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحُلُم منکم ثلٰث مرّٰت من قبل صلوٰۃ الفجر وحین تضعون ثیابکم من الظھیرۃ ومن بعد صلوٰۃ العشاء۔ اے ایمان والو۔ چاہیئے کہ تمہارے مملوک غلام و کنیز اور وہ بچے جو ابھی نابالغ ہیں۔ وہ تم سے ہر روز تین مرتبہ اجازت مانگیں۔ ایک قبل نماز صبح کے دوسرے دوپہر کے بعد۔ تیسرے بعد نماز عشا کے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ تین وقت ایسے ہیں کہ انسان اکثر برہنہ یا کسی اپنے خاص شغل میں ہوتا ہے۔ مثلاً قبل نماز صبح کے جماعت کا

وقت ہے ممکن ہے کہ کپڑے اوتار کر سو رہا ہو۔ یا دوپہر کو گرمی کی وجہ سے اس حالت میں ہو یا کوئی خاص تخلیہ ہو۔ نیز بعد نماز عشا کے جو آرام و خواب کا وقت ہے۔ اوسوقت بھی آدمی کے تخلیہ کا وقت ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی بے دھڑک آ جائے اور ایسی حالت میں تمہیں دیکھ لے جس حالت کا دکہلانا دوسرونکو پسند نہیں ہے۔ تو ان وقتوں میں آداب خانہ داری یہ ہے کہ جب تمہارے بچے۔ یا غلام تمہارے پاس آنا چاہیں تو اونہیں لازم ہے کہ اندر آنے کی اجازت تم سے لے لیں۔ ورنہ بے اجازت چلے آنے میں خوف ہے کہ باعث تمہارے ملال کا ہو۔ اور جس سے اونکو یا تمکو کوئی تکلیف پہونچے۔

والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شھداء الا انفسھم فشھادۃ احدھم اربع شھادات باللہ انہ لمن الصادقین ۰ والخامسۃ ان لعنۃ اللہ علیہ ان کان من الکاذبین ۰ ویدرؤا عنھا العذاب ان تشھد اربع شھادات باللہ انہ لمن الکاذبین ۰ والخامسۃ ان غضب اللہ علیھا ان کان من الصادقین۔

جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور اونکے پاس گواہ نہیں ہوتے بلکہ وہ خود اوس الزام کے گواہ ہوں تو وہ ایک ہی شخص بجائے چار شخصوں کے چار مرتبہ خدا کی قسم کھائے کہ میں سچا ہوں۔ اور پانچویں مرتبہ یہ قسم کھائے کہ اگر میں اس الزام لگانے میں جھوٹا ہوں تو مجھپر خدا کی لعنت ہو۔ اور بیوی سے سزا اس صورت سے ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھائے کہ یہ مرد الزام لگانے میں جھوٹا ہے۔ اور پانچویں بار یہ قسم کھائے کہ اگر یہ مرد سچ کہتا ہو تو مجھپر خدا کا غضب نازل ہو۔

اس آیت میں بھی جو انتظام خدا نے سکھایا ہے واضح ہے۔ کیونکہ غرض یہ ہے کہ اس طرح کی شرط سے بہت لوگ اپنے بیجا الزام سے کنارہ کش ہو جاوینگے۔ اور باہم پھوٹ اور مخالفت کی راہ نہ نکالینگے۔ اور اگر بالفرض اسکے عامل ہونگے بھی تو اتنی قیود کے ساتھ اونکا تصفیہ کرا دیا جائیگا۔ تاکہ آئندہ فساد کی راہ بند ہو جائے۔

پچیسواں باب علم سیاست مدن میں

اس علم سے مراد اون احوال کا جاننا ہے جس پر عمل کرنے سے انتظام ملکی قائم رہتا ہے

اور خلل و فساد ملک میں نہیں واقع ہوتا۔ مثلاً۔ دو جھگڑنے والوں کے درمیان کیونکر فیصلہ کرنا چاہئے جس سے فساد رفع ہو۔ یا جو کوئی درپئے فساد ہو اوسکے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے۔ یا چوروں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ جو دوسرے کے آرام میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ یا زانی وزانیہ کو کیا سزا دینی چاہئے جس سے ابتری نسل کی رفع ہو اور آپسمیں فتنہ نہ قائم ہو سکے۔ قاتل و مقتول کے ساتھ کیا رفتار ہونی چاہیے۔ ظالم و مظلوم سے کیا طریقہ برتنا چاہیئے۔ ضارب و مضروب کا انصاف کیونکر کرنا چاہیئے۔ غرض یہ کہ حاکم و محکوم بادشاہ و رعایا کا برتاؤ کس ترکیب سے قائم ہونا چاہیئے جس سے ملک میں امن قائم ہو۔ اور امن عام میں خلل نہ واقع ہو انہیں چیزوں کے جاننے کو علم سیاست مدن کہتے ہیں۔ ان امور کو جس خوبی سے قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور جو قانون امن و اصلاح رعایا مقرر کئے ہیں اون سے بہتر کوئی قانون و آئین انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔

فیصلہ مقدمات واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ (ج ۵ ع ۵) جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے بیٹھو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو دیکھو اللہ تمکو کیسی اچھی نصیحت کرتا ہے۔

ادائے امانت ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا (ج ۵ ع ۵) اللہ بیشک تمکو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اونکے مالکوں تک پہونچا دو" (کیونکہ اگر ایسا نہ کروگے تو آخر نتیجہ فتنہ و فساد ہوگا۔ باہمی جنگ ہوگی۔ اور کم از کم باہم عداوت پیدا ہو جائیگی جسکا صریح مال کار خلل انتظام ملکی ہے۔

پوری تول ناپ اوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاء ھم" پیمانہ اور ترازو کی تول ناپ پوری دیا کرو۔ اور لوگونکی چیزوں میں گھاٹا مت ڈالو" کیونکہ جب کم تولوگے اور خریدار کو دام سے کم مال دوگے تو اولاً یہ فعل ہمدردی انسان کے خلاف ہوگا۔ دوسرے جب اوسپر یہ راز کھل جائیگا۔ تو تم سے برسر جنگ ہوگا اور امن عام میں خلل پڑے گا۔

ملک میں مفسدہ نہ پھیلاؤ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا (ج ۸ ع ۱۴) ملک میں بعد اصلاح کے فتنہ و فساد نہ پیدا کرو" کیونکہ اس سے رعایا کا حال تباہ ہوتا ہے۔

دو گروہوں کے جھگڑے کا مٹانا وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا

فاصلحوا بینہما فان بغت احدٰہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتّٰی تفیٓءَ الی امر اللہ
فان فاءت فاصلحوا بینہما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحبّ المقسطین (ج ۲۶ ع ۱۴)
اگر مؤمنوں کے دو گروہ آپسمیں لڑنے لگیں تو اون دونوں کے درمیان مصالحت کرادو۔ پس اگر
ایک دوسرے پر بغاوت کرے تو باغی سے تم لڑو اور اوسے قتل کرو یہانتک کہ وہ حکم خدا کی
طرف رجوع کرے۔ پھر اگر وہ رجوع کرے تو اون دونوں کے درمیان انصاف سے مصالحت
کرادو۔ اور عدل کرو۔ کیونکہ اللہ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

باہمی اصلاح انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم
ترحمون (ج ۲۶ ع ۱۳) تمام مؤمن آپسمیں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ پس تم لوگ
اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادو (اور اس مصالحت میں) پرہیزگاری کا خیال رکھو (کسی کی
بیجا طرفداری نہونے پائے) تاکہ تم پر (خدا کی طرف سے) رحم کیا جائے"

زانی کی سزا الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ زناکار
عورت اور زناکار مرد دونوں ہی کو (اس فعل کی سزا میں) سو سو کوڑے مارو (تاکہ پھر ایسا نکریں
اور ملک میں خرابی نہ پھیلائیں)

چور کی سزا السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما جزاء بما کسبا۔ چور مرد اور چور
عورت کے ہاتھ کاٹ لو اونکے اوس فعل کی سزا ہیں" یہ سزا شریعت کی ایسی بے نظیر ہے
کہ تمام عمر کے واسطے اوس سزا یافتہ کیلئے تنبیہ ہے۔ اور دیکھنے والوں کے واسطے عبرت
بخلاف سزائے موت یا سزائے قید کے کہ اس میں نہ اوسکو کوئی تنبیہ آئندہ باقی رہتی ہے اور
نہ کسی دیکھنے والے کو عبرت حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ کیونکہ سزا یافتہ جب سزا پاکر چلا آتا ہے
تو چند دنوں کے بعد اوسے وہ حالت تکلیف قید بھول جاتی ہے۔ اور پھر مرتکب اوسی چوری کا
ہوتا ہے جس سے سزا یاب ہوا تھا۔ اور دیکھنے والا بھی نہیں محسوس کرتا کہ چوری کرنیسے کسیکو
کیا تکلیف پہونچی یا پہونچتی ہے۔ بخلاف ہاتھ کٹوا لینے کے کہ جب وہ شخص خود اپنے ہاتھ کو دیکھے گا
یاد آئیگا کہ یہ سزا چوری کی ہے۔ آئندہ ایسا نکرنا۔ اور دیکھنے والا بھی ڈریگا کہ اگر میں ایسا کرونگا
تو میرے ہاتھ بھی کاٹے جائینگے۔ لہذا دونوں ارتکاب سرقہ سے پرہیز کرینگے +

قتل ناحق لا تقتلوا النفس التی حرّم اللہ الا بالحقّ ناحق کسی شخص کو جسکے قتل کو خدا نے حرام کیا ہے - نہ مار ڈالو -

سزائے قتل عمد من یقتل مؤمنًا متعمدًا فجزاؤہ جہنم خالدًا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابًا عظیمًا - جو کوئی کسی مؤمن کو عمدًا قتل کریگا - اوسکی سزا جہنم ہے ہمیشہ اوسمیں رہیگا - اور اوسپر خدا کا غضب ہے - اور اوسپر اللہ لعنت کرتا ہے - اور اوسکے لئے بڑا عذاب مہیا کر رکھا ہے -

سزائے قتل خطا وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنًا الّا خطأً ومن قتل مؤمنًا خطأً فتحریر رقبۃ مؤمنۃ ودیۃٌ مسلمۃٌ الیٰ اہلہ الّا ان یصدّقوا فان کان من قوم بینکم وبینہم میثاق فدیۃ مسلمۃ الی اہلہ وتحریر رقبۃ مؤمنۃ فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین توبۃ من اللہ - مومن کے لئے جائز نہیں ہے کہ مومن کو قتل کرے - لیکن اگر غلطی سے قتل ہو جائے تو اوسکا تدارک یوں کرے کہ اگر وہ مقتول اوس گروہ میں سے ہے جس کے درمیان تمہارا معاہدہ ہے - تو ایک دیت اوسکے قرابت داروں کو دو - اور ایک غلام مومن آزاد کرو - پھر اگر کوئی غلام آزاد کرنے کو نہ پائے تو دو مہینے متواتر روزے رکھے - اس سے خدائتعالی اس قاتل کی توبہ قبول کریگا -

جان کا بدلہ جان یاایہا الذین اٰمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحُرُّ بالحُرِّ والعبد بالعبد والانثیٰ بالانثیٰ - اے ایمان والو - تم پر مقتولوں کا بدلہ لینا تجویز کر دیا گیا ہے - آزاد کے بدلے آزاد کو قتل کرو - اور غلام کے بدلے میں غلام - اور عورت کے بدلے میں عورت - فمن عفی لہ من اخیہ شیءٌ فاتباع بالمعروف (ج ۲ ع ۶) پس اگر اوسکے برادر مومن کی طرف سے کچھ معاف کر دیا جائے تو یہ اور اچھا ہے - یعنی اگر وہ قصاص نہ لے تو اوسکا فعل اچھا ہوگا - مطلب یہ ہے کہ اگر کسی آزاد نے کسی غلام کو قتل کیا ہے تو وہ آزاد اوس غلام کے عوض قتل نکیا جائیگا - کیونکہ قاتل و مقتول میں مساوات نہیں ہے - اسیطرح اگر مرد نے عورت کو قتل کیا ہے تو عورت چونکہ مرتبہ میں مرد سے کم ہے اسلیئے اوسکے عوض میں مرد کو قتل نہ کیا جائیگا - بلکہ اسکا بدلہ دوسری صورت سے جو شریعت نے مقرر کیا ہے لیا جائیگا -

سزائے ضرب و قطع وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق بہ فھو کفارۃ لہ،، ہمنے توریت میں لکھدیا ہے کہ جان کے بدلے جان لی جائے۔ آنکھ کے بدلے آنکھ۔ ناک کے بدلے ناک کاٹی جائے۔ اور کان کے بدلے کان۔ دانت کے بدلے دانت توڑا جائے۔ اور زخموں کا بدلہ برابر۔ پھر جو بخشدے اور بدلہ نہ لے تو یہ اوسکے گناہوں کا کفارہ ہوجائیگا۔

سبحان اللہ کیسا بے مثل فیصلہ ہے۔ اور اوسپر معاف کرنا جو اعلیٰ ترین صفات انسانی ہی اوسکی تعلیم بھی اسمیں موجود ہے۔ اور کس خوبی سے اوسکی ترغیب دی ہے۔ کہ باید و شاید۔

کسی کے مکان میں بے اجازت نہ جاؤ یاایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا ذالکم خیر لکم لعلکم تذکرون۔ فان لم تجدوا فیھا احدا فلا تدخلوھا حتی یؤذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم واللہ بما تعملون علیم،، اے ایمان والو سوائے اپنے گھروں کے کسی مکان میں نہ داخل ہو جب تک بول چال نہ کرلو۔ اور جب تک کہ اوس گھر کے رہنے والوں پر سلام نکرلو۔ یہ تمہارے واسطے بہتر ہے تاکہ تم یاد کرو۔ پس اگر تم اوس مکان میں کسی کو نہ پاؤ تو اوس میں جاؤ ہی نہیں جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے۔ اور اگر تم سے یہ کہا جائے کہ واپس جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ اللہ تمہارے کام کو جانتا ہے۔

ان دونوں آیتوں میں مکانات کے اندر جانیکا انتظام سکھایا گیا ہے۔ اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اگر بغیر سلام و کلام تم کسی کے گھر میں چلے جاؤ گے تو ممکن ہے کہ مالک مکان ناراض ہو جسکا نتیجہ فتنہ تک پہونچے۔ یا تمہارے بے خوف اندر چلے جانے سے ڈر جائے۔ اور تمہیں چور۔ یا ڈاکو۔ یا دشمن سمجھکر جنگ و جدال پر آمادہ ہوجائے تو تم بھی بلا میں پھنسو گے۔ اور مالک خانہ بھی مصیبت میں پڑیگا۔ اور جس مکان میں کوئی نہو اوسمیں ہرگز نہ جاؤ کیونکہ احتمال ہے کہ اوس مکان کی کوئی شی گم ہوگئی ہو تو تمپر الزام عائد ہوگا۔ چور سمجھے جاؤ گے۔ نوبت بہ عدالت پہونچیگی۔ یا مثلاً تمہاری ہی طبیعت کسی چیز پر للچاے اور تم نے اوسے اوٹھا لیا تو خواہ مخواہ جرم سرقہ میں پکڑے جاؤ گے

اور سزایاب ہو کر بے عزت ہوگے لہذا مصلحت ملکی اور سیاست تمدنی اسی بات کو چاہتی ہے کہ بغیر اذن کسی کے گھر میں نہ داخل ہو۔ اور مقتضائے تہذیب یہ ہے کہ جب جاؤ تو اوس گھر کے لوگوں پر سلام کر لو۔

چھبیسواں باب علم منطق میں

اس علم میں دو چیزوں سے بحث ہوتی ہے۔ ایک تصور۔ دوسرے تصدیق۔ تصور کی بحث سے مقصود یہ ہے کہ تعریفات میں اوس سے کام لیں۔ یعنی حد تام۔ حد ناقص۔ رسم تام۔ رسم ناقص میں اور تصدیقات کی بحث سے مقصود یہ ہے کہ اوس سے دعوے کے ثابت کرنیمیں کام لیں۔ انکی دو قسمیں ہیں۔ تصدیقات مفردہ۔ اور تصدیقات مرکبہ۔

تصدیقات مفردہ کی دو قسمیں ہیں۔ حملیہ۔ اور شرطیہ

حملیہ۔ یا شخصیہ ہوگا۔ یا محصورہ۔ اور محصورہ یا کلیہ ہوگا۔ یا جزئیہ۔ اور یہ دونوں یا موجبہ ہونگے یا سالبہ۔ نیز حملیہ طبعیہ ہوگا۔ یا مہملہ۔ ذہنیہ ہوگا۔ یا خارجیہ۔ پھر یہ سب کے سب ثنائیہ ہونگے۔ یا ثلاثیہ۔

اور شرطیہ۔ یا متصلہ ہوگا۔ یا منفصلہ۔ اور متصلہ یا لزومیہ ہوگا۔ یا اتفاقیہ۔ اور منفصلہ۔ یا حقیقیہ ہوگا یا مانعۃ الخلو۔ یا مانعۃ الجمع۔

اور قضایائے مرکبہ۔ یا استقرا ہونگے۔ یا قیاس۔ یا تمثیل۔ اور قیاس۔ یا برہان انی ہوگا۔ یا برہان لمی۔

اب حتی الوصول ان سب امور کی مثال قرآن مجید سے گزارش کیجاتی ہے۔

حد تام اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم۔ حی بمنزلہ جنس قریب اور قیوم بمنزلہ فصل قریب کے ہے

حد ناقص ذلک الکتاب لا ریب فیہ (ج ا ع ا) کتاب معرف ہے اور شی۔ لا ریب فیہ جنس بعید اور فصل قریب ہے۔

رسم ناقص اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔

قضیہ شخصیہ۔ محمد رسول اللہ۔ اللہ الصمد۔ اللہ احد۔

قضیہ طبعیہ۔ ان الدین عند اللہ الاسلام (۲ جزو)

قضیہ مہملہ - انّ الانسان لفی خسرٍ (۳۰ جزو)
قضیہ موجبہ کلیہ - کُلٌّ قد علم صلوٰتہٗ وتسبیحہٗ - کلہم اٰتیہ یوم القیامۃ فردًا (مریم)
قضیہ موجبہ جزئیہ - بعضکم لبعض عدوٌّ - بعضہم اولیاءُ بعض -
قضیہ سالبہ کلیہ - لیس علی الاعمی حرجٌ + لیس علیکم فی الدین من حرجٍ -
قضیہ سالبہ جزئیہ - لیسوا سواءً - ای لیس کلہم سواءً (ج ۴ ع ۳)
قضیہ ذہنیہ - اِنّ الظنّ لا یغنی من الحقّ شیئًا - اِنّ بعض الظن اثمٌ -
قضیہ خارجیہ - اِن الحسنات یذھبن السیئات
شرطیہ متصلہ - ان یکن منکم الف یغلبوا الفین - لو کان فیہما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا
شرطیہ منفصلہ - انّا او ایاکم لعلی ھدًی او فی ضلال مبین -
قیاس اقترانی - المصباح فی زجاجۃ والزجاجۃ کانہا کوکب دُرّیٌّ (نتیجہ) المصباح کانہ کوکب دُرّیٌّ
قیاس استثنائی - لو کان فیہما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا - تقدیر عبارت یہ ہے - ولکن لم تفسدا نتیجہ یہ ہے کہ فلیس فیہما اٰلھۃ -
استقراء - ان الانسان لفی خسر الا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات
برہان لمّی ذکر قیاس میں یہ ضروری نہیں ہے کہ دونوں جزو صغرٰی و کبرٰی مذکور ہوں بلکہ صرف صغرٰی کو ذکر کر کے بقرینہ مقام کبرٰی کو حذف کر دینا جائز ہے - بشرطیکہ نتیجہ بیان کر دیا جائے - اب اس کی مثال دیکھئے - انّی یکون لہ ولدٌ ولم تکن لہ صاحبۃ - صورت قیاس یہ ہے اللہ من لم تکن لہ صاحبۃ ومن لم تکن لہ صاحبۃ - لم یکن لہ ولد (نتیجہ) فاللہ لم یکن لہ ولدٌ - جب من لم تکن لہ صاحبۃ کو جو حد اوسط ہے حذف کر دیا تو نتیجہ مذکور یعنی فاللہ لم یکن لہ ولدٌ حاصل ہوا -
برہان انّی کی مثال اِنّ اللہ یعلم سرّہم ونجوٰہم - واَنّ اللہ علّام الغیوب (جزو ۱۰ ع ۱۶) صورت قیاس برہان انّی یہ ہے - ان اللہ یعلم سرّہم ونجوٰہم - ومن یعلم سرّہم ونجوٰہم فہو علّامُ الغیوب - نتیجہ وہی ہوا جو آیت میں مذکور ہے یعنی

فان اللہ علام الغیوب"

دوسری مثال الم تران اللہ انزل من السماء ماءً فتصبح الارض مخضرۃ ان اللہ لطیف خبیر۔ اس قیاس میں صغری ان اللہ انزل من السماء ماءً فتصبح الارض مخضرۃ ہے۔ اور کبری قیاس یہ ہے ومن انزل من السماء ماء فتصبح الارض مخضرۃ فھو لطیف خبیر۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ فان اللہ لطیف خبیر"۔ (۱۷ع۱۵)

تیسری مثال (۱۷ پارہ رکوع ۱۶) الم تران اللہ سخر لکم ما فی الارض والفلک تجری فی البحر بامرہ ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ۔ ان اللہ بالناس لرءوف رحیم۔ اس آیت میں ان اللہ بالناس لرءوف رحیم نتیجہ ہے۔ اور صغری قیاس ان اللہ سخر ہے۔ کبری قیاس انہیں دونوں پر نظر کرنے سے نکل آتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ من سخر لکم ما فی الارض والفلک الخ فھو لطیف خبیر"۔ نتیجہ بعد حذف حد اوسط یہ ہوا کہ ان اللہ بکم لرءوف رحیم۔ اور کُمْ سے مراد چونکہ انسان ہے اسلئے نتیجہ میں اوسی کا ذکر کیا گیا۔ پس صورت قیاس گویا یوں ہے کہ ان اللہ سخر للناس ما فی الارض وکذا وکذا۔ ومن سخر للناس ما فی الارض وکذا وکذا۔ فھو رءوف رحیم نتیجہ ہوگا فان اللہ رءوف رحیم"

دوسری مثال برہان لمی کی الذین یؤمنون بما اُنزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون۔ اولئک علی ھدًی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔ اس جملہ میں متقین کی صفت بیان کیگئی ہے۔ اور اوس صفت سے اونکا فلاح یافتہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یعنی متقین وہ لوگ ہیں جو تمہارے پاس کی آئی ہوئی کتاب اور اگلی کتابوں پر ایمان لائے ہیں اور آخرت کا یقین کرتے ہیں۔ اور جو ایسے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور فلاح یافتہ ہیں۔ پس متقین فلاح یافتہ ہیں۔

صورت قیاس لمی یہ ہوگی۔ المتقون الذین یؤمنون بکذا وکذا والذین یومنون بکذا وکذا فاولئک ھم المفلحون۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ فالمتقون اولئک ھم المفلحون۔

تیسری مثال برہان لمّی کی ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ و لھم عذاب عظیم۔ ان دو آیتوں سے دو قیاس برہانی لمّی حاصل ہوتے ہیں۔ ایک۔ ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون والذین لا یؤمنون لھم عذاب عظیم (نتیجہ ہوگا) فالذین کفروا لھم عذاب عظیم دوسرا قیاس دوسرے جملہ سے پیدا ہوگا اور اوسکی صورت یہ ہوگی الذین کفروا ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ۔ صغرے ہے والذین ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ فلھم عذاب عظیم کبرے ہے۔ نتیجہ ان دونوں سے یہ حاصل ہوگا کہ فالذین کفروا لھم عذاب عظیم والحمد للہ علی ما یسرلنا استخراج ما اردنا وھو المیسر للعسیر وھو العلیم الخبیر والصلوۃ علی محمد البشیر النذیر۔ والہ اصحاب الکساء وایۃ التطھیر۔

ستائیسواں باب علم مناظرہ

اس علم میں احوال سے اون امور کے بحث ہوتی ہے جنکے جاننے سے آدمی بحث کر سکتا ہے۔

بحث و گفتگو کی تین صورتیں ہیں۔ مناظرہ۔ مجادلہ۔ مکابرہ۔

مناظرہ صرف اسلئے ہوتا ہے کہ کسی مطلب کا حق ہونا معلوم ہو جائے۔ اور غلطی رفع ہو۔

مجادلہ محض الزام کے لئے ہوتا ہے یعنی اس سے غرض تحقیق حق نہیں ہوتی بلکہ اپنے مرد مقابل کو ملزم کر دینا مطلوب ہوتا ہے۔

مکابرہ میں نہ تو تحقیق حق مقصود ہوتی ہے اور نہ الزام۔ بلکہ محض فضول طور پر جھگڑنا مقصود ہوتا ہے

ان تینوں طریقوں میں سے مناظرہ قطعاً ممدوح ہے کیونکہ فائدہ بحث کا اوسی سے حاصل ہوتا ہے۔

رہا مکابرہ۔ یہ جاہلوں اور احمقوں کا طریقہ ہے عُقلا اس سے بالکل پرہیز کرتے ہیں۔ البتہ مجادلہ بعض مقامات پر ممدوح ہوتا ہے۔ اور بعض مقام پر مذموم۔ ممدوح اوسوقت ہوگا جبکہ راہ حق مجادل پر ظاہر ہوئی ہو اور مرد مقابل کی بات بحث کرنے والے کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔ او رچاہتا ہو کہ خصم کو ملزم کرے یہانتک کہ وہ دلیل اپنی مدعی کے اثبات کے لئے قائم کرکے مطلب کو ثابت کر دے۔

اور اگر اسکے برخلاف مراد ہے تو مجادلہ مذموم ہے۔
مناظرہ کے آداب کو خداتعالے نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (۱۴ع ۲۲) اے رسول ہمارے تم اپنے پروردگار کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت کرو۔ اور اون سے اوس طریقہ سے بحث کرو جو طریقہ احسن ہو۔ یعنی مناظرہ کرو۔ اور مکابرہ سے پرہیز رکھو۔
اور ایک مقام پر مجادلہ کی تعریف کی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ فلما ذھب عن ابراھیم الروع یجادلنا فی قوم لوط۔ "جب ابراہیم کا خوف جاتا رہا تو وہ ہم سے قوم لوط کی بابت مجادلہ کرنے لگا کیونکہ اونہیں معلوم نہ تھا کہ کیا مصلحت ہے قوم لوط کے فنا کرنے میں۔
اور بیجا مجادلہ کی مذمت کی ہے۔ وھمت کل امۃ برسولھم لیاخذوہ وجادلوا بالباطل لیدحضوا بہ الحق فاخذتھم فکیف کان عقاب ہر امت نے اپنے رسول پر قصد کیا کہ اوسکو پکڑ لیں (یعنے دبالیں) اور جھگڑیں اون سے باطل باتوں سے تاکہ اون باطل امور سے حق کو ناحق ثابت کریں۔ پھر تو میں نے اونکی گرفت کی۔ اور میری گرفت کا کیا کہنا ہے (پ ۲۴ ع ۶)
دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ ما یجادل فی آیات اللہ الا الذین کفروا (پ ۲۴ ع ۶) نہیں مجادلہ کرتے خداتعالی کی آیتوں میں مگر جو کافر ہیں۔ وہی مجادلہ کرتے ہیں۔
مناظرہ میں جو جو امور پیش آتے ہیں وہ یہ ہیں۔ ایک نقل قول غیر۔ دوسرے دلیل برہانی بغیر نقل۔ تیسرے منع۔ چوتھے معارضہ۔
اس قرآن مجید میں چاروں طرح کی بحث موجود ہے۔
معارضہ کی مثال الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان اتاہ اللہ الملک اذ قال ابراھیم ربی الذی یحیی ویمیت قال انا احیی وامیت قال فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب فبھت الذی کفر۔ اے رسول کیا تم نے نہیں دیکھا اوس شخص کو جس نے ابراہیم سے بحث کی تھی اونکے پروردگار کے معاملہ میں۔ چونکہ اوسے خدا نے ملک و سلطنت دے رکھی تھی۔ جبکہ ابراہیم نے اوس سے کہا کہ میرا پروردگار جلاتا اور مارڈالتا ہے اوس نے کہا کہ میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں۔ تو ابراہیم نے کہا۔ خداتعالی تو آفتاب کو پورب سے

لاتا ہے تو پچھم سے نکال دے۔ پس وہ کافر حیران رہ گیا۔
حاصل یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام سے بادشاہ کافر نے بحث کی۔ حضرت نے پروردگار عالم کی قدرت ووجود کے ثبوت میں کہا کہ میرا پروردگار قادر ہے زندہ کرنے اور مار ڈالنے پر۔ اوس نے حضرت سے معارضہ کرکے کہا کہ یہ صفت تو مجھ میں بھی ہے کہ جسے چاہوں مار ڈالوں جسے چاہوں زندہ رکھوں۔ چنانچہ دو قیدیوں کو بلاکر ایک کو رہا کردیا۔ اور دوسرے کو قتل۔ تب حضرت ابراہیم نے اوسکے کلام کے مقابلے میں یہ دلیل پیش کی کہ خدائتعالی آفتاب کو پورب سے طلوع کراتا ہے۔ تو اگر خدائے قادر ہے تو اسے پچھم سے کسی دن طلوع کرادے۔ اس دلیل کو سنکر وہ بادشاہ کافر حیران رہ گیا اور کچھ جواب ندے سکا۔

منع یعنی نقض تفصیلی قل یاایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین (سورہ جمعہ) اے رسول کہدو کہ اے یہودیو اگر تم دعوے کرتے ہو کہ خدا کے دوست ہو تو خدا کی دوستی کا تو اس سے پتا چلیگا کہ تم موت کی خواہش کرو تاکہ اپنے دوست سے مل سکو۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ایسا کرو!! پھر آگے چل کے فرمادیا۔ ولا یتمنونہ ابدا بما قدمت ایدیھم۔ اور ازبسکہ ان لوگوں نے خدا کے بہت گناہ کئے ہیں اسوجہ سے مرنے کی خواہش ہرگز نہ کرینگے۔ لہذا ثابت ہوگیا کہ یہ لوگ خدا کے دوست بھی نہیں ہیں۔

نقض اجمالی قالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ جنت میں تو وہی جائیگا جو یہودی یا نصرانی ہو!! اے رسول یہ تو انکی (بیجا) آرزوئیں ہیں۔ تم کہدو کہ اگر تملوگ اپنے دعوے میں سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔ آگے چلکر اس نقض کا شاہد بھی پیش کردیا کہ بلی من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ ہاں جو خدا کا مطیع ہے۔ اور نیکی پر ہے اوسکو البتہ خدا کے پاس سے ثواب ملیگا۔ اور اوسے کوئی خوف وغم بھی نہو گا۔

مطلب یہ ہوا کہ یہود ونصارےٰ کا دعوی دخول جنت صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جنت میں جانے

اور ثواب پانے کی راہ یہ ہے کہ آدمی مطیع خدا اور نیک ہو حالانکہ یہ دونوں باتیں انمیں نہیں پائی جاتیں۔ پس اگر یہ لوگ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو کہدو کہ اپنی اپنی دلیلیں پیش کریں۔ صرف یہود ونصارٰے ہونا ثبوت دعوے کے واسطے کافی نہیں ہے۔

دلیل برہانی لتجدن اقربهم مودة للذين آمنوا الذين قالوا انا نصارٰی ذٰلك بان منهم قسيسين ورهبانا وانهم لا يستكبرون۔ اس آیت میں دعوے یہ ہے کہ ایمان والوں کے قریب قریب وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نصارٰی ہیں۔ یعنی نصارٰی تقریبًا مؤمنین کے دوست ہیں۔

دلیل اسپر یہ ہے کہ انمیں عالم ہیں اور درویش ہیں اور یہ تکبر بھی نہیں کرتے۔ ترکیب دلیل یہ ہوئی کہ نصارٰی میں عالم و درویش ہیں اور وہ تکبر بھی نہیں کرتے۔ اور جو ایسے ہونگے وہ اہل ایمان کے دوست ہو سکتے ہیں۔ پس نصارٰی اہل ایمان کے دوست ہو سکتے ہیں۔ اور عربی میں یہ صورت ہوگی۔ النصارٰی قسیسون ورهبان ولا يستكبرون ومن كانوا قسيسين ورهبانا ولا يستكبرون فهم اقرب الناس مودة للمؤمنين جب یہ دو جملے صغری وکبری بن گئے تو نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ النصارٰی اقرب الناس مودة للمؤمنين۔ اور یہی مطلوب تھا۔

دوسری آیت قل ان كان للرحمان ولد فانا اول العابدين (۲۵ ع ۱۳) اے رسول کہدو کہ اگر خدا کے کوئی بیٹا ہوتا تو میں پہلا عبادت کرنیوالا ہوں۔ دعوٰی یہ ہے کہ خدا کے کوئی بیٹا نہیں ہے۔ دلیل یہ ہے کہ میں سب سے پہلا عبادت کرنیوالا ہوں۔ اور جو کوئی سب سے پہلے عبادت کرنیوالا ہے وہ خدا کا بیٹا ہونے کا زیادہ مستحق ہے۔ پس میں خدا کا بیٹا ہونے کا زیادہ مستحق ہوں۔ لیکن میں خدا کا بیٹا نہیں ہوں۔ پھر تو خدا تعالی کے کوئی بیٹا نہیں ہے۔

ترکیب دلیل عربی میں یہ ہوگی کہ انا اول العابدين۔ ومن كان اول العابدين فهو يستحق ان يكون ولدًا لله۔ ولكنى لست ولدًا لله۔ فاذن لا يستحق احد ان يكون ولدًا لله۔ فليس لله ولد۔

اٹھائیسواں باب علم معانی میں

اس علم سے مقصود الفاظ کے اون حالات کا جاننا ہے جنکے جاننے سے آدمی اس بات پر قادر ہوجاتا ہے کہ وقت اور موقع کے مناسب کلام کر سکے۔

اس فن میں آٹھ چیزوں سے بحث ہوتی ہے۔ (۱) احوال اسناد خبری (۲) مسند الیہ (۳) مسند (۴) متعلقات فعل (۵) قصر (۶) انشاء (۷) فصل و وصل (۸) ایجاز و اطناب۔

اسناد خبری یعنی نسبت خبری جو جملہ میں ہوتی ہے اوسکی دو حالتیں ہیں۔ یا کسی ضرورت سے اوسکو مؤکد کیا گیا ہے۔ یا بلا تاکید ہے۔

بلا تاکید اسناد اوسوقت ہوتا ہے جبکہ سننے والے کو کوئی تردد اوس خبر میں نہو جیسے بیان کرنیوالا بیان کرنا چاہتا ہے۔ جیسے خلق سبع سماوات طباقا۔ پیدا کیا خدا نے سات آسمانوں کو تہ بتہ۔

اور تاکید کے ساتھ اوسوقت نسبت ہوگی جبکہ سننے والا منکر یا متردد ہو۔ جیسے ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اس جملہ کو لفظ انّ اور جملہ اسمیہ سے تاکید کی گئی ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو یہ اطلاع نہیں کہ اسلام ہی دین ہے۔ بلکہ سننے والے جو اوسوقت کفار تھے اس خبر کے قبول کرنے میں متردد تھے کہ آیا واقعی دین اسلام ہی ہے یا کوئی اور۔ اسلئے اس جملہ کو مؤکد کیا گیا۔ معنی یہ ہوئے کہ بیشک دین اسلام ہی ہے۔

اور اگر اوس خبر سے سننے والے کو انکار ہو تو جسقدر زیادہ انکار ہو اوسیقدر جملہ میں زیادہ تاکید لانی چاہئے۔ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون۔ خدا گواہی دیتا ہے کہ بیشک اور بالضرور منافق جھوٹے ہیں۔

پھر اسناد یا حقیقی ہوگا یا مجازی۔ حقیقی وہ ہے کہ جسکا فعل ہے اوسی کی طرف منسوب بھی کیا جائے اور مجازی وہ ہے کہ اوسکے غیر کی طرف نسبت دیا جائے

حقیقی و مجازی دونوں کی مثال ایک ہی جگہ موجود ہے۔ یعنی آیہ کم اھلکنا من قریۃ بطرت معیشتھا میں، معنی اسکے یہ ہیں کہ۔ بہت سے قریہ ہم نے ہلاک کردئے جنکی معیشت اترا گئی تھی۔ اس آیت میں اھلکنا من قریۃ میں اسناد حقیقی ہے۔ کیونکہ کسی قوم کا ہلاک کرنا یہ فعل خدا ہی کا ہے۔ اور اوسی کی طرف نسبت بھی دی گئی ہے۔ اور بطرت معیشتھا میں

اسناد مجازی ہے۔کیونکہ معیشت نہیں اتراتی۔بلکہ اہل معیشت اتراتے ہیں۔پس اہل معیشت کو چھوڑکر خود معیشت کی طرف اترانے کی نسبت دینا مجاز ہے۔نیز من قریۃ میں مجاز بالحذف بھی ہے۔کیونکہ مراد یہاں اہل قریہ ہیں نہ کہ خود قریہ۔کیونکہ قریہ ہلاک نہیں ہو سکتا۔بلکہ اہل قریہ ہلاک ہوتے ہیں۔

مسند الیہ کلام میں یا محذوف ہوگا یا مذکور۔اور اگر مذکور ہوگا تو معرفہ ہوگا۔یا نکرہ موصوف ہوگا۔یا غیر موصوف۔ضمیر متصل ہوگی۔یا ضمیر منفصل۔معطوف ہوگا۔یا غیر معطوف وغیر ذلک

حذف اوسوقت ہوگا جبکہ اوسکے ذکر کی ضرورت نہو۔مثلاً اوسوقت جبکہ مسند الیہ محذوف ہی صالح مسند الیہ ہونے کا ہو۔یا جبکہ تعظیم وتفخیم مسند الیہ کی۔یا تذلیل وتحقیر مقصود ہو۔

اول کی مثال عالم الغیب والشھادۃ فعال لما یرید۔یہاں اللہ محذوف ہے۔

دوسرے کی مثال۔قال فرعون وما رب العالمین قال رب السمٰوٰت۔یعنی اللہ محذوف ہے

تیسرے کی مثال صم بکم لمنا فقون۔جو مسند الیہ ہے وہ محذوف ہے۔

مذکور اُس وقت ہوگا

جبکہ کوئی خاص علت اُس کے بیان کی ہو مثلاً بسط کلام یا اَستلذاذ یا تعظیم یا تذلیل وغیرہ۔

اول کی مثال۔ھی عصای اتوکأ علیھا الخ۔چونکہ جناب موسیٰ کو خدا تعالیٰ سے دیر تک گفتگو کرتے رہنا مقصود تھا اسلئے اسقدر تفصیل دی کہ یہ میری چھڑی ہے جسپر تکیہ کرتا ہوں۔اور اپنے بھیڑوں پر اس سے پتے جھاڑتا ہوں۔اور اور کام بھی اس سے لیتا ہوں۔

دوسرے کی مثال محمد رسول اللہ۔چونکہ حبیب کا نام پیارا معلوم ہوتا ہے۔اس لئے یہاں نام ذکر کیا گیا ہے۔کیونکہ آپ خدا کے محبوب کے ہیں۔اور ممکن ہے کہ یہ ذکر بغرض توضیح وتخصیص کے ہو

تیسرے کی مثال۔قل اللہ اعلم بما تعملون۔اے رسول کہدو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو

چوتھے کی مثال۔انما الحیوٰۃ الدنیا لھو ولعب۔زندگانی دنیا تو بس لہو ولعب ہے (اور کچھ نہیں)

معرفہ لانا مسند الیہ کا کبھی علمیۃ سے ہوتا ہے۔ کبھی موصول سے۔ کبھی اسم اشارہ سے۔ وغیرہ وغیرہ
علمیۃ سے کبھی اس غرض سے ہوتا ہے کہ سننے والے کے ذہن میں وہ نام ابتدا ہی آجائے اور تردد
رفع ہوجائے جیسے اللہ احدٌ اللہ الصمدُ،، کبھی بغرض تبرک کے ہوتا ہے۔ مثلا نقل قول حضرت
عیسے میں فرمایا ہے کہ آپ نے اپنی قوم سے کہا۔ انّ اللہِ ربی وربّکم فاعبدوہ بیشک اللہ
میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس اوسکی عبادت کرو۔
موصول لانا۔ کبھی بغرض تذلیل ہوتا ہے۔ یعنی کہ نام لینے سے مسند الیہ کے نفرت ہوتی ہے
اسلئے موصول ہی پر کلام کو ٹال دیا جاتا ہے جیسے راودتہ التی ھو فی بیتھا۔ چونکہ زلیخا نے
خدا کے نبی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کیا تھا اسلئے پروردگار عالم نے اسنجا تا اوسکا نام نہیں لیا
بلکہ یوں کہا کہ اوس عورت نے یوسف کو فریب دینا چاہا جسکے گھر میں وہ تھے،، اور یہ نہ کہا
کہ زلیخا نے ایسا کیا۔
کبھی بغرض عظمت ظاہر کرنے کے ہوتا ہے۔ مثلاً۔ غشیہم من الیم ما غشیہم۔ کیسے بڑے
سمندر نے اونکو (قوم نوح کو) ڈھانک لیا،، یعنی اونپر کیسا سخت طوفان آیا۔ پس مائے موصول
کا لانا صرف اوس طوفانی دریا کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہے۔
اور کبھی اس غرض سے موصول لایا جاتا ہے کہ اوس سے وجہ بنائے خبر معلوم ہوجائے جیسے
ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین۔ جو لوگ میری عبادت
سے تکبر کرتے ہیں وہ جہنم میں جائینگے۔ اس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ جہنم میں جانیکا سبب
صرف تکبر ہے۔
معرفہ باسم اشارہ لانا کبھی تعظیم شان کے لئے ہوتا ہے کبھی تحقیر کے لئے۔
اول کی مثال۔ اولئٓک ھم المفلحون۔ یہی پرہیزگار وایمان دار لوگ فلاح یافتہ ہیں۔
دوسرے کی مثال قالوا اھذا الذی یذکر الھتکم۔ کہنے لگے۔ کیا یہی چھوکرا تمہارے خداؤں کا
ذکر کیا کرتا ہے۔ یہاں مقصود یہ ہے کہ کفار نے ہذا کا لفظ صرف حضرت ابراہیم کی تحقیر کیلئے استعمال کیا ہے
علاوہ اسکے اور بھی اقسام معرفہ ہیں۔ اور اونکے وجوہ وعلل ہیں۔ جنکا حصر اس مقام پر دشوار ہے۔
نکرہ لانا مسند الیہ کا کبھی وحدت کے اظہار کے لئے ہوتا ہے جیسے جاء رجل من اقصی

المدینة یسعیٰ - ایک شخص انتہائی حصہ سے شہر کے دوڑتا ہوا آیا -
کبھی بیان نوعیت کے لئے ہوتا ہے جیسے وعلی ابصارھم غشاوۃ۔ کفار کی آنکھوں پر ایک
قسم کا پردہ پڑا ہوا ہے -
اور کبھی تقلیل ظاہر کرنے کے لئے جیسے رضوان من اللہ اکبر - تھوڑی رضامندی بھی خدا کی بہت
بڑی ہے -
اور کبھی کثرت وتعظیم کے لئے ہوتا ہے جیسے وان یکذبوک فقد کذب رسل من قبلک
اے رسول اگر یہ کفار تمکو جھٹلاتے ہیں تو غم نہ کہاؤ کیونکہ تم سے پہلے بہت سے رسول جھٹلائے
جاچکے ہیں علیٰ ہذا القیاس اور بھی مقامات و وجوہ ہیں
مسند الیہ کا موصوف لانا بھی بہت سے اغراض سے ہوتا ہے منجملہ اونکے ایک یہ ہے
کہ وہ صفت موصوف کی کاشف ومبین ہو - جیسے النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبًا
فی التوراۃ والانجیل -
مسند الیہ کا معطوف لانا بھی بہت سے اغراض سے ہوتا ہے منجملہ اونکے ایک غرض
تفصیل بھی ہے جیسے ان اللہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین ،،
مسند الیہ کا ضمیر فصل لانا اسکے بھی بہت سے فائدے ہیں منجملہ ونکے اس امر کا
اظہار بھی ہے کہ مسند کو اسی سے خصوصیت ہے نہ اوس سے جیسے ھو الحی لا الٰہ الا ھو
بس وہی زندہ اور معبود برحق ہے -
مسند کے حالات - مسند کبھی حذف کیا جاتا ہے محض اس سبب سے کہ اختصار کلام حاصل
ہو جیسے لو تملکون خزائن رحمۃ ربی - اگر تم مالک ہو سکتے تو میرے رب کی رحمت کے
خزانوں کے تو مالک ہو جاتے - یہاں ایک تملکون کے مذکور ہونے کی وجہ سے دوسرے تملکون کو
حذف کیا تاکہ بیکار ذکر نہ لازم آئے اور اختصار حاصل ہو - پھر فرمایا ہے فصبر جمیل یہاں
خبر محذوف ہے یعنی فصبر جمیل اجمل یا احسن اس آیت میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ
حذف کی صورت میں اس کلام کے دو پہلو ہو جاتے ہیں - چاہیں لفظ صبر جمیل کو مبتدائے
محذوف الخبر کہیں جیسے گزشتہ تاویل سے معلوم ہوا - یا خبر محذوف المبتدا کہیں - اور یہ تاویل

کریں کہ امری فصبر جمیل ۔ میرا کام ہی صبر جمیل ہے ۔ یعنی مجھے صبر کرنا چاہئے ۔
مگر حذف کے واسطے قرینہ کی ضرورت ہے تاکہ معلوم ہوسکے کہ کیا چیز حذف ہے جیسے خدا تعالی کے
اس قول میں ہے ولئن سالتھم من خلق السماوات والارض لیقولون اللہ اے رسول
اگر تم ان کافروں سے پوچھو کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے تو صاف کہدینگے کہ اللہ
یعنی اللہ نے پیدا کیا ہے ۔ اب یہاں پیدا کیا ہے (خَلَقَ) کا حذف کرنا اس قرینہ سے ہے کہ پہلے
خلق السمٰوٰت میں خَلَقَ کا لفظ آچکا ہے پس لامحالہ یہاں سمجھہ میں وہی آئیگا ۔
اور جب **مسند کو ذکر کرتے ہیں** تو اوسکے مقامات بھی مثل ذکر مسند الیہ کے ہوتے ہیں منجملہ
اونکے یہ ہے کہ ذکر اصل ہے ۔ یا یہ کوئی قرینہ اوسکے حذف کا موجود نہیں ہے جیسے اللہ لطیف
بعبادہ ۔ یہاں اگر لطیف کو حذف کردیں تو سمجھہ میں نہ آئیگا کہ کیا چیز محذوف ہے ۔
متعلقات فعل کا بیان منجملہ متعلقات فعل کے ایک مفعول ہے ۔ اور جار و مجرور بھی ۔
یہ کبھی ذکر کئے جاتے ہیں کبھی حذف ۔ کبھی مقدم کئے جاتے ہیں ۔ کبھی مؤخر ۔
اگر ذکر کئے جائینگے تو بغرض اظہار تلبس فاعل کے فعل و مفعول دونوں سے جیسے ذرأنا لجھنم کثیرا
من الجن والانس ۔ یہاں کثیرا من الجن والانس کا ذکر صرف اس امر کے اظہار کے لئے ہے
کہ تعلق فاعل کا جسطرح ذرأ یعنی خلق سے ہے ۔ اوسیطرح جن و انس سے بھی ہے ۔
اور اگر حذف کئے جائینگے تو یا اسوجہ سے کہ وہاں محض فعل مقصود ہوگا نہ مفعول وغیرہ ۔ جیسے ھل
یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ۔ یہاں یعلمون اور لا یعلمون کا مفعول
محذوف ہے ۔ کیونکہ مقصود یہاں صرف فعل علم ہے ۔ یعنی کیا برابر ہو سکتے ہیں علم والے اور بیعلم؟
(ہرگز نہیں) یا بغرض بیان بعد ابہام کے ہوگا ۔ جیسے لو شاء اللہ لھدٰکم اجمعین یعنی
اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ہدایت کردیتا ۔ یہاں شاء کا مفعول محذوف ہے اور وہ ھداینکم ہے
کیونکہ اوسکے حذف کرنیکے بعد ھدٰکم نے اوسے بیان کردیا ۔
یا بغرض اظہار تعمیم ہوگا جیسے واللہ یدعوا الی دار السلام ۔ یہاں یدعو کا مفعول یعنی جمیع
عبادہ محذوف ہے تاکہ مفید تعمیم ہو اور اختصار کلام بھی حاصل ہوجائے
یا بغرض رعایت سجع کے ہوگا ۔ جیسے ما ودعک ربک وما قلی یہاں قلی کا مفعول یعنی ک

حذف ہے تاکہ والضحیٰ کا سجع بن جائے۔
اور اگر مقدم کرینگے تو اوسکے فوائد بھی بہت ہیں۔ منجملہ اوسکے افادہ حصر ہے جیسے ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ ایاک کے مقدم کرنیسے یہ سمجھ میں آیا کہ سوائے تیرے ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اور نہ تیرے سوا کسی سے مدد چاہتے ہیں۔
علیٰ ہذا القیاس جار مجرور کے مقدم کرنیسے بھی اکثر یہی غرض ہوتی ہے جیسے لَالی اللّٰہ تحشرون یعنی بالضرور تم خدا ہی کی طرف محشور کئے جاؤ گے۔
یا بغرض دفع توہم کے ہوگا جیسے قال رجل مؤمن من اٰل فرعون یکتم ایمانہ۔ یہاں من اٰل فرعون کے مقدم کرنیسے غرض یہ ہے کہ معلوم ہو جائے کہ وہ مؤمن آل فرعون ہی میں سے تھا نہ کسی غیر فریق سے۔ اور اگر اسکو یکتم کے بعد کہا جاتا تو خیال ہوتا کہ وہ مؤمن اپنے ایمان کو آل فرعون سے چھپاتا تھا۔ نہ یہ کہ وہ آل فرعون میں سے تھا۔ لہذا اس توہم کے دفع کے لئے ضرورت اوسکے مقدم ہی کرنے کی تھی !!
قصر اسکی دو صورتیں ہیں۔ قصر صفت علی الموصوف۔ قصر موصوف علی الصفۃ۔
اوّل کی مثال۔ اَن انت الا بشیر۔ اور ما محمد الا رسول۔ ما انا الا بشر مثلکم۔ ہے اور دوسرے کی مثال۔ انما یستجیب الذین یسمعون ہے یعنی نہیں قبول کرینگے مگر وہی لوگ جو سنینگے۔ اور مانینگے۔ اور ما اٰمن معہ الا قلیل۔
ایجاز۔ یعنی مختصر ترین کلام۔ جیسے ولکم فی القصاص حیوٰۃ کہ یہ کلام القتل انفی للقتل سے زیادہ مختصر ہے۔
اور قصہ طوفان نوح میں۔ قیل یا ارض ابلعی ماءک ویاسماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی۔ کتنے بڑے طوفان کے قصے کو صرف چار مختصر جملوں میں بیان فرمادیا ہے۔
اطناب یہی بغرض ایضاح بعد الابہام کے ہوتا ہے جیسے۔ رب اشرح لی صدری اس آیت میں صدر کا ذکر بعد شرح کے محض ایضاح کے لئے ہے۔
یا بغرض ترغیب و تحریض کے ہوگا۔ جیسے یاقوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لا یسئلکم علیہ

اجرا و هم مهتدون

یا بغرض تبرک کے جیسے - ھی عصای اتوکأ علیھا واھش بھا علی غنمی ولی فیہ مآرب اُخرٰی - جواب توصرف لفظ عصای کہنے سے حاصل ہوسکتا تھا مگر اسقدر طول دینے کی غرض صرف یہ ہے کہ جسقدر خداتعالی سے کلام میں طول ہوگا اوسیقدر باعث تبرک ہوگا -

یا بغرض تاکید و اہتمام کے ہوگا جیسے کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون کلا لو تعلمون علم الیقین لترون الجحیم - اس مقام پر تکرار کلا سوف تعلمون بغرض تاکید کو تلطیف کے ہے - یعنی کہ جہنم بڑے ہی خوف کی جگہ ہے -

مساواۃ یعنی نہ تو مطلب سے زیادہ عبارت ہو نہ کم - جیسے لا یحیق المکر السیئ الا باھلہ برا مکر نہیں نقصان پہونچاتا مگر مکر کرنے والوں ہی کو - مثال کے واسطے اسقدر کافی ہے ورنہ یہ باب بہت وسیع ہے -

اونتیسواں باب علم بیان میں

اس میں اون احوال سے الفاظ کے بحث ہوتی ہے جنکے جاننے سے آدمی ایک ہی مطلب کو کئی طرح ادا کرنے پر قادر ہوتا ہے -

اس علم میں تشبیہ - استعارہ - مجاز مرسل - اور کنایہ سے بحث ہوتی ہے -

تشبیہ کی مثال بحذف حرف تشبیہ - صُمٌّ بکمٌ عمی فھم لا یرجعون یعنی ھم کالصمّ والبُکم والعُمی "اور جائز ہے کہ حرف تشبیہ مذکور ہو جیسے ان ھم الا کالانعام" اور مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء "

مجاز مرسل اسکی بہت سی قسمیں ہیں - تسمیہ جزو باسم کل جیسے یجعلون اصابعھم فی اٰذانھم - یہاں انملہ پر اصابع کا اطلاق کیا گیا ہے - (۲) علاقہ علۃ و معلول - جیسے ید اللہ فوق ایدیھم - چونکہ ید یعنی ہاتھ بمنزلہ علۃ فاعلیہ طاقت و قوت کے ہے اسلئے ید کا لفظ قدرت و قوت پر جو اوسکا معلول ہے اطلاق کیا گیا - (۳) باعتبار ما کان جیسے واٰتوا الیتامی اموالھم یعنی الذین کانوا یتامی - جو لوگ یتیم تھے اور اونکا مال تمہارے پاس ہے اونہیں اونکا مال واپس کردو - شباب کی حالت میں یتیم کا اطلاق اون لوگوں پر مجاز ہے (۴) باعتبار آئندہ جیسے ارانی اعصر خمرا یعنی عصیرا

انگور پر جو اہی عرق ہے خمر یعنی شراب کا اطلاق اسوجہ سے کیا گیا ہے کہ آئندہ یہی عرق شراب کی صورت میں لایا جائیگا - (۵) تسمیہ شئ باسم حال - جیسے اما الذین ابیضت وجوھہم ففی رحمۃ اللہ چونکہ جنت محل رحمت خدا ہے اسلئے یہاں جنت کو بلفظ رحمت مجازاً کہا گیا ہے (۶) تسمیہ باسم آلہ جیسے واجعل لی لسان صدق علیا - ذکر و شہرت چونکہ بذریعہ زبان ہوتی ہے اور زبان اوسکا آلہ ہے - اسلئے شہرت وذکر پر لسان کا لفظ اطلاق کیا گیا (۷) تسمیہ شئ باسم محل - جیسے واسئل القریۃ التی کنا فیھا - اہل قریہ پر اس آیت میں قریہ کا استعمال ہوا - علی ہذا القیاس اور بھی قسمیں ہیں - مثال کے واسطے اتنا ہی بہت ہے

استعارہ جیسے اھدنا الصراط المستقیم - اے پروردگار ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت کر" اس آیت میں اسلام اور طریقہ ایمان کو بعلاقہ تشبیہ صراط مستقیم سے تعبیر کیا گیا ہے -

اور من کان میتا فاحیینٰہ یعنی اومن کان ضالا فھدینٰہ چونکہ ضلالت مشابہ موت کے ہے اور ہدایت مشابہ حیات ہے - اسلئے گمراہ کو میت یعنی مردہ - اور ہدایت یافتہ کو حی یعنی زندہ کہا گیا کبھی استعارہ بغرض استہزاء و تحکم ہوتا ہے - جیسے بشرھم بعذاب الیم - اس آیت میں انذار کو تبشیر سے تعبیر کیا ہے - محض استہزاء و تحکم کی غرض سے - یعنی چاہیئے تھا انذرھم کہنا مگر بجائے اوسکے بشرھم فرمایا ہے - کیونکہ اس کلام سے کفار پر استہزاء کرنا مقصود ہے -

اور فاخرج لھم عجلا جسدا لہ خوار - یہاں سامری کی سونے چاندی سے بنائی ہوئی صورت بشکل گاؤ کو - عجل یعنی گوسالہ کہا ہے - اور یہ استعارہ بعلاقہ تشبیہ ہے -

اور جیسے اٰیۃ لھم اللیل نسلخ منہ النھار - چونکہ کسی چیز کی کھال کھینچ لینے سے ایک قسم کی صفائی ظاہر ہوتی ہے - اور رات کے ہٹ جانے سے بھی دن نکل آتا ہے - اسلئے رات کے زائل ہونے اور دن کے نکلنے کو سلخ سے تعبیر کی -

کنایہ کی مثال - تبت یدا ابی لھب وتب - چونکہ ابوجہل کو بسبب اوسکے کفر و شرک کے لہبی یعنی دوزخی ہونا لازم تھا اسلئے اوسپر بلفظ ابولہب اطلاق کیا گیا - جیسے - طویل القامۃ کو طویل النجاد ہونا لازم ہے اسلئے اوسکو طویل النجاد کہتے تھے - اور مراد طویل القامۃ لیتے تھے -

نیز لھم دار السلام عند ربھم" دار السلام کا اطلاق جنت پر کیا گیا ہے - کیونکہ اوسکے لئے

دارالسلامتہ والامن ہونالازم ہے۔ پس معنی لھم دار السلام کے لھم الجنۃ کے ہیں۔ یعنے ایمان والوں کے لئے جنت ہے۔

تئیسواں باب علم بدیع کے بیانمیں

بدیع سے مراد وہ علم ہے جس سے تحسین کلام کے طریقے معلوم ہوں یا وجوہ تحسین کلام یعنی جن باتوں سے کلام میں حسن پیدا ہو جائے وہ دو طرح کے ہیں۔ ایک لفظی۔ دوسرے معنوی۔ ان وجوہ کو صنعت بھی کہتے ہیں۔

معنوی صنعتیں بہت ہیں منجملہ اونکے صنعت طباق ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دو لفظ مقابل ایک دوسرے کے استعمال کئے جائیں جو آپسمیں معنی متضاد ہوں۔ جیسے موت و حیات۔ علم و جہل پروردگار عالم فرماتا ہے اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ۔ جو کہ مردہ تھا ہم نے اوسکو زندہ کردیا۔ یہاں مقابلہ موت و حیات کا کیا گیا ہے۔ یہ مثال طباق ایجاب کی ہے۔ نیز فرماتا ہے۔ تحسبھم ایقاظا وھم رقود۔ تو اونکو جاگتا ہوا خیال کرتا ہے حالانکہ وہ سوتے ہیں۔

طباق سلب۔ لکن اکثر النّاس لا یعلمون یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا لیکن اکثر نہیں جانتے۔ جانتے ہیں ظاہر حیوۃ دنیا کو۔ اس آیت میں مقابلہ طباق یعلمون اور لا یعلمون میں کیا گیا ہے۔

نیز لا تخشوا النّاس واخشونی۔ خدا تعالی فرماتا ہے۔ لوگوں سے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو اس میں لا تخشوا اور اخشونی میں طباق ہے

دو کا مقابلہ۔ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا۔ پس چاہئے کہ لوگ ہنسیں کم۔ روئیں زیادہ۔ یہاں ضحک و بکا رقلت اور کثرت میں مقابلہ ہے۔

چار کا مقابلہ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہ للعسری۔ اس آیت میں عطا و بخل تقوی و استغنا عن اللہ۔ تصدیق و تکذیب۔ یسرے اور عسرے میں مقابلہ کیا گیا ہے۔

آیت کے معنی یہ ہیں۔ کہ جس شخص نے بخشش کی اور خدا سے ڈرا۔ اور نیک باتوں کی تصدیق کی تو ہم اوسکو سہج سہج آسانی میں پہونچا دینگے۔ اور لیکن جس نے بخل کیا اور خدا کی رحمت سے

بے پروائی کی۔اور اچھی باتوں کو جھٹلایا۔ اوسے ہم بہت آہستہ آہستہ تنگی میں پہونچا دینگے "

دوسری صنعت مراعاۃ النظیر ہے - اس صنعت میں دو امروں کو جمع کیا جاتا ہے مگر اونمیں تضاد نہیں ہوتا۔ جیسے الشمس والقمر بحسبان۔ سورج اور چاند دونوں ایک قاعدے اور حساب کے موافق چلتے ہیں۔ یہاں شمس و قمر کے ذکر میں صنعت مراعاۃ النظیر ہے۔

تیسری صنعت ارصاد ہے - اس صنعت میں قبل لفظ آخر کلام کے کوئی لفظ ایسا کہا جاتا ہے جس سے پہلے ہی معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کلام کا خاتمہ فلاں لفظ پر ہوگا۔ مثلاً ما کان اللہ لیظلمہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون۔ خدا تعالی ایسا نہیں تھا کہ ان کافروں پر ظلم کرتا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے " یہاں لفظ لیظلمہم پہلے ہی کہدینے سے معلوم ہوگیا کہ آخر کلام میں یظلمون آئیگا۔

چوتھے صنعت مشاکلہ - اس صنعت میں یہ ہوتا ہے کہ کسی شی کا ذکر دوسری شی کے لفظوں میں کیا جاتا ہے محض اسوجہ سے کہ وہ شی اوس دوسری شی کے قریب واقع ہوئی ہے جیسے تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک " خدا تعالی کے نفس نہیں ہے۔ پھر ما فی نفسک کے کیا معنی ہوئے؟ مگر چونکہ اس سے پہلے نفسی آچکا ہے اسلئے خدا تعالی کے علم میں جو شی ہے اوسپر ما فی نفسک کا اطلاق کیا گیا ہے پس معنی آیت یہ ہیں کہ اے پروردگار تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے۔ (دل میں ہے) اور میں نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے یعنی تیرے علم میں ہے۔

صنعت عکس ایک لفظ کو مقدم کرنا۔ پھر اوسی کو مؤخر کردینا۔ جیسے یخرج الحی من المیّت ویخرج المیّت من الحیّ " خدا تعالی زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے یہاں پہلے حی کو میّت پر مقدم کیا۔ پھر اوسی کو میّت سے مؤخر کردیا ہے۔

لا ھنّ حلّ لھم ولا ھم یحلّون لھنّ نہ وہ عورتیں اون مردوں پر حلال ہیں اور نہ وہ مرد اون عورتوں پر " پہلے ھن کو ھم پر مقدم کیا۔ پھر اوسی کو ھم سے مؤخر کردیا۔

صنعت توریہ - ایک لفظ کے دو معنی ہوں قریب و بعید۔ ان دونوں میں سے بعید معنی کو مراد لینا توریہ ہے۔ جیسے الرحمان علی العرش استویٰ " استویٰ کے معنی ہیں سیدھا

اور غالب ہونے دونوں کے ہیں۔ اول قریب بذہن ہے اور دوسرا بعید۔ مگر یہاں یہی بعید مراد ہے۔ یعنی خدائتعالی عرش پر غالب ہوا"

والسماء بنیناها بائید۔ اید جمع ید کی ہے جس کے معنی ہاتھ اور قدرت دونوں ہی ہیں۔ مگر یہاں قدرت مراد ہے۔ اور معنی آیت یہ ہیں کہ ہم نے آسمان کو اپنی قدرت سے بنایا۔

لف ونشر مرتب۔ ومن رحمته جعل لکم اللیل والنهار لتسکنوا فیه ولتبتغوا من فضله۔ پہلے لیل کہا۔ پھر نہار۔ پھر لیل سے پہلے سکون کو متعلق کیا۔ اوسکے بعد نہار سے ابتغاء فضل کو۔ یعنی جس ترتیب سے پہلے دو لفظ مذکور ہوئے۔ اوسی ترتیب سے اونکے متعلقات کو بھی بیان فرمایا۔ معنی آیت یہ ہیں کہ خدائتعالی نے اپنی رحمت سے شب اور روز کو پیدا کیا۔ تاکہ اوسمیں آرام لو اور اسمیں خدا کے فضل ونعمت کو حاصل کرو۔

صنعت جمع یعنی کئی چیزونکو ایک حکم میں جمع کرنا۔ جیسے المال والبنون زینة الحیوة الدنیا۔ مال اور فرزند دونوں ہی زندگانی دنیا کی زینت ہیں۔ واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنة۔ اور جانو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد دونوں ہی فتنہ ہیں۔

صنعت جمع مع التفریق۔ جیسے لا تکلم نفس الا باذنه فمنهم شقی وسعید۔ فاما الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر وشهیق خالدین فیها مادامت السماوات والارض الا ماشاء ربك ان ربك فعال لما یرید واما الذین سعدوا ففی الجنة خالدین فیها مادامت السماوات والارض الا ماشاء ربك عطاء غیر مجذوذ"۔ اس آیت میں پہلے شقی وسعید کو جمع کیا گیا۔ پھر اوسکی تفریق ظاہر کردی پھر تقسیم کردی کہ جو لوگ شقی ہیں وہ تو جہنم میں ہمیشہ رہینگے۔ جب تک خدا چاہے۔ اور جو سعید ہیں وہ ہمیشہ جنت میں رہینگے جب تک خدا چاہے۔

صنعت تجرید۔ کسی ذی صفت امر سے اوسی کا مثل دوسرا پیدا کرنا۔ جیسے لهم فیها دار الخلد۔ یعنی اون کافروں کے واسطے جہنم میں دار الخلد ہے"۔ جہنم تو خود ایک دار ہے (یعنی احاطہ ہے) اوسمیں سے دار الخلد کو پیدا کیا۔

علی ہذا القیاس اور بھی صنائع معنویہ ہیں۔

صنائع لفظیہ جو صنعتیں علاوہ معنی کے لفظ میں حسن پیدا کریں۔ منجملہ اونکے
صنعت تجنیس ہے۔ یعنی دو مشابہ لفظونکا ایک مقام پر ذکر کرنا۔ یہ بہت سی قسمونپر ہے
منجملہ اونکے ایک تجنیس تام ہے۔ جیسے یوم تقوم الساعۃ یقسم المجرمون ما
لبثوا غیر ساعۃ۔ جسدن قیامت قائم ہوگی مجرم اوس روز قسم کہا ئینگے کہ ایک گھڑی کی
بھی تاخیر نہیں ہوئی،، اس آیت میں لفظ الساعۃ اور ساعۃ میں تجنیس ہے۔ پہلی ساعۃ
بمعنی قیامت ہے۔ دوسری ساعت بمعنی گھڑی ہے۔
دوسری تجنیس ناقص۔ جسمیں دو لفظوں میں سے ایک بحیثیت حرف کے کم ہو۔ جیسے
التفت الساق بالساق الی ربک یومئذ المساق۔ قیامت کا دن وہ ہوگا کہ پنڈلیاں
پنڈلیوں سے ملجائینگی۔ اوسدن سب کی رجوع تمہارے پروردگار ہی کی طرف ہوگی۔ اس آیت
میں ساق اور مساق میں تجنیس ہے
تیسری تجنیس مضارع جسمیں دو لفظ آپسمیں صرف ایک حرف میں اختلاف رکھتے
ہوں جو وسط میں واقع ہو جیسے ھم ینھون عنه وینأون عنه،، یہ کفار لوگوں کو قرآن
کی طرف سے منع کرتے ہیں۔ اور اوس سے دور ہوتے ہیں۔ ینھون میں اور ینأون میں۔ ھا۔ اور
ہمزہ کا اختلاف ہے جو وسط لفظ میں واقع ہے۔
چوتھی تجنیس لاحق۔ جسمیں اختلاف حرف غیر متقارب ہو۔ اول میں ہو۔ یا وسط یا آخر میں
جیسے ویل لکل ھمزۃ لمزۃ،، ہر طعنہ دینے والے اور عیب گیر کے واسطے وائے ہے،،
ھمزہ اور لمزہ میں تجنیس لاحق ہے۔ اور ذلکم بما کنتم تفرحون مع الارض بغیر الحق
وبما کنتم تمرحون،، اے کافرو تمکو یہ سزا اسوجہ سے دی گئی ہے کہ زمین پر ناحق فرحناک ہوتے
اور اتراتے تھے،، اس آیت میں تفرحون اور تمرحون میں تجنیس ہے۔ اسمیں اختلاف وسط میں ہے،،
اور اذا جاءکم امر من الامن،، میں۔ امر۔ و امن۔ میں تجنیس ہے۔ اور اسمیں اختلاف حرف
آخر میں۔ علی ہذا القیاس اور بھی اقسام تجنیس قرآن مجید میں موجود ہیں جنکو بخیال طوالت چھوڑا جاتا ہے۔
دوسری صنعت رد العجز علی الصدر۔ اسمیں ایک ہی لفظ اول فقرہ اور وہی
آخر فقرہ میں لایا جاتا ہے۔ جیسے وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ۔ تو لوگوں سے

ڈرتا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ زیادہ حقدار اس بات کا ہے کہ تو اوس سے ڈرے - یہ صنعت لفظ بخشی
اور تخشی میں واقع ہوئی ہے جو اول و آخر فقرہ میں ہیں -
صنعت سجع مطرف وہ ہے جو نثر میں مثل قافیہ نظم کے ہو مگر وزن میں مختلف ہو جیسے
ما لکم لا ترجون للہ وقارا وقد خلقکم اطوارا - کیا ہے کہ تم خدا کا وقار نہیں کرتے
حالانکہ اوس نے مختلف حالتوں میں پیدا کیا ہے " وقارا اور اطوارا میں سجع ہے مگر وزن لفظ
میں اختلاف ہے -
صنعت سجع متوازی وہ ہے کہ وزن اور قافیہ دونوں میں اختلاف ہو جیسے فیھا
سرر مرفوعۃ و اکواب موضوعۃ - سُرر - اور اکواب میں اختلاف وزن بھی ہے - اور
اختلاف قافیہ بھی -
بہترین سجع وہ ہے جس کے دونوں فقروں یا زیادہ کے الفاظ برابر برابر ہوں جیسے سدر
مخضود و طلح منضود و ظل ممدود - سدر اور طلح - اور ظل - مخضود - اور منضود - اور
ممدود - برابر برابر ہیں -
اوسکے بعد رتبہ اوسکا ہے جسکا دوسرا فقرہ بڑا ہو - جیسے والنجم اذا ھوی ما ضل
صاحبکم وما غوی " قسم ستارے کی جبکہ وہ جھکا - کہ تمہارا صاحب نہ گمراہ ہوا ہے اور
نہ بہکا ہے جو فقرہ کہ ھوی پر ختم ہوا ہے وہ چھوٹا ہے بہ نسبت اوسکے جو غوی پر ختم ہوا ہے -
صنعت موازنہ جسکے آخری لفظ صرف وزن میں برابر ہوں نہ قافیہ میں - جیسے نمارق
مصفوفۃ وزرابی مبثوثۃ - مصفوفہ اور مبثوثہ - وزن میں برابر ہیں -
صنعت مماثلہ - جسمیں آخری لفظ - دونوں وزن میں مساوی ہوں - خواہ قافیہ میں مساوی
ہوں یا نہوں - جیسے اتیناھما الکتاب المستبین وھدیناھما الصراط المستقیم -
اسمیں صرف لحاظ مستبین اور مستقیم کے ہم وزن ہونیکا ہے نہ ہم قافیہ ہونیکا -
صنعت قلب وہ صنعت ہے کہ جس میں جملے کو دونوں طرف سے پڑھ سکیں اور وہی جملہ ہو
لفظ نہ بدلے - جیسے ربک فکبر - اول سے پڑھیے تو ربک فکبر ہے - آخر سے پڑھنا شروع
کیجیے تو بھی ربک فکبر ہے - اور جیسے کل فی فلک جسطرح اول سے پڑھنے میں کل فی فلک ہے

اوسیطرح آخر سے پڑھتے ہیں۔

صنعت لزوم مالایلزم جسمیں اوس امر کا التزام کرلیا جائے جو سجع میں لازم نہیں ہے مثلاً مساوات حروف کہ یہ سجع میں لازم نہیں ہے۔ جیسے اما الیتیم فلا تقھر واما السائل فلا تنھر اسمیں تقھر اور تنھر میں صنعت لزوم مالایلزم ہے۔ کیونکہ سجع تو تقھر اور تزجر سے بھی حاصل ہو سکتا تھا۔ مگر تنھر کا اختیار کرنا کہ تقھر کی ہا و رابیں مساوی ہو۔ لزوم لایلزم ہے

اکتیسواں باب علم عروض میں

اس علم میں نظم کے اوزان سے بحث ہوتی ہے۔ اگرچہ قرآن مجید میں اس بات کی نفی کیگئی ہے کہ یہ نظم اور شعر نہیں ہے اور نہ رسولخدا کو یہ علم سکھایا گیا۔ مگر چونکہ ہر کلام بلیغ کی شان یہ ہے کہ جب اپنی انتہائے بلاغت پر پہونچے تو بیشتر نظم کی صورت پیدا کرلائے۔ اس وجہ سے اس کتاب میں اکثر مقامات پر اوزان شعر پائے گئے ہیں۔ اور کیوں نہوں؟ حالانکہ اسکا دعوی ہے کہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ پس اسکا نظم کے عنوان سے خالی ہونا عیب تھا لہذا ضروری ہوا کہ نظم و شعر کا انداز بھی اسمیں دیکھنے والے کو ملے اگرچہ بالقصد اسکی آیتیں شعر کی صورت میں بیان نہیں کی گئی ہیں۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ بحریں جو عرب میں مستعمل تھیں۔ اور جنکو خلیل بن احمد اور اخفش نے جمع کیا ہے اونکی صورتیں قرآن مجید کی آیتوں سے نکل سکتی ہیں یا نہیں۔ اور اگر نکل سکتی ہیں تو کون کون سی بحریں تو پندرہ ہیں۔ جو خلیل بن احمد نے اشعار عرب پر نظر کرکے نکالی ہیں۔ اور اخفش نے ایک اونپر اضافہ کیا ہے۔ جس سے سولہ بحریں ہوگئی ہیں۔

بحر طویل۱۔ بحر بسیط۲۔ بحر وافر۳۔ بحر کامل۴۔ بحر مضارع۵۔ بحر مجتث۶۔ بحر منسرح۷۔ بحر رجز۸ بحر رمل۹۔ بحر متقارب۱۰۔ بحر متدارک۱۱۔ بحر مدید۱۲۔ بحر سریع۱۳۔ بحر خفیف۱۴۔ بحر ہزج۱۵۔ بحر مقتضب۱۶

انمیں سے متدارک اخفش نے بڑہائی ہے۔ باقی بحریں خلیل بن احمد کی ایجاد کردہ ہیں۔

مثال بحر رمل عروض ضرب مقصور۔

ثم اقررتم وانتم تشهدون ٭ ثم انتم هؤلاء تقتلون

(تقطیع) ثم اقرر	تم وانتم	تشهدون	ثم انتم	هؤلاء	تقتلون
فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلان	فاعلاتن	فاعلات	فاعلان

دوسری مثال۔ علّم الانسان مالم یعلم۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلن۔

تیسری مثال رمل مسدس سالم۔ اذ نسوّیکم بربّ العالمین۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلان۔

(بیت کامل) ھٰذہ النّارُ الّتی کُنْتُمْ بِھَا تکذّبون: ایک مصرع کُنْ پر تمام ہوتا ہے دوسرا مصرع تکذّبون پر۔

مثال بحر متقارب ولا تَلْبِسُوا الحقّ بالباطل + فعولن فعولن فعولن فَعَلْ۔

دوسری مثال۔ اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ: فعولن فعولن فعولن فعول۔ واُملی لھم انّ کیدی متین:

تیسری مثال۔ اَنِ استغفروا ربکم ثم توبوا: فعولن فعولن فعولن فعولن۔

چوتھی مثال۔ نعم المولی ونعم النصیر: فعلن فعلن فعولن فعولن۔

پانچویں مثال۔ ینجّی الله الذین اتقوا: فعولن فعلن فعولن فَعَلْ۔

تیسری بحر مضارع مثمن اخرب۔ والمرسلات عرفا: والعاصفات عصفا:

والناشرات نشرا: فالملقیات ذکرا: اسے ایک شعر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور دو شعر بھی۔ اگر مشطور پڑھیں تو دو شعر ہیں۔ اگر سالم پڑھیں تو ایک شعر۔

تقطیع اسکی یہ ہے۔ مستفعلن فعولن۔ مستفعلن فعولن۔

دوسری مثال۔ والعادیات ضبحا: فالموریات قدحا: جبکہ اسکو ایک شعر قرار دیں۔

چوتھی بحر رجز۔ اذا راوا تجارۃً: او لھوا انفضّوا الیھا:

(تقطیع) اذا راوا مفاعلن۔ تجارۃً مفاعلن۔ اَوْ لَھْوَنِنْ مستفعلن۔ فَضّوا الیٰ مستفعلن ھا فع۔

دوسری مثال ع راوَدَتْہُ عن نفسہ فاستعصم (سورہ یوسف) مستفعلن مستفعلن مستفعلن

تیسری مثال ع اتخذوا ایمانھم جُنّۃً:

چوتھی مثال ع الیوم اکملتُ لکم دینکُمْ + مستفعلن فاعلن فاعلن

پانچویں مثال ع الیوم تُجزون عذاب الھون + مستفعلن مفتعلن مفعولن۔

(بیت مسلم) ثم اتقوا واٰمنوا + ثم اتقوا واحسنوا:

پانچویں بحر طویل ع منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم + جزو اول اسکا ثلم ہے۔

تقطیع اسکی یہ ہے - فعلن مفاعیلن فعولن مفاعِلُن -
چھٹی بحر بسیط وعندھم قاصراتُ الطرف اترابٌ ؛ مفاعلن فاعلن مستفعلن فعِلُن
دوسری مثال بحر بسیط مشطور ومَنِ اعتدی بعد ذٰلک ؛ فله عذابٌ الیم ؛
ساتویں بحر متدارک اِنّ ربّی رحیمٌ ودودٌ - فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فع
دوسری مثال - اعملوا آلِ داوٗد شکرا ؛ فاعلن فاعلن فاعلن فع -
تیسری مثال - اِن ھذا الشیٔ عجیبٌ فاعلن فاعلن فاعلن فع -
آٹھویں بحر سریع اُزلِفتِ الجنّۃُ للمتّقین -
دوسری مثال ع بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ؛
نویں بحر خفیف ع فاتّقوا اللہ یا اُولی الالباب - فاعلاتن مفاعلن فعلان
دوسری مثال ع قال ھذا فراقُ بینی وبینکَ ؛
تیسری مثال ع فکلی واشربی وقرّی عینًا ؛
دسویں بحر ہزج (بیت مسلم) ؎ فلا خوفٌ علیہِم ؛ ولا ھُم یحزنُونا ؛
دوسری مثال ع سلامٌ ھی حتّی مطلع الفجر ؛
تیسری مثال ع واوفوا الکیلَ والمیزانَ بالقسط ؛
چوتھی مثال ع وذُلّلت قطوفھا تذلیلًا ؛
گیارہویں بحر وافر ع اذا سوّیتُہٗ ونفختُ فیه ؛ مفاعیلن مفاعَلَتن فعولن -
بارہویں بحر کامل بیت مشطور مضمر - جنّات عدنٍ تجری ؛ من تحتھا الانھار ؛
متفاعلن کی ت ساکن کیگئی - اور منقول پہ مستفعلن ہوگیا -
تیرہویں بحر مدید - قیل یا ارضُ ابلعی ماءکِ - فاعلاتن فاعلن فاعلن
دوسری مثال فیھما عینان نضّاختان - فاعلاتن فاعلُن فاعلان
چودہویں بحر مجتث - مجزو محذوف مخبون ؎ لِسعیھا راضیہ ؛ فی جنّۃ عالیہ ؛
تقطیع مفاعِلُن فاعلُن - مستفعلن فاعِلُن -
پندرہویں بحر منسرح مجزو مکسوف مخبون ؎ فالزاجراتِ زجرًا ؛ فالتالیاتِ ذکرًا ؛

مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن۔

سولہویں بحر مقتضب مجزو ضرب مطوی عروض مقطوع۔

سہ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً ؛

وَاعبُدُل۔ فاعلن۔ لَا وَ دَلَا ؛ مفتعلن۔ تُشرِ کُوبِ۔ فاعلات۔ ہی شَیئاً ؛ مفعولن۔

بتیسواں باب علم معمّا میں

قرآن مجید فن معمّا کے بیان سے بھی خالی نہیں ہے۔ اگرچہ یہ بات عام طور پر دریافت کرنی مشکل ہے مگر جب مشکلکشا کی طرف رجوع کیجائے تو کیوں مشکل رہنے لگی۔

کتاب مشکلات العلوم میں مروی ہے کہ کسی نے یہ اشکال جناب حلال المشکلات علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ اوس جناب نے سنتے ہی اس معمّا کی بستہ گرہ کو اپنے ناخن جواب سے فوراً کھولکر سائل کے سامنے دروازہ مُغلق سوال کو مفتوح کردیا۔ اور فرمایا کہ ہاں قرآن میں معمّا موجود ہے۔ اور وہ سورہ ہود میں ہے جہاں کہ پروردگار عالم فرماتا ہے۔ ما من دابّۃ الا ھو اٰخذٌ بناصیتھا۔ لفظی معنی اسکے یہ ہیں۔ کہ کوئی زمین پر چلنے والا ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکا مالک نہو بلکہ وہ سب کا مالک ہے۔ مگر ان لفظوں میں یہ صنعت موجود ہے۔ کہ دوسری صورت سے اسکے یہ معنی ہوتے ہیں کہ کوئی دابّہ ایسا نہیں ہے جسکی پیشانی کو ھُو نہ پکڑے ہو۔ یعنی کہ لفظ ھُو لفظ دابّۃ کی پیشانی یعنی د کو پکڑے ہوئے ہے۔ اور جب ھو کے ساتھ د کو ملادیں تو جناب ھود نبی کے نام کا معمّا نکل آتا ہے۔ پس اس آیت میں نہایت صاف و واضح معمّا موجود ہے۔

فسبحانہ ما اعجب کلامہ قرانہ وما اعجز کتابہ فرقانہ۔

تینتیسواں باب علم الامثال میں

قرآن مجید میں علاوہ اور صنائع و بدائع معنویہ و لفظیہ کی مثلیں بھی موجود ہیں۔ ان مثلوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ مثلیں ہیں جو مثلاً بیان فرمائی گئی ہیں۔ اور وہ قرآن مجید میں بے شمار ہیں۔ جیسے ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا امراۃ نوحٍ و امراۃ لوطٍ کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاھما اور واضرب لھم مثلاً اصحاب القریۃ اذجاءھا المرسلون اور ذٰلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرعٍ اخرج شطأہ فاٰزرہ

فاستغلظ فاستوٰی علیٰ سُوقِہٖ یعجب الزُّرَّاعَ لیغیظ بھم الکُفّار۔
اور مثلاً مثلُھم کمثَل الذی استوقد نارًا فلمّا اضاءت ماحوله ذهب الله بنورهم وترکھم فی ظلماتٍ لایُبصِرونَ "
اور مثلاً۔ مَثَلُ الذین اتخذوا من دون اللهِ اولیاءَ کمثَل العنکبُوتِ اِتَّخَذَتْ بیتًا " وغیر ذٰلک۔
دوسری قسم کی وہ مثلیں ہیں جنکو ضرب المثل کہتے ہیں اور جو حسن کلام کے واسطے لائی جاتی ہیں جیسے اردو میں کہتے ہیں۔ جسکے ہاتھ میں ڈوئی اوسکا سب کوئی "جسے خدا بناے اوسے کون بگاڑے" دیکھا دیکھی پاپ دیکھا دیکھی دھرم۔ وغیرہ
اور فارسی میں مثلاً۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ چاہ کنندہ را چاہ در پیش۔ چراغ پائے خود روشنی ندارد۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ وغیرہ
اور عربی میں مثلاً۔ فمٌ یُسبِّحُ وقلبٌ یُذبِّحُ۔ الدنیا زورٌ لایحصل الا بالزور۔ الناس باللباس۔ لولا السیف کثر الحیف۔ وغیرہ
اسی طرح قرآن مجید میں بھی ضرب المثلیں کثرت سے مذکور ہیں جنمیں سے چند مثلیں یہاں بیان کی جاتی ہیں۔ (۱) اَنَّ انکر الاصواتِ لَصَوتُ الحمیر۔ (۲) اَنَّ اوھن البیوت لبیت العنکبوت۔ (۳) صِبغةَ الله ومن احسن من الله صبغةً۔ (۴) اِنْ احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلھا۔ (۵) ضَعُفَ الطالبُ والمطلوبُ (۶) الانسانُ علیٰ نفسه بصیرةٌ۔ (۷) لَیس لھا من دون الله کاشِفَةٌ۔
(۸) صُنع الله الذی اتقن کُلَّ شیءٍ۔ (۹) اَلخبیثات للخبیثین۔ (۱۰) الطیّبات للطیّبین۔ (۱۱) اِنْ ھُمْ اِلّا کالانعام بل ھم اضلُّ سبیلا۔ (۱۲) فی القصاص حیوٰة۔ (۱۳) لن تنالوا البرّ حتیٰ تنفقوا مِمّا تحبّون۔ (۱۴) کل یعمل علیٰ شاکلته (۱۵) ھل جزاء الاحسان اِلّا الاحسان۔ (۱۶) کم من فئةٍ قلیلةٍ غلبت فئةً کثیرةً باذن الله۔ (۱۷) لایستوی الخبیث والطیّب۔ (۱۸) یاایھا الذین اٰمنوا لم تقولون مالاتفعلون۔ (۱۹) یالیت بینی وبینك بُعد المشرقین۔ (۲۰) عسیٰ

ان تکرھوا شیئًا ویجعل اللہ فیہ خیرًا کثیرًا۔(۲۱) کل نفسٍ بما کسبت رھینۃ (۲۲) تحسبھم جمیعًا و قلوبھم شتّٰی۔(۲۳) الیس الصبح بقریب (۲۴) ولا ینبئک مثل خبیر۔(۲۵) کل یوم ھو فی شانٍ۔علیٰ ہذا القیاس اور بہت سی مثلیں ہیں۔

چونتیسواں باب علم فقہ میں

علم فقہ سے مراد وہ علم ہے جسمیں احکام شرعیہ بیان ہوتے ہیں۔اور جسکی تعریف یہ ہے۔
ھو العلم بالاحکام الشرعیۃ الفرعیۃ من ادلتھا التفصیلیۃ۔ ان احکام کی چار قسمیں ہیں۔(۱) عبادات (۲) معاملات (۳) ایقاعات (۴) احکام۔ ؎۱
عبادات۔جیسے نماز۔روزہ۔حج۔زکوٰۃ وغیرہ۔معاملات جیسے تجارت۔رہن۔قرض وغیرہ
ایقاعات۔جیسے نکاح۔طلاق۔ایلاء۔ظہار۔لعان وغیرہ۔احکام جیسے قضا۔دیات قصاص وغیرہ + ان احکام شرعیہ کو بکلی قرآن کریم نے بہت توضیح سے تقریبًا پانچسو مقام پر بیان فرمایا ہے جسکی تفسیر اکثر علماء نے کی ہے۔تفسیر شاہی بزبان فارسی تفسیر آیات الاحکام بزبان عربی اور دیگر تفاسیر مفصلہ موجود ہیں۔مجملًا ان چاروں بابوں میں سے ہر ایک کی دو دو ایک ایک مثال پیش کرونگا۔باقی رہی اطلاع تام وہ کسی خاص وقت کے لئے چھوڑی جاتی ہے۔یا جو کوئی شوق رکھتا ہو وہ کتاب کنز الفرقان۔یا کتاب آیات الاحکام۔یا تفسیر شاہی دیکھے۔

کتاب الطہارۃ۔احکام وضو۔اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے چہرہ کو دہوؤ۔اور ہاتھوں کو مع کہنیوں کے۔اور سروں کا مسح کرو۔نیز پاؤں کا ٹخنوں تک
احکام غسل وان کنتم جنبًا فاطھروا۔اگر تم لوگ جنابت سے ہو تو غسل کرکے طہارت کرو۔یاایھا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون ولا جنبًا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا۔اے ایمان والو۔نماز کے پاس نہ جاؤ جبکہ تم نشہ میں ہو یہانتک کہ تمہیں ہوش آجائے اور جو زبان سے کہتے ہو اوسے سمجھنے لگو سا ورنہ جنابت کی حالت میں نماز پڑھو۔مگر مسجد میں بطور مرور کے جاسکتے ہو۔یہانتک کہ غسل کرلو +

؎۱ لطف یہ ہے کہ احکام شرعیہ قرآنیہ میں دعوی اور دلیل دونوں مجتمع لکھے ہیں فتدبر و تامل

غسل حیض۔ یسئلونک عن المحیض قل ھو اذًی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھنّ حتّٰی یطھرن فاذا تطھّرن فاتوھنّ من حیث امرکم اللہ۔ اے رسول تم سے لوگ احکام حیض کی بابت دریافت کرتے ہیں تو کہدو کہ یہ ایذا ہے۔ پس تم عورتوں کو حیض کے زمانے میں چھوڑدو۔ اونکے پاس بھی نہ جاؤ جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں۔ پس جب وہ غسل کرلیں توجسطرح خدانے حکم دیا ہے اوسطرح اونکے پاس جاؤ۔

احکام تیمم۔ وان کنتم مرضٰی او علٰی سفر او جآء احد منکم من الغائط او لامستم النساء فلم تجدوا ماءً فتیمّموا صعیدًا طیّبًا فامسحوا بوجوھکم وایدیکم منہ اگر تم لوگ بیمار ہو۔ یا سفر میں ہو۔ یا کوئی تم میں سے جائے ضرور سے آیا ہو۔ یا تم نے عورت سے صحبت کی ہو اور پانی نہ پاؤ تو زمین پاک پر تیمم کرو۔ پھر اپنے چہرہ اور ہاتھوں کا اوس سے مسح کرو"

کتاب الصلوٰۃ۔ یاایّھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ اے ایمان والو روزہ اور نماز سے مدد مانگو" ومن حیث خرجت فولّ وجھک شطر المسجد الحرام۔ جب مکہ معظمہ سے باہر ہو تو تم مسجد الحرام کی طرف رخ کرکے نماز پڑہو۔ اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الٰی غسق اللیل وقراٰن الفجر انّ قراٰن الفجر کان مشھودًا۔ نماز کو قائم کرو دلوک آفتاب کے وقت تاریکی شب تک اور نماز صبح پڑہو۔ بیشک قرآن فجر یعنی نماز صبح مشہود ملائکہ ہے" اسمیں پانچوں نمازوں کے اوقات بیان کئے گئے ہیں۔

کتاب الصوم۔ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضًا او علٰی سفر فعدّۃ من ایّام اُخر جو کوئی ماہ رمضان کو پائے اوسے چاہیے کہ اس مہینے میں روزہ رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اوتنے دن کے روزے دوسرے زمانے میں رکھے"

کلوا واشربوا حتّٰی یتبیّن لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر" روزے کے مہینے میں اوسوقت تک کہاؤ پیو جب تک صبح صادق نہو۔ جب صبح ہوجائے تو ترک کرو۔ ثم اتمّوا الصیام الی اللّیل۔ پھر روزے کو رات آجانے پر تمام کرو۔

وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین جو لوگ طاقت رکھتے ہیں وہ ایک مسکین کا کہانا فدیہ میں دیدیں ؂

کتاب الاعتکاف لا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد۔ عورتوں سے صحبت نہ کرو جب کہ تم مسجد میں معتکف ہو۔

کتاب الزکوٰۃ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفة قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل۔ زکوٰۃ ان لوگوں کو دی جائیگی جو فقیر اور مسکین اور زکوٰۃ کے وصول کرنے والے اور مؤلفۃ القلوب ہوں۔ اور غلاموں کے آزاد کرنے میں۔ قرض داروں کے قرض ادا کرنے میں۔ اور راہ خدا میں۔ اور مسافر کو دیجائیگی" یہ آٹھ مستحق زکوٰۃ بیان کئے گئے ہیں۔

کتاب الخمس۔ یسئلونك عن الانفال قل الانفال للہ والرسول اے رسول تم سے لوگ انفال کی بابت سوال کرتے ہیں تو کہدو کہ انفال اللہ اور رسول کا حق ہے پھر فرمایا ہے دسویں پارہ میں۔ واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسه وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل۔ غنیمت میں جو کچھ تم پاؤ اوسکا پانچواں حصہ۔ خدا۔ رسول۔ ذی القربی۔ یتیموں۔ مسکینوں۔ اور مسافر کو دو" یہی خمس ہے۔

کتاب الحج اتموا الحج والعمرة للہ حج اور عمرہ کو خدا کی خوشی کے واسطے پورا کرو۔ پھر فرمایا ہے ان الصفا والمروة من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیه ان یطوف بھما کوہ صفا و مروہ خدا کے شعائر میں سے ہیں۔ پس جو کوئی حج یا عمرہ کرے اوسے کچھ مضائقہ نہیں کہ ان دونوں کا بھی طواف کرے۔

حج کے احکام بہت سے مقام پر قرآن مجید میں مذکور ہیں تمثیلا صرف دو آیتیں لکھی گئیں۔

کتاب الجہاد۔ انفروا خفافا وثقالا وجاھدوا باموالکم وانفسکم۔ بہر صورت ہلکے پھلکے اور اسلحہ سے سجے ہوئے کوچ کرو۔ اور اپنے مال و جان سے جہاد کرو"

کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر وامر بالمعروف وانه عن المنکر۔ نیک کاموں کا لوگوں کو حکم کرے۔ اور بد باتوں سے لوگوں کو منع کرے"

کتاب التجارۃ۔ احل اللہ البیع وحرم الربوا۔ خدا تعالی نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود لینے کو حرام کیا ہے۔

کتاب الوصیۃ کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیۃ
للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی المتقین - جب تم میں سے کسی کے موت کا وقت
آجائے تو اوسکے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مقرر کردیا گیا ہے کہ اگر اوس نے کچھ حلال مال ترکہ
میں چھوڑا ہے تو اوسکی وصیت والدین اور قرابت داروں کے واسطے کرجائے یہ بات پرہیزگاروں کو
لازم ہے -

کتاب نکاح فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربٰع فان خفتم
الا تعدلوا فواحدۃ - نکاح کرو جو عورتیں تمہیں پسند ہوں - دو سے یا تین سے یا چار سے پس
اگر یہ ڈر ہو کہ اون کے درمیان عدل نہ کرسکو گے تو ایک ہی پر قناعت کرو - واتوا النساء صدقٰتھن
نحلۃ - عورتوں کا مہر - یعنی نکاح کا حق اونہیں اونکی خوشی سے دے ڈالو -

کتاب الطلاق - ان طلقتموا النساء فطلقوھن لعدتھن - اگر تم لوگ عورتوں کو
طلاق دو تو طلاق عدت دو - والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء - عورتوں کو چاہیے
کہ طلاق پانے کے بعد تین طہر تک انتظار کریں، اگر اس کے اندر اونکے شوہر اول رجوع کرلیں
تو بہتر ورنہ دوسرا نکاح کرلے سکتی ہیں -

کتاب الایلاء - للذین یؤلون من نسائھم تربص اربعۃ اشھر فان فاءو فان اللہ
غفور رحیم وان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم " جو لوگ اپنی عورتوں سے
ایلاء کرتے ہیں اونکو چار مہینے انتظار کرنا چاہیے اگر اس اثنا میں اونکے شوہروں نے رجوع کرلی
تو خدا غفور و رحیم ہے - اور اگر طلاق کا ارادہ کیا تو اللہ سمیع و علیم ہے -

کتاب الظہار والذین یظاھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر
رقبۃ من قبل ان یتماسا - جو لوگ اپنی جوروں سے ظہار کرتے ہیں یعنی یہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ تیری
پشت میری ماں کی پشت کے مانند ہے - تو اونکو قبل صحبت کرنے کے ایک بندہ آزاد کرنا چاہیے -
پھر فرمایا فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام
ستین مسکینا - پس جو ایک بندہ آزاد کرنے کو نہ پائے - تو اوسے چاہیے کہ دو مہینے کے متواتر روزے
رکھے - پھر جو اسپر بھی قادر نہو تو ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے -

کتاب اللعان (سورہ نور) والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شھداء الا
انفسھم فشھادۃ احدھم اربع شھادات باللہ انہ لمن الصادقین ۰ والخامسۃ
ان لعنۃ اللہ علیہ ان کان من الکاذبین ۰ ویدرءعنھا العذاب ان تشھد اربع
شھادات باللہ انہ لمن الکاذبین ۰ والخامسۃ ان غضب اللہ علیھا ان کان من
الصادقین ۰ جو لوگ اپنی عورتوں پر الزام لگاتے ہیں اگر اون کے پاس گواہ نہوں بلکہ وہی خود صرف
گواہ ہوں تو وہی چار مرتبہ خدا کی گواہی دیں کہ وہ سچے ہیں - اور پانچویں یہ کہائیں کہ وہ جھوٹ کہتے
ہوں تو اوسپر خدا کی لعنت ہے - اور زن ملزمہ سے سزا ٹلجائیگی اگر وہ چار مرتبہ خدا کو گواہ کرکے کہے کہ
مرد اپنے الزام میں جھوٹا ہے - اور پانچویں مرتبہ یہ قسم کہائے کہ اوسپر خدا کا غضب ہو اگر وہ مرد سچ
کہتا ہو"

کتاب المیراث یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان
کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک وان کانت واحدۃ فلھا النصف
ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد فان لم یکن لہ
ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس - اللہ وصیت
کرتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ لڑکے کو دو مثل لڑکی کا حصہ ملنا چاہئے - یعنی کہ بیٹے کو دو حصے
ملیں اور لڑکی کو ایک حصہ - پھر اگر صرف بیٹیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو اونکو ترکہ میں سے دو ثلث
ملینگے - اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اوسکو نصف ملیگا - میت کی والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا چھٹا حصہ
دیا جائیگا - اگر میت کے کوئی فرزند زندہ ہو - اور اگر نہو تو ماں کو ثلث دیا جائیگا - پس اگر بھائی صاحب
ہوں تو میت کی ماں کو اوسکے ترکہ کا چھٹا حصہ ملیگا -

کتاب الاطعمۃ والاشربہ - انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما
اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ - پس تم لوگوں پر
مردار کا گوشت کہانا - اور خون - اور سور - اور بے نام خدا لئے ہوئے ذبح کردہ جانور حرام کیا گیا ہے
پس جو کوئی مضطر ہو - باغی و عادی نہو تو اوسپر کوئی گناہ نہیں ہے -

الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم

حِلٌّ لَّهُمْ۔ آج تم پر حلال کر دی گئیں پاک چیزیں اور طعام خشک (مثل جو گیہوں وغیرہ کے) اہل کتاب کے تمہارے لئے حلال ہیں۔ اور تمہارے طعام اونکے لئے۔

(۳) حُرِّمَت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغیر الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردیة والنطیحة وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام۔ حرام کیا گیا تم پر مردہ۔ اور خون۔ اور سور کا گوشت اور جو بغیر نام خدا کے ذبح کیا گیا ہو۔ اور گلا گھونٹا ہوا جانور۔ اور مار مار کر مار ڈالا ہوا جانور (جسکے پاؤں باندھ کر اسقدر مارا گیا ہو کہ آخر میں مر گیا ہو) اور جو اوپر سے گرا کر مار ڈالا گیا ہو۔ اور جو ٹکر لڑا کر مار ڈالا گیا ہو۔ اور جسے درندے نے کھایا ہو۔ مگر جسے تم نے ذبح کر لیا ہو وہ حلال ہے۔ اور وہ بھی جانور حرام ہیں جو بتوں وغیرہ پر چڑھائے گئے ہوں۔ اور جو گوشت پانسے ڈالکر بانٹا گیا ہو وہ بھی حرام کیا گیا ہے ؎

کتاب الصید والذباحة۔ یسئلونک ماذا احل لهم قل احل لکم الطیبات وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونهن مما علمکم الله فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم الله علیه۔ اے رسول تم سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ کیا چیز اونکے لئے حلال کی گئی؟ کہدو کہ تمہارے لئے تمام پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں۔ اور سکھائے ہوئے شکاری کتے کا شکار کیا ہوا جانور جسے باقاعدہ سکھایا گیا ہو۔ پس جسے ان کتوں نے پکڑا ہو اوسے کھاؤ بشرطیکہ بسم اللہ کہکر اونہیں شکار کے لئے چھوڑا گیا ہو ؎

کتاب القضاء واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل،، جب آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے بیٹھو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ پھر ایک مقام پر فرمایا ہے ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الکاذبون۔ جو شخص اوس حکم کے مخالف حکم دے جسے خدا نے نازل کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔ وعلی ہذا القیاس

کتاب القصاص۔ کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی۔ تم پر بدلا لینا مقتولوں کا مقرر کیا گیا ہے اسطور سے کہ آزاد کے مقابلہ میں آزاد کو قتل کرو۔ غلام کے مقابلے میں غلام کو اور عورت کے مقابلے میں عورت کو۔

کتاب الدیۃ - من قتل مؤمنًا خطأً فتحریر رقبۃ مؤمنۃٍ ودیۃٌ مسلّمۃ الیٰ اھلہ الا ان یصّدّقوا فان کان من قومٍ عدوٍّ لکم وھو مؤمن فتحریر رقبۃ مؤمنۃٍ وان کان من قومٍ بینکم وبینھم میثاق فدیۃ مسلمۃ الی اھلہ وتحریر رقبۃ مؤمنۃ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین توبۃ من اللہ - جو کوئی کسی مؤمن کو غلطی سے قتل کر دے تو اوسے چاہیئے کہ ایک بندہ مومن آزاد کرے اور ایک دیت اوس مقتول کے عزیزوں کو حوالہ کرے - پس اگر وہ مقتول ایسی قوم میں سے ہو جو تمہاری دشمن ہے - مگر وہ مقتول مؤمن رہا ہو تو ایک بندہ مؤمن آزاد کرنا چاہیئے - اور اگر ایسی قوم میں سے ہو کہ اوسکے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہوگیا ہو - تو ایک دیت اوسکے عزیزوں کے حوالے کرو - اور ایک مؤمن غلام آزاد کرو - پھر جو کوئی بندہ آزاد کرنے کو نہ پائے تو دو مہینے کے روزے خدا سے بخشوانے کے واسطے رکھے + اسی طرح اور ابواب کی بھی آیتیں ہیں -

قیاس کن زگلستان من بہار مرا -

پینتیسواں باب علم درایہ میں

اس فن میں احوال خبر سے بحث ہوتی ہے - بایں معنی کہ راوی اس خبر کا کیسا ہے - کاذب ہے یا صادق مؤمن ہے - یا فاسق - اور نیز یہ کہ راوی اسکے کئی ہیں یا ایک ہی ہے - پھر سلسلہ خبر قطع ہوگیا ہے یا قائم ہے - اگر قطع ہوگیا ہے تو آیا اول سے قطع ہوا ہے یا وسط سے - یا آخر سے وغیرہ - اگرچہ اس علم کی بنیاد احادیث رسول و ائمہ طاہرین علیہم السلام کے حالات دریافت کرنیکے واسطے ڈالی گئی تھی جس سے دریافت کیا جاسکے کہ یہ حدیث کس درجے پر ہے - درجہ صحت پر یا ضعف پر مقبول ہے یا مردود منقطوع ہے - یا مرسل - لیکن اس کا قانون پہلے قرآن ہی نے سکھایا اور فرمایا - ان جاء فاسق بنباءٍ فتبیّنوا ان تصیبوا قومًا بجھالۃ فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نادمین - اگر کوئی فاسق تم سے کوئی خبر بیان کرے تو توقف کرو - جب تک اوسکا کذب یا صدق معلوم نہوا وسوقت تک اوسپر عمل نکرو - اور تحقیق کرو کہیں ایسا نہو کہ کسی قوم پر نادانی سے جا پڑو پھر کل کو اپنے کئے پر پچتانے لگو -

مطلب یہ ہوا کہ وہ خبر جو کسی فاسق کی زبانی تمکو معلوم ہو وہ قابل اعتبار نہیں ہے جب تک

کسی اور طریقہ اور قرینے سے اوسکی صحت نہ معلوم ہو جائے (یہ تعلیم اصل اصول علم درایہ ہے)
دوسرے مقام پر تعلیم فرماتے ہوئے نقل قول حضرت سلیمان کیا ہے۔ اور خبر ہدہد کی نسبت
تحقیق کرنے کا معاملہ بیان فرمایا ہے۔ پہلے فرمایا فمکث غیر بعید فقال احطت بما لم
تحط به وجئتك من سبأ بنبأ يقين انی وجدت امراة تملكهم واوتيت من
كل شیٔ ولها عرش عظيم، وجدتها وقومها يسجدون للشمس من دون الله
ہُدہُد تھوڑی ہی دیر بعد آگیا۔ اور حضرت سلیمان سے کہا۔ میں خبر جانتا ہوں جو آپ بھی نہیں جانتے
اور میں ایک خبر صحیح لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو پایا کہ وہ بادشاہ ایک قوم کی ہے اور اوسکے
پاس ہر قسم کی چیزیں ہیں۔ اور اوسکا تخت بڑا ہے۔ میں نے اوسے دیکھا کہ وہ اور اوسکی قوم سورج
کو سجدہ کرتے ہیں۔ خدا کو سجدہ نہیں کرتے"
جب یہاں تک ہُدہُد نے خبر بیان کر لی تو حضرت سلیمان نے اوسے سنکر قال سننظر اصدقت
ام كنت من الكاذبين" فرمایا ہم دیکھینگے کہ آیا تو نے یہ خبر سچ بیان کی ہے یا تو جھوٹا ہے"
پھر اسکے بعد ذرائع تحصیل صدق یا کذب خبر کو بیان فرمایا ہے۔ کہ پہلے ایک خط بھیجا جس سے
اوس عورت کا حال دریافت کریں۔ یہ ہی نہیں کیا کہ بمجرد سننے کے مان لیا ہو تاکہ جو کچھ ہُدہُد نے کہا ہے
وہ سچ ہے۔ بلکہ بقاعدہ علم درایہ اوسکا تثبت و تبیّن فرمایا۔ یہی معنی علم درایہ کے ہیں"
پھر ایک مقام پر جرح و تعدیل کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے۔ اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد
انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنافقين لكاذبون
جب منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں تم اللہ کے رسول ہو۔ اور خدا بھی
جانتا ہے کہ تم اوسکے رسول ہو مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق اپنی اس خبر میں جھوٹے ہیں۔

چھتیسواں باب علم رجال میں

جس طرح علم درایہ میں احوال خبر سے بحث ہوتی ہے۔ اوس طرح علم رجال میں احوال مخبر سے
بحث ہوتی ہے۔ کہ راوی اس خبر کا کون ہے کیا نام تھا۔ کس طبیعت کا شخص تھا۔ آیا اوسکے بیان
کو تسلیم کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ مثلاً ابو بصیر مرد شیعہ تھے عادل تھے۔ صحیح الروایہ تھے معصوم نے
انکی مدح کی ہے۔ انکی حدیث معتبر ہے۔ یہ جناب صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔

اور مثلاً سماعہ راوی معتبر تھے۔ یا مراسیل ابن عمیر بسبب اونکے وثوق کے قابل اعتبار ہیں وغیر ذلک
قرآن مجید نے پہلے ہی اس طریقہ کو تعلیم کردیا اور ظاہر فرمادیا ہے کہ جب تم سے کوئی کچھہ بیان کرے تو
پہلے اوس شخص کے حال سے بحث کرلو۔ قالوا اتخذ اللّٰہ ولدا ما لھم بہ من علم ولا لآبائھم
کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ یہود ونصاریٰ کہتے ہیں کہ خدا نے بیٹا
اختیار کیا ہے نہ تو اس بات کا علم اونکو خود ہے اور نہ اونکے آباؤ اجداد کو۔ یہ بڑی بات ہے جو اونکے
مونہہ سے نکلی ہے۔ یہ لوگ سوائے جھوٹ کے اور کچھہ نہیں کہتے "

پھر چند رجال کے حال بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے ووھبنا لہ اسحاق ویعقوب کلا ھدینا
ونوحا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ و
ھارون وکذلک نجزی المحسنین وزکریا ویحیی وعیسے والیاس کل من الصالحین
واسماعیل والیسع ویونس ولوطا وکلا فضلنا علی العالمین۔ ہم نے ابراہیم کو اسحاق و
یعقوب عطا کئے۔ ہر ایک کو ہدایت کی اور نوح کو اوسسے پہلے ہدایت کردی تھی۔ اور اونکی ذریت
میں سے۔ داؤد۔ سلیمان۔ ایوب۔ یوسف۔ موسیٰ۔ اور ہارون کو ہدایت کی اسی طرح ہم نیکوکاروں کو
بدلا دیتے ہیں۔ اور زکریا۔ یحییٰ۔ عیسے۔ اور الیاس۔ ہر ایک انمیں سے نیک تھے۔ اور اسماعیل۔
یسع۔ یونس۔ لوط۔ ان سب کو ہم نے تمام عالم پر فضیلت دی۔

یہاں پر پروردگار عالم نے مع حضرت ابراہیم کے اٹھارہ رجال کے حال بیان فرمادئے ہیں۔
کہ ابراہیم۔ اسحاق۔ یعقوب۔ نوح۔ داؤد۔ سلیمان۔ ایوب۔ یوسف۔ موسیٰ۔ ہارون۔ زکریا۔
یحییٰ۔ عیسے۔ الیاس۔ اسماعیل۔ یسع۔ یونس۔ اور لوط۔ نیک اور صالح ہدایت یافتہ اور فاضل
تھے۔ جنکو خدا نے منتخب کرلیا ہے اور جنکو اونکی صداقت کی وجہ سے اپنے احکام کا امین بناکر بھیجا
کہ یہ جو کچھہ ہماری طرف سے بیان کرینگے وہ خبر صحیح ہوگی۔ اور لوگونکو انکے اخبار پر اعتماد کرنے کا پورا
موقع مل سکیگا۔

واضح ہو کہ علم رجال کی تدوین اگرچہ خبر رسول و آئمہ علیہم السلام اور اون کے اصحاب اقوال کے واقعی
طور پر واقع ہونے کا حال معلوم کرنے کے لئے ہوئی ہے۔ جسکو قرآن مجید سے کچھہ بحث نہیں ہے
اور نہ قرآن اون رجال کو بیان کرنا چاہتا ہے جو حاملان اخبار و احادیث ہونگے۔ کیونکہ یہ فرض تو

امت کا ہے نہ خدا کا۔ مگر اوسنے رجال کی بحث اور سیر کی تنقید کا طریقہ گویا بتا دیا ہے۔
میرا مقصود اس علم کے ذکر سے یہ نہیں ہے کہ یہ رجال الاحادیث ہیں بلکہ صرف اس سے بحث ہی کہ مطلق رجال کے حالات وثوق وعدم وثوق کا بیان کرنا بھی قرآن مجید نے نہیں چھوڑا ہے۔ تاکہ اوسکے قول لا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین میں فرق نہ آئے۔ کوئی صاحب ناواقفیت اصل حال کی وجہ سے مجھپر معترض نہوں کیونکہ مادہ اعتراض جو پیدا ہو سکتا تھا میں نے اوسے ظاہر کردیا۔ اور غرض بھی اپنی بیان کردی۔ میں اوس مرحلے سے غافل نہیں ہوں جو لوگوں کے دماغ میں ہے۔ یا پیدا ہوگا۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

سینتیسواں باب علم تجوید کے بیان میں

اس علم میں حروف کو باقاعدہ ادا کرنے سے بحث کیجاتی ہے۔ یعنے یہ اٹھائیس حرف جو حروف تہجی کہے جاتے ہیں۔ ان کے مخارج کیا کیا ہیں۔ کون انمیں حروف تعلیہ ہے کون مجہورہ ہی کون مہموسہ ہے۔ کون حرف قلقلہ ہے۔ ان امور سے اس فن میں بحث ہوتی ہے۔ اسکا ایک نام تجوید ہے۔ اسی کو قرآن مجید میں خدا تعالی نے یوں ارشاد فرمایا ہے ورتل القراٰن ترتیلا ۶ اے رسول تم قرآن کو پوری ترتیل کے ساتھ پڑہو" جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ھو حفظ الوقوف وبیانُ الحروف" یعنی ترتیل سے مراد وقفوں کا محفوظ رکھنا اور حروف کا ادا کرنا ہے" اور ظاہر ہے کہ وقفوں کی حفاظت کرنا یعنی اونکا لحاظ رکھنا اور حرفوں کا اونکے مخارج سے ادا کرنا بغیر اونکے جانے ہوئے ناممکن ہے۔ پس یہ کہنا جائز ہے کہ علم تجوید کی ابتدا اس قرآن سے ہوئی۔ اور فی الواقع بھی ایسا ہی ہے۔
معصوم علیہ السلام نے اس کلام میں جو تفسیر فرمائی ہے اور حفظ الوقوف فرمایا ہے۔ اوس سے مراد وہی اوقاف ہیں جنسے علمائے تجوید بحث کرتے ہیں۔ اور وہ چار قسم پر منقسم ہیں۔ وقف تام۔ وقف حسن۔ وقف کافی۔ وقف قبیح۔
وقف تام وہ ہے کہ جس لفظ پر ٹھیریں اوسے اپنے مابعد کے کلمہ سے نہ معنًی تعلق ہو اور نہ لفظاً جیسے میم آخر بسم اللہ الرحمان الرحیم" پر کہ اسکو لفظ الحمد سے نہ لفظاً تعلق ہے۔ اور نہ معنًی یا مالک یوم الدین کے نون پر کہ اسکو ایاک نعبد سے کوئی تعلق معنوی و لفظی نہیں ہے۔

وقف حسن وہ ہے کہ کلمہ موقوف علیہا کو اپنے مابعد سے لفظی تعلق ہو نہ معنوی یعنی معنی عبارت تو پورے ہو جاتے ہوں مگر لفظاً مابعد سے ارتباط ہو جیسے الحمد للہ کی ہ پر وقف کرنا کہ اسمیں معنی یہ ہیں کہ سب تعریفیں خدا کیلئے ہیں۔ ایک مطلب ختم ہو گیا۔ مگر لفظاً یہ تعلق ہے کہ رب العلمین اللہ کی صفت واقع ہوا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ موصوف کو صفت سے لفظاً تعلق ہوتا ہے

وقف کافی یہ ہے کہ لفظ موقوف علیہ کو اپنے مابعد سے معنی تعلق ہو نہ لفظاً جیسے مما رزقنٰھم ینفقون کے نون پر وقف کرنا کہ اسکو آئندہ کے جملہ والذین یومنون،، سے کوئی لفظی تعلق نہیں مگر معنی ارتباط ضرور ہے۔

وقف قبیح وہ ہے جو ایسے مقام پر کلام میں وقف کرے کہ کوئی معنے سمجھ میں نہ آئیں جیسے بسم اللہ کی بسم پر وقف کرنا۔

ان اوقاف کے لئے قرآن مجید میں کچھ رموز بھی لکھے ہوئے ہیں۔ مثلاً م ط ج ز ص لا۔ میم سے مراد یہ ہے کہ ضرور وقف کرنا چاہئے۔ یہ میم لازم کی ہے۔ ط سے مراد وقف مطلق ہے۔ جسکے معنی یہ ہیں کہ اسمیں قید جواز۔ لزوم یا رخصت کی نہیں۔ اگر وقف کیا جائے تو بہتر ہے۔ اگر نکیا جائے تو معنی میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ ج سے مراد وقف جائز ہے۔ یعنی ٹھیرنا اور نہ ٹھیرنا دونوں برابر ہیں۔ ز سے مراد یہ ہے کہ علمائے تجوید نے ٹھیرنا وہاں پر اور نہ ٹھیرنا دونوں ہی تجویز کیا ہے۔ مگر نہ ٹھیرنا بہتر ہے

ص سے مراد وقف مرخص ہے۔ یعنی اگر اوس مقام پر سانس ٹوٹتا ہو تو اجازت ہے کہ قاری ٹھیر جائے لا سے مراد یہ ہے کہ یہاں ٹھیرنا جائز نہیں ہے کیونکہ معنی میں خرابی پڑتی ہے۔

انکے علاوہ بھی وقفوں کی کچھ علامتیں مقرر ہیں مثلاً س کہ اس سے مراد سکتہ ہے۔ یعنی یہاں سانس توڑ دو اور ذرا ٹھیر جاؤ۔ اور وقفہ کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہاں ضرور وقف کرو۔ علی ہذا القیاس قفہ سے بھی یہی مطلب ہے۔ ق سے مراد یہ ہے کہ بعض کا قول ہے کہ یہاں وقف کرو۔ قلا سے مطلب یہ ہے کہ بعض کا قول ہے کہ یہاں وقف نکرو۔ صلی سے مراد یہ ہے کہ یہاں وقف ہے مگر وصل اولیٰ ہے۔ صلے سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ اجازت وقف یہاں ہے مگر وصل ہی بہتر ہے!!

اور لفظ ادار الحروف جو حضرت نے فرمایا ہے۔ اوس سے مراد مخارج سے حرفوں کا نکالنا ہے۔ یعنی چھ حرف جو حلقی ہیں۔ ہمزہ۔ حا ؤ خا ؤ ھا ؤ عین و غین۔ اونکو حلق سے نکالو۔ ہمزہ اور ھا کو

آخر حلق سے ۔ غ خ کو اوّل حلق سے ع ح کو وسط حلق سے ۔
اور جو حروف لہات (تالو) سے ادا ہوتے ہیں مثلاً قاف ۔ کاف ۔ جنکو لہویہ کہتے ہیں ۔ اونکو وہاں سے ادا کرو ۔ اور جو حروف وسط زبان سے ادا ہوتے ہیں مثلاً ج ش ی جنکو شجریہ کہتے ہیں انکو وسط زبان سے ادا کرو ۔ اور جو حروف کنارہ زبان سے ادا ہوتے ہیں مثلاً ض اوسکو وہاں سے ادا کرو تاکہ دوسرے حرفوں سے مشتبہ نہو ۔
اور جو حروف خیشوم سے ادا ہوتے ہیں مثلاً میم نون ۔ انکو خیشوم سے ادا کرو ۔
اور جو حروف دولبوں سے ملکر نکلتے ہیں مثلاً ب ف ۔ میم ۔ واو انکو اسی طرح ادا کرو ۔
اور جو حروف سر زبان اور سر دندان پیشین سے ادا ہوتے ہیں مثلاً ذ ث ظ
اور جو حروف سر زبان اور دو دندان سفلی سے ادا ہوتے ہیں مثلاً س ص ز
اور جو حروف سر زبان اور بیخ دندانہائے ثنایائے علیا سے نکلتے ہیں جیسے ط د ت انکو انکے مقامات سے ادا کرو ۔
واضح ہو کہ چند حروف بظاہر مشتبہ الصوت ہیں جیسے ز ذ ظ ض کہ بظاہر انکی آوازیں ایک سی ہیں ۔ یا ط ت کہ انمیں بھی مشابہت صوت معلوم ہوتی ہے ۔ یا س ص ث کہ انمیں بھی مشابہت ہے ۔ یا ح ۔ ھمزہ ۔ عین یہ دو دو حرف ہم آواز نظر آتے ہیں ۔ پس ان حروف میں سب سے زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے ورنہ لفظوں کے معنی بدل جائینگے ۔ مثلاً زائر اور ضائر کے لفظ میں اگر مخرج کا فرق نہ کیا جائیگا اور ضائر کے ض کو ز کے مخرج سے نکالا جائیگا ۔ تو معنی اوسکے زیارت کرنیوالے کے ہوجائینگے حالانکہ معنی اسکے نقصان پہونچانے والے کے ہیں ۔ اسیطرح ۔ تہکم ۔ اور تحکم کہ پہلے کے معنی استہزار و تمسخر کے ہیں اور دوسرے کے معنی دعوی بے دلیل کے ۔ اگر ہائے ہوز کو حائے حطی کے مخرج سے یا بالعکس ادا کیا جائیگا تو معنی میں اختلال ہو جائیگا ۔ یا ادب ۔ اور عذاب کہ ان دونوں لفظوں میں بھی عدم لحاظ مخارج کی وجہ سے معنی میں اشتباہ واقع ہوگا ۔ یا مستطاب اور مستتاب میں اگر ط اور ت کو ہمصورت ادا کیا جائیگا تو غلطی واقع ہوگی ۔ لہذا واجب ہے کہ ان حروف کے مخارج کو معلوم کرکے مشق کرلیجائے تاکہ نماز اور قرآن کے پڑھنے میں غلطی نہو ورنہ نماز ہرگز صحیح نہوگی ۔ انسان مشغول الذمہ رہیگا اور قرآن مجید کے غلط پڑھنے سے گناہگار ہوگا ۔

باقی رہے اور اوصاف حروف مثلاً قلقلہ۔ روم۔ ہمس۔ اشمام۔ اطباق۔ جہر وغیرہ۔ پس انکی رعایت شرعاً واجب نہیں ہے البتہ انکی مراعات سے حروف خوبصورتی سے ادا ہوتے ہیں گویا یہ اوصاف اون حروف کے لئے زیور ہیں۔ اگر ان کا لحاظ نکیا جائیگا تو ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی عورت بے لباس یا بے زیور کے ہو۔ مگر اصل شخص میں عورت کے کچھہ فرق نہوگا۔ فافہم ولا تغفل۔

اٹھیسواں باب علم تواریخ کے بیان میں

اس علم کے متعلق کلام خدا میں اسقدر تفصیل ہے کہ زیادہ طول سے اوسکا لکھنا کچھہ ضروری نہیں ہے کیونکہ اون بیانات کے لحاظ سے اگر قرآن مجید کو مکمل تاریخ کی کتاب کہا جائے تو کچھہ مضائقہ نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کی تاریخ اس کتاب میں موجود ہے بلکہ اکثر حالات زمانہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس میں مذکور ہیں۔ جنہیں معمولی استعداد کا آدمی بھی جانتاہے۔ مگر محض بخیال اس امر کے کہ اس کتاب میں صرف تمثیل علوم کا التزام کیا گیا ہے چند تاریخی حالات اس جگہ نقل کرتا ہوں۔

حضرت آدم کا زمین پر آنا قلنا یاادم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منھا رغداً حیث شئتما ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین ہ فازلھما الشیطان مما کانا فیہ وقلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین،، حاصل یہ ہے کہ ہم نے آدم کو پیدا کرکے پہلے جنت میں رہنے کو جگہ دی اور یہ کہدیا کہ یہاں سکونت کرو۔ اسکے پھل فراغت وعیش کے ساتھ کھاؤ۔ مگر اس درخت (مخصوص) کے پاس نہ جانا ورنہ ظالم ہو جاؤگے۔ آخر شیطان نے اونکو لغزش میں ڈالدیا۔ اور اوس حالت سے جسمیں تھے ہٹادیا۔ ہم نے کہا کہ اے آدم وحوا تم لوگ یہاں سے زمین پر جاؤ اب تمہارے رہنے کا یہ گھر نہ رہا۔ تمہارا بعض بعض کا دشمن ہے (یعنی کہ شیطان نے تم سے دشمنی کرکے جنت سے تمہارے نکلوانے کی تدبیر کردی) اور تمہارے واسطے زمین میں ایک وقت معین تک جائے قیام اور اسباب تعیش ہے

قابیل کا ہابیل کو قتل کرنا یہ دونوں صاحبزادے حضرت آدم کے زمین پر آنے کے بعد پیدا ہوے تھے مگر چونکہ باہم انمیں نفسانیت ہوگئی تھی (جسکے سبب احادیث میں مختلف بیان کئے گئے ہیں) اسوجہ سے قابیل نے موقع پاکر ہابیل کو قتل کردیا۔ اس قصہ کو پروردگار نے یوں

بیان فرمایا ہے ۔ واتل علیہم نبأ ابنی آدم اذ قربا قربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الآخر قال لاقتلنک قال انما یتقبل اللہ من المتقین ۔ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی لاقتلک انی اخاف اللہ رب العالمین ۔ انی ارید ان تبوء باثمی واثمک فتکون من اصحاب النار وذلک جزاء الظالمین فطوعت لہ نفسہ قتل اخیہ فقتلہ فاصبح من الخاسرین فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض لیریہ کیف یواری سوأۃ اخیہ قال یا ویلتی اعجزت ان اکون مثل ھذا الغراب فاواری سوأۃ اخی فاصبح من النادمین ۔ اے رسول ان لوگوں کے سامنے آدم کے دونوں بیٹوں کا واقعہ بیان کرو ۔ جبکہ دونوں نے قربانی کی تو ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہوئی جسکی قبول نہ ہوئی اوس نے دوسرے سے کہا کہ میں تجھے قتل کرونگا ۔ اوس نے کہا چاہو قتل کرو یا نہ کرو ۔ خدا تو قربانی اوسیکی قبول کرتا ہے جو پرہیزگار ہو ۔ اگر تو مجھے قتل کریگا اور میرے قتل پر دست درازی کریگا تو کر ۔ مگر میں تیرے قتل کے لیئے ہاتھ نہ بڑھاؤنگا ۔ کیونکہ میں تمام جانوں کے پالنے والے اللہ سے ڈرتا ہوں ۔ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے اور اپنے دونوں کے گناہ حاصل کرے اور جہنمی ہو جائے ۔ کیونکہ ظالموں کی یہی جزا ہے ۔ پھر اوسکے نفس نے اوسے راضی کیا اپنے بھائی کے قتل پر ۔ آخر اوسے (ہابیل کو) مار ڈالا ۔ اور نقصان پانے والوں میں داخل ہوا ۔ پھر پروردگار نے ایک کوا بھیجا جو زمین کو کھودتا تھا تاکہ قابیل کو بتائے کہ کسطرح وہ اپنے بھائی کی نعش کو دفن کرے ۔ اوسے دیکھکر قابیل نے کہا کہ وائے ہو مجھپر کیا میں اس سے بھی عاجز ہوں کہ جیسے اس کوے نے دوسرے کوے کو زمین کھودکر دفن کیا ہے میں بھی اپنے بھائی کی نعش کو دفن کروں ۔ (پس اوس نے بھی زمین کھودی ملو ہابیل کی نعش کو دفن کیا) اور اپنے فعل پر نادم ہوا ۔

طوفان نوح واوحی الی نوح انہ لن یومن من قومک الا من قد آمن فلا تبتئس بما کانوا یفعلون ۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون ۔ ویصنع الفلک وکلما مر علیہ ملأ من قومہ سخروا منہ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون ۔ نوح کو وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں اب لوگ نہ ایمان لائینگے ۔ پس جو ایمان لاچکے وہ لاچکے پھر تم اون کے افعال پر غمگین مت ہو

اور ہماری حفاظت ونگرانی میں کشتی بناؤ اور ہماری وحی کے مطابق۔ اور ظالمون کی بابت ہم سے کچھہ نہ کہنا۔ کیونکہ یہ سب ڈوبائے جائینگے۔ نوح کشتی بنا رہے تھے۔ جب اس حالت میں انکی قوم کے کچھہ لوگ اودہر سے گزرتے تو یہ دیکھکر اونپر مسخرہ پن کرتے۔ نوح نے کہا کہ اگر تم ہمپر مسخراپن کرتے ہو تو ہم بھی تمپر (آئندہ) ہنسینگے جسطرح تم ٹھٹھا کرتے ہو۔ فسوف تعلمون من یاتیه عذاب یخزیه ویحل علیه عذاب مقیم۔ پس عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ کس پر عذاب آئیگا جو اوسے رسوا کریگا۔ اور کس پر عذاب دائمی داخل ہوگا۔ حتی اذا جاء امرنا وفار التنور قلنا احمل فیها من کل زوجین اثنین واهلك الا من سبق علیه القول ومن آمن وما آمن معه الا قلیل۔ یہانتک کہ جب ہمارا حکم (طوفان کی بابت) آیا اور تنور میں جوش پیدا ہوا (اور اوس سے پانی کا طوفان اوٹھا) تو ہم نے نوح سے کہا کہ تم اس کشتی میں ہر چیز کے جوڑے دو دو لے لو۔ اور خدا نے اس طوفان میں سب کو ہلاک کردیا سوائے اون لوگوں کے جنپر پہلے بات پڑچکی تھی۔ اور جو ایمان لاچکے تھے۔ اور ایمان لانیوالے تو تھوڑے ہی تھے۔ وقال ارکبوا فیها بسم الله مجریها ومرسها ان ربی لغفور رحیم۔ نوح نے اون لوگوں سے کہا جنکا زندہ رکھنا مقصود تھا کہ تم سب اس کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ خدا ہی کے نام سے اسکا چلنا اور اسکا ٹھیرنا ہے۔ بیشک میرا پروردگار غفور و رحیم ہے۔ وهی تجری بهم فی موج کالجبال ونادی نوح ابنه وکان فی معزل یا بنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین۔ وہ کشتی اونہیں موج طوفان میں جو مثل پہاڑوں کے تھیں لئے جاتی تھی۔ نوح نے اپنے بیٹے کو پکار کر کہا (اور وہ دور تھا) کہ اے فرزند تو بھی اس کشتی میں سوار ہو جا۔ اور کافرین (کے ساتھ نہ رہ)۔ قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء قال لا عاصم الیوم من امر الله الا من رحم وحال بینهما الموج فکان من المغرقین۔ اوس نے کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤنگا۔ جو مجھے طوفان سے بچالیگا۔ نوح نے جواب دیا کہ آج کوئی کسی کا بچانیوالا نہیں ہے مگر وہ بچیگا جسپر خدا رحم کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اون دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی اور وہ ڈوب گیا۔

حالات تاریخی قوم ہود۔ وتلك عاد جحدوا بآیات ربهم وعصوا رسله واتبعوا امر کل جبار عنید۔ واتبعوا فی هذه الدنیا لعنة ویوم القیامة الا ان

عَادًا کَفَرُوا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ - قوم عاد نے خدائتعالے کی نشانیوں کا انکار کر دیا اور اپنے رسولوں کی مخالفت کی - اور ہر جبار عنید کی اطاعت کی - اس دنیا میں بھی اونپر لعنت پڑی اور قیامت کے دن بھی - آگاہ ہو کہ عاد نے کفر اختیار کیا اپنے پروردگار سے - آگاہ ہو کہ ہلاکت ہے ہود کی قوم عاد کو؛ قمی نے لکھا ہے کہ عاد کے شہر صحرا میں مشرق سے اجفر تک چار منزل تھے - ان کے قبضے میں زراعتیں او نخلستان بہت کثرت سے تھے عمریں انکی طولانی ہوتی تھیں - اجسام انکے طویل ہوتے تھے - جب یہ بت پرست ہوگئے - تو خدا نے انکی ہدایت کے واسطے حضرت ہود کو بھیجا کہ بتوں کی پرستش سے انکو روکیں اور اسلام کی طرف دعوت کریں - ان لوگوں نے ہود کا کہنا نہ مانا - بلکہ اونکو ایذا پہونچائی اور کافر ہی رہے - آخر سات برس تک اونکو قحط میں مبتلا کیا گیا - مینہ نہ برسا غلہ نہ پیدا ہوا - اور ہود خود بھی زراعت کرتے تھے اور زراعتیں سینچا کرتے تھے - بس ایک گروہ اونکے دروازے پر آیا - اور اون سے ملنا چاہا - اندر سے ایک عورت ا[illegible] سن کی نکلی اوس سے پوچھا تم لوگ کون ہو - کہا ہم فلاں شہر کے رہنے والے ہیں - ہمارے شہروں میں قحط پڑا ہے - ہود کے پاس اسلئے آئے ہیں کہ اون سے سوال کریں کہ وہ ہمارے لئے قحط کے دفع ہونیکی دعا کریں - عورت نے جواب دیا کہ اگر ہود کی دعا قبول ہوتی تو وہ اپنے ہی لئے نہ دعا کرتے ؟ حالانکہ اونکی بھی زراعت [illegible] سیاہ ہوگئی ہیں - کیونکہ مینہ نہیں برسا ہے - اون لوگوں نے کہا آخر ہود کہاں ہیں؟ اوس نے جواب دیا فلاں مقام پر ہیں - وہاں یہ لوگ گئے - اور عرض کی کہ یا نبی اللہ ہمارے شہروں میں قحط پڑا ہے - مینہ نہیں برسا ہے - خدا سے کہو کہ مینہ برسائے - حضرت نے نماز کا تہیہ کیا اور نماز ادا کی - پھر اونسے کہا کہ جاؤ تمہارے شہر و نمیں مینہ برسا - الغرض حضرت ہود برابر اپنی قوم کو بت پرستی سے منع فرماتے تھے - اور اسلام کی دعوت کرتے رہے مگر وہ ایمان نہ لائے حالانکہ اونکا قحط بھی دفع ہوگیا تھا - پس جب بالکل ایمان سے وہ نا امید ہوگئے تو خدائتعالے نے اونپر ہوائے صرصر بھیجی جس نے اونکو ہلاک کر دیا - جسکو سورہ قمر میں فرمایا ہے - وَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ہمنے اونپر ہوائے سرد بھیجی ایک روز دائمی میں - یہ ہوا سات راتیں اور آٹھ دن تک چلتی رہی یہانتک کہ یہ سب کے سب مر کر رہ گئے جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ہے سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ

سخرها علیهم سبع لیال وثمانیة ایام" یہ سب لوگ ہوائے سرد تند سے ہلاک کئے گئے جو انپر سات شبیں اور آٹھ روز تک مسلط رہے

قصہ اصحاب سبت فلما عتوا عما نھوا عنہ قلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین"

جب اون لوگوں نے ہمارے منع کئے ہوئے امر سے سرکشی کی تو ہم نے کہدیا کہ تم دتکارے ہوئے بندر ہو جاؤ"

علی بن الحسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ لوگ جو بندر کی صورت میں مسخ کئے گئے۔ دریا کے کنارے پر رہتے تھے جسکی مچھلیوں کے ہفتہ کے شکار کرنے سے خدا تعالی اور اوسکے رسولوں نے اونکو منع کیا تھا۔ مگر اون لوگوں نے ایک حیلہ سازی کی جس سے وہ حرام خدا کو اپنے لئے حلال کر لیں۔ پس گڑھے کہودے اور اوسمیں نالیاں بنائیں جنکی راہ سے مچھلیوں کو ان گڑہوں میں آجانا ممکن ہو اور پھر اودہر سے واپس ہو کر دریا میں نہ جا سکیں۔ حسب عادت مچھلیاں اون گڑہوں میں آگئیں کیونکہ ہفتہ کے دن شکار ہونے کا ڈر تو تھا ہی نہیں۔ مگر شام کے قریب جب واپس جانیکا ارادہ کیا تو نہ ممکن ہوا۔ اور وہ اونہیں گڑہوں میں رہ گئیں جنہیں پکڑا جانا اونکا آسان تھا۔ کیونکہ پانی اون گڑہوں میں تھوڑا تھا شکار کی بھی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ وہ لوگ ہفتہ کو تو اونہیں نہ پکڑتے تھے بلکہ اتوار کے دن اون مچھلیوں کو پکڑتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم نے ہفتہ کو شکار نہیں کیا ہے بلکہ اتوار کو شکار کیا ہے۔ حالانکہ یہ بات اونکی جھوٹی تھی کیونکہ دراصل وہ لوگ ان مچھلیوں کو ہفتہ ہی کے دن پکڑتے تھے کیونکہ سامان شکار تو ہفتہ ہی کو درست کرتے تھے اور گڑہے تو ہفتہ ہی کے دن کھودتے تھے۔ الغرض اس ترکیب سے اونہوں نے اپنے مال و ثروت کو بڑہایا اور نساء و لباس سے تنعم و تعیش حاصل کرنے لگے۔ اوسوقت اونکی تعداد کچھ اوپر اسی ہزار تھے۔ اور یہ حیلہ گری کی ترکیب انمیں سے ستر ہزار آدمی کرتے تھے۔ باقی آدمی اون کے اس فعل سے راضی نہ تھے۔ جیسا کہ خدا تعالی نے دوسرے مقام پر اس قصہ کو یوں فرمایا ہے۔ واسئلھم عن القریة التی کانت حاضرۃ البحر" ان لوگوں اون اہل قریہ سے پوچھو جو دریا کے کنارے پر رہتے تھے۔

پھر وہ باقی آدمی اونکو وعظ و نصیحت کرتے اور خدا تعالی کے سخت عذاب سے ڈراتے کہ ایسا نکرو وہ کہتے کہ تم اس قوم کو کیوں وعظ و نصیحت کرتے ہو جو عذاب خدا سے ہلاک ہونیوالی ہے وہ کہتے

کہ خدائتعالی کے سامنے عذر قائم ہونے کے واسطے ہم انہیں منع کرتے ہیں۔کیونکہ ہمیں امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کی تکلیف دی گئی ہے۔پس ہم صرف اسوجہ سے انکو منع کرتے ہیں کہ خدائتعالے
ہمان سے کہ ہم ان کے افعال سے راضی نہیں ہیں۔اور نیز یہ کہ شاید یہ لوگ ہدایت پر آکر خدا سے ڈریں
مگر جب اون لوگوں نے اپنے ناصحین کی باتیں بالکل نہ سنیں۔اوران لوگوں نے جو کچھ اوپر دس ہزار تھے
دیکھا کہ انپر ہماری نصیحتوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔تو اوس مقام کی آبادی چھوڑ کر دوسری جگہ جا کر آباد ہوگئے
اور کہا کہ ہمیں خوف ہے کہ ان گناہگاروں پر ایسی حالت میں عذاب نازل ہو کہ ہم انکے درمیان ہوں
(تو ہم بھی اوسی عذاب میں مبتلا ہو جائینگے) پھر ایک شب کو خدائتعالی نے اونکو بندروں کی صورت
میں مسخ کردیا۔اور شہر کا دروازہ بند رہا۔اونمیں سے کوئی نہ نکلا۔اور نہ اوسکے اندر کوئی جا سکتا تھا جب
یہ خبر اس دوسرے قریہ والے لوگوں کو ملی تو وہاں گئے۔اور دیواروں پر چڑھ کر اونہیں دیکھا تو سب کے
سب مع مرد و زن بندر ہوگئے تھے۔ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو رہا تھا۔اوران دیکھنے والوں کو مع
اونکی قرابت و صورت کے پہچانتے تھے تو یہ دیکھنے والے اون سے پوچھتے کہ تم فلاں ہو فلاں ہو تو
اوسکی آنکھوں میں آنسو بھر آتا۔اور سر یا مونہ سے۔نہیں۔یا ہاں۔کا اشارہ کرتا۔اسی حالت سے
تین دن تک رہے۔پھر خدائتعالی نے مینہہ اور ہوا بھیجی وہ انکو دریا میں بہا لیگئی۔اور کوئی مسوخ
تین دن کے بعد زندہ نہ رہا۔لیکن اب جو تم لوگ اونکی صورتوں پر دیکھتے ہو (کہ بندر دنیا میں موجود
ہیں) یہ اونکی صورتوں پر ہیں نہ یہ کہ وہی مسخ شدہ ہوں یا اونکی نسل سے ہوں ؏

قصہ موسی علیہ السلام۔ ولما جاء موسی لمیقاتنا و کلمہ ربہ قال رب ارنی انظر
الیک قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی۔اور
جب موسی ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر آئے اور اون سے اونکے پروردگار (ہم نے) گفتگو
کی۔تو موسی نے کہا۔اے میرے پروردگار تو مجھے اپنے تئیں دکھا دے۔خدائتعالی نے جواب
دیا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکوگے۔لیکن پہاڑ کی طرف نظر کرو۔اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھیرا رہے تو عنقریب
مجھے دیکھ سکوگے (لیکن چونکہ پہاڑ کا قائم رہنا ناممکن تھا اس لئے خدا کا دیکھنا بھی ناممکن تھا)
فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا فلما افاق قال سبحانک تبت
الیک وانا اول المؤمنین۔پس جب عظمت پروردگار نمودار ہوئی تو پہاڑ کو ٹکڑے ٹکڑے

کر دیا اور موسی غش کھا کے گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو کہا کہ پروردگارا تو اس سے منزہ ہے کہ تجھے کوئی دیکھ سکے۔ میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں۔ اور میں پہلا ایمان لانے والا ہوں "

عیون الاخبار میں ایک حدیث جناب امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے۔ کسی نے حضرت سے دریافت کیا کہ موسی کلیم اللہ کیونکر ہو گئے۔ حالانکہ وہ یہ تک نہ جانتے تھے کہ خدا کی رویت ممکن ہے یا محال۔ یہانتک کہ اوس سے یہ سوال کیا کہ تو مجھے اپنے تئیں دکھلا دے۔ تو حضرت نے جواب دیا کہ حضرت موسی تو جانتے تھے کہ پروردگار عالم اس سے منزہ و مقدس ہے کہ آنکھیں اوسکو دیکھ سکیں لیکن جبکہ پروردگار عالم نے اون سے گفتگو کی۔ اور اونکو اپنا رازدار بنایا تو اپنی قوم میں آئے۔ پھر اونہیں خبر دی کہ خدا نے مجھے اپنا مقرب رازدار اور کلیم بنایا ہے۔ اون لوگوں نے کہا کہ ہم تمہارے اس کہنے پر ایمان نہ لائینگے جب تک ہم بھی اوسکی باتیں اوسی طرح نہ سن لیں جسطرح تم نے سنی ہیں۔ اوسوقت حضرت موسی کی قوم سات لاکھ کی تعداد میں تھی۔ اونمیں سے آپ نے ستر ہزار آدمیوں کو منتخب کیا۔ پھر اس مقدار میں سے سات ہزار آدمیوں کو چھانٹا۔ پھر ان سات ہزار آدمیوں میں سے سات سو کا انتخاب کیا۔ پھر انہیں میں سے ستر آدمیوں کو میقات پر لیجانے کے لئے چھانٹا۔ اور انہیں لئے ہوئے طور سینا پر پہونچے۔ اونہیں تو دامن کوہ میں ٹھیرایا۔ خود پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور خدا تعالی سے درخواست کی کہ وہ اون سے ہم کلام ہو۔ اور اون ستر آدمیوں کو اپنا کلام سنادے۔ تو خدا تعالی نے حضرت موسی سے گفتگو کی اور اون لوگوں نے بھی اوسے سنا مگر اسطرح کہ وہ آواز فوق و تحت و یمین و یسار۔ خلف و قدام۔ ہر طرف سے سنائی دیتی تھی کیونکہ وہ آواز درخت میں پیدا کی گئی تھی۔ پھر اوسے اسقدر پھیلایا کہ ہر طرف سے سنائی دینے لگی۔ جبتے آواز وہ لوگ سن چکے تو پھر کہنے لگے کہ ہم تو ایمان نہ لائینگے اس بات پر کہ جو کچھ ہم نے سنا ہے وہ کلام خدا ہی ہے ممکن ہے کہ کچھ اور ہو۔ اب تو جب تک ہم اوسے کھلم کھلا نہ دیکھ لینگے تب تک تمہاری بات نہ مانینگے۔ جب یہ بات ان لوگوں نے کہی اور تکبر و سرکشی کی تو خدا تعالی نے ایک بجلی بھیجی۔ اور اوس بجلی نے اونکے اس گناہ عظیم کی وجہ سے اونکو ہلاک کر دیا۔

تب موسی نے عرض کی کہ خدایا میں واپس جا کر بنی اسرائیل سے کیا کہونگا۔ وہ تو کہینگے کہ تم ہمارے آدمیوں کو لیگئے تھے وہیں مار کر ڈال آئے کیونکہ تم اپنے دعوے میں سچے نہ تھے کہ خدا تم سے

گفتگو کرتا ہے۔ تو پروردگار عالم نے پھر اونہیں زندہ کردیا۔ وہ کہنے لگے کہ اے موسیٰ اگر تم خدا سے درخواست کرتے کہ اپنے تئیں تمہیں دکھلا دے۔ تو ضرور وہ تمہاری بات مان لیتا۔ اور پھر تم ہمیں بتا دیتے کہ وہ کس صورت شکل اور کس حالت کا ہے۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ اے قوم!! خدا تعالیٰ آنکھوں سے دکھائی دینے کی چیز نہیں ہے اور نہ اوسمیں کوئی کیفیت رنگ ہیبت وغیرہ ہے۔ بلکہ اوسکی شناخت صرف اوسکی نشانیوں سے ہوتی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تو نہ مانینگے جب تک تم اوس سے یہ سوال نہ کرو۔ موسیٰ نے خدا سے عرض کی۔ خدایا تو نے سنا بنی اسرائیل کی گفتگو کو۔ اور تجھے ان کی اصلاح کا حال خوب معلوم ہے (یعنی تو ہی انکی اصلاح کر سکتا ہے) خدا تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰ تم مجھ سے سوال رویت کردمیں تم سے اونکی جہالت کی وجہ سے مواخذہ نکرونگا۔ اوسوقت موسیٰ نے عرض کی رب ارنی انظر الیک خدایا تو مجھے اپنے تئیں دکھا دے۔ جواب ملا تو مجھے نہیں دیکھ سکتا لیکن پہاڑ کی طرف دیکھ۔ اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہے تو تو مجھے دیکھ سکیگا۔ جب عظمت خدا کا ظہور پہاڑ پر ہوا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ غش کھا کے گرے۔ جب ہوش آیا تو کہنے لگے کہ میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں کہ باوجود جاننے کے اپنی قوم کی جہالت کی وجہ سے تجھ سے یہ سوال کیا۔ اور میں پہلا ایمان لانے والا ہوں"

قصہ حضرت ادریس۔ واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقا نبیا ورفعناہ مکانا علیا۔

اے رسول یاد کرو کتاب میں ادریس کو کہ وہ صدیق نبی تھا اور ہم نے اوسکو مکان رفیع بلند کیا۔

یہ نبی جناب نوح سے پہلے گزرے ہیں۔ کپڑا سینا۔ قلم سے لکھنا۔ سبق پڑھانے کا طریقہ انہیں سے ایجاد ہوا ہے۔ تاریخی دنیا میں یہ بزرگ بڑے مرتبہ پر فائز ہیں۔ انکا نتیجہ آخری بھی یہ ہوا کہ آسمان چہارم تک انکی رسائی ہوئی۔ انکا مکان مسجد سہلہ میں تھا۔ اسی مکان میں کپڑا سینے کا کام کرتے۔ اور وہیں نماز پڑھتے تھے۔ جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ابتدائے پیغامبری جناب ادریس کی یوں ہوئی کہ ان کے عہد میں ایک جابر بادشاہ تھا۔ ایک روز بغرض سیر باہر گیا۔ ایک زمین سرسبز شاداب اوسے نظر پڑی۔ جو کسی مومن خالص کی تھی۔ وہ زمین اوسے بھلی معلوم ہوئی۔ اپنے وزیروں سے پوچھا۔ یہ کسکی ملک میں ہے۔ اونمیں سے کسی نے جواب دیا کہ بادشاہ کے

بندوں میں سے ایک کی یہ زمین ہے - بادشاہ نے اوسے بلایا اور وہ زمین اوس سے لینی چاہی -
اوس نے کہا کہ اے بادشاہ میرے عیال و اطفال بہ نسبت تیرے اس زمین کی طرف زیادہ محتاج
ہیں - اوس نے کہا کہ میں خریدنا چاہتا ہوں تو میرے ہاتھ فروخت کر دے - اوس مومن نے جواب دیا
کہ میں نہ ہبہ ہی کرونگا اور نہ فروخت ہی - اسکا ذکر ہی نہ کر - بادشاہ کو اوسکی باتوں سے غصہ آیا
اوسکی بیوی نے جو بہت ہوشیار اور اوسکی مشاورر ہا کرتی تھی یہ تدبیر بتائی کہ میں چند ازارقہ کو
جو میرے اصحاب میں سے ہیں اوسکے پاس بھیجتی ہوں تاکہ اوسے پکڑ لائیں - اور تیری حضور میں
آ کر سب گواہی دیں کہ یہ شخص مرتد ہو گیا ہے - دین بادشاہ سے پھر گیا ہے واجب القتل ہے اوس وقت
تجھے اسکا قتل کر دینا جائز ہو گا - ظاہرا کوئی الزام بھی تجھپر نہ آئیگا - اور زمین کا ملجاتا بھی سہل ہو گا
خواہ مخواہ غصہ کرنے سے کیا حاصل - غصہ تو وہ کرے جو اپنے مطلب کو باسانی حاصل نہ کرسکتا ہو اور
جسے انتقام کی طاقت نہ ہو - بادشاہ نے کہا اچھا تو ایسا ہی کر - اوس نے چند ازارقہ کو جو اوسکے دین
و کشش پر تھے اور اہل ایمان کے قتل کر دینے کو جائز جانتے تھے بلایا اور اونہوں نے بادشاہ کے
سامنے گواہی دی کہ فلاں مومن مرتد ہو گیا ہے اوسے قتل کرنا چاہیئے - بادشاہ نے اوسے بلا کر قتل
کر دیا اور زمین اوسکی لیلی -

پروردگار عالم نے اوس بادشاہ ظالم پر عتاب کیا اور حضرت ادریس کو وحی کی کہ اوس بادشاہ جبار
کے پاس جاؤ - اور یہ کہو کہ تو نے اوس مومن کے قتل ہی پر اکتفا نہ کی بلکہ اوسکی زمین بھی غصب
کر لی - میں اپنی عزت کی قسم کہاتا ہوں کہ قیامت کے دن تجھسے بدلہ لونگا - دنیا میں تیری سلطنت
چھینونگا - تیری جورو کا گوشت کتوں کو کھلاؤنگا - اور تیرے شہر کو ویران کر دونگا - کیا تجھے میرے
حلم نے مغرور کر دیا ہے - حضرت ادریس یہ پیغام لیکر اوس بادشاہ کے پاس گئے - اور کہا کہ اے جبار
بادشاہ میں خدا کا رسول ہو کر آیا ہوں اور یہ پیغام لایا ہوں -

اوس جابر بادشاہ نے کہا تم میرے دربار سے نکل جاؤ ورنہ تم میرے ہاتھ سے نہ بچو گے - پھر اپنی
زوجہ کو بلا کر ادریس کا کلام اور خدا کا پیغام بیان کیا - اوس نے فوراً چند آدمی بھیجے کہ جاؤ اور
ادریس کو قتل کرو - یہاں حضرت ادریس نے واپس آ کر اپنے اصحاب سے اس پیغام کا حال بیان
کیا وہ تو بہت ڈرے اور خوف کرنے لگے کہ مبادا یہ بادشاہ ظالم انکو قتل کرے - اتفاقاً جب ازارقہ

بغرض قتل حضرت ادریس اونکے مکان پر آئے تو وہاں اونہیں نہ پایا۔ اونکے اصحاب نے جب یہ دیکھا کہ حضرت ادریس کے قتل کے لئے یہ لوگ آئے ہیں تو وہاں سے متفرق ہوگئے اور آپکو اس امر سے مطلع کیا۔ اور کہا کہ اب آپ اس شہر کو چھوڑ دیں۔ اوسی روز حضرت مع اپنے چند صحابی شہر سے باہر چلے گئے۔ جب صبح ہوئی تو مناجات کی کہ خداوندا تو نے مجھے ایک جبار بادشاہ کے پاس پیغام لیکر بھیجا تھا سو میں نے تیرا پیغام پہونچا دیا۔ اوس نے مجھے قتل کی دھمکی دی۔ اور اب درپے قتل ہے۔ وحی آئی کہ اے ادریس تم اوسکے شہر سے الگ ہو جاؤ اور اوس جابر بادشاہ کو میرے حال پر چھوڑ دو۔ اپنی عزت کی قسم کہ میں اپنا حکم جاری کرونگا۔ اور تمہاری رسالت اور اپنے کلام کو اوسکے معاملہ میں پورا کرونگا۔ ادریس نے عرض کی خدایا میری ایک حاجت ہے۔ حکم ہوا کہو عرض کی کہ سوال یہ ہے کہ تو مینہہ برسانا روک لے جب تک میں نہ کہوں تب تک ان کے شہروں میں مینہہ نہ برسے۔ خدائتعالے نے فرمایا کہ اے ادریس اس صورت میں تو اونکے شہر ویران ہو جائینگے۔ اور اہل شہر گرسنگی و مشقت میں مبتلا ہونگے۔ ادریس نے عرض کی جو کچھ ہو۔ میں تو یہ سوال کرتا ہوں۔ حکم ہوا اچھا میں تمہارا یہ سوال قبول کرتا ہوں۔ جب تک تم مجھسے سوال نہ کروگے تب تک انپر مینہہ نہ برساؤنگا۔ میں سب سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہوں۔ پھر حضرت ادریسؑ نے اپنے اصحاب کو اس سوال و جواب سے مطلع کیا۔ اور سب سے کہدیا کہ تم لوگ بھی ان شہروں سے باہر چلے جاؤ پس وہ لوگ باہر چلے گئے۔ اوسوقت وہ لوگ بیس شخص تھے۔ جب وہ لوگ اور اور شہروں میں چلے گئے۔ اور ادریسؑ کی خبر شہروں میں پھیل گئی کہ خدائتعالی سے اونہوں نے ایسا سوال کیا ہے۔

خود ادریسؑ تو ایک غار میں چلے گئے۔ اور وہاں جاکر پوشیدہ ہو گئے۔ خدائتعالی نے اونپر ایک فرشتہ کو موکل کیا۔ جو ہر شام کو اونکے پاس کھانا لاتا تھا۔ وہ دن میں تو روزہ رکھتے تھے۔ اور شام کو جو کھانا فرشتہ لاتا تھا اوس سے افطار فرماتے تھے۔

حق تعالی نے اپنے وعدہ کے بموجب اوس بادشاہ کی سلطنت سلب کر لی۔ اوسکو قتل کیا۔ اوسکے شہر کو برباد کر دیا۔ گوشت اوسکا کتوں کو کہلوایا۔ مگر پھر اوس شہر میں دوسرا جابر و عاصی بادشاہ پیدا ہوا۔ پس بیس سال تک بعد حضرت ادریس کے باہر چلے جانے کے لوگ ایک حالت پر رہے

اس عرصہ میں بالکل مینہہ نہ برسا۔ اب اون لوگوں کی حالت ابتر ہوئی قحط نے اونہیں تباہ کیا۔ دور دور کے شہروں سے اپنا رزقہ لاتے تھے۔ جب اونپر سختی حد درجہ کی بڑہ گئی تو سب نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ بلا صرف اس وجہ سے ہم لوگونپر پڑی ہے کہ ادریس نے ہمارے لئے بددعا کی ہے۔ اور جب تک وہ خدا سے سوال نکرینگے پانی نہ برسیگا۔ مگر اونکا پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں کہ ہم لوگ چلکر اون سے التماس کرتے۔ چونکہ پروردگار عالم خود رحیم ہے اسلئے ہمیں چاہئے کہ اوسی سے عرض کریں اور توبہ و انابہ کرکے عرض حاجت کریں کہ وہ ہم پر مینہہ برسائے۔ آخر کمبل کے کپڑے پہن پہن کر زمین پر کہڑے ہوئے اور خاک اپنے اوپر ڈالی۔ اور توبہ و استغفار و گریہ و زاری کی۔ خدا تعالیٰ نے حضرت ادریس پر وحی کی کہ اے ادریسؑ تمہارے شہر والوں نے صدائے فریاد و استغاثہ بلند کی ہے۔ توبہ و استغفار کر رہے ہیں اور میں رحیم ہوں۔ اب تم مجھسے مینہہ برسانے کا سوال کرو تاکہ اونپر مینہہ برساؤں۔ ادریسؑ نے عرض کی میں تو یہ سوال نہ کرونگا۔ حکم ہوا نہیں ضرور سوال کرو۔ عرض کی میں تو نہیں کرونگا۔ تب اوس فرشتہ کو حکم ہوا جو اونکا کھانا شام کو لایا کرتا تھا کہ اب اونکا طعام مقرری نہ لیجانا۔ جب شام ہوئی اور کھانا نہ ملا تو محزون و مغموم بھوکے تو رہے مگر صبر کیا۔ جب دوسرے روز بھی طعام مقرری نہ آیا تو بھوک اور اندوہ اونکا زیادہ ہوا۔ جب تیسری شب کو بھی نہ آیا۔ تو اور زیادہ بھوک اور اندیشہ و غم کی زیادتی ہوئی۔ صبر جاتا رہا۔ مناجات کی۔ کہ خداوندا تو نے میری روزی بند کردی اس سے پہلے کہ میری جان لے۔ وحی آئی کہ اے ادریس تم تو تین شبانہ روز میں بیقرار ہوگئے جو میں نے تمہاری خوراک بند کردی۔ اونکے حال پر بیقرار نہیں ہوتے ہو جنپر بیس برس سے بھوک اور مشقت واقع ہے۔ میں نے تم سے درخواست کی کہ یہ لوگ مشقت و تکلیف میں ہیں۔ میں نے اونپر رحم کیا ہے۔ تم سوال کرو کہ میں مینہہ برساؤں۔ تم نے سوال نکیا اور بخل کیا سوال کرنے میں۔ تو میں نے تمہیں بھوک کا مزا چکھایا۔ جس میں تم بے صبر ہوگئے۔ اب تم اس غار سے نیچے جاؤ۔ اور اپنی معاش آپ طلب کرو کہ تم کو میں نے تمہاری حالت پر چھوڑا کہ خود اپنی روزی تلاش کرو۔ حضرت ادریس اپنے مقام سے اوترے تاکہ غذا تلاش کریں۔ اور بھوک کی دفع کریں۔ جب شہر کے قریب پہونچے تو اونہیں دہواں دکھائی دیا کہ کسی مکان سے نکل رہا ہے۔ اوس مکان کی طرف چلے۔ اور اوس گھر میں داخل ہوئے

دیکھا کہ ایک بڑھیا نے دو باریک روٹیاں تیار کی ہیں۔ اور آگ پر ڈالی ہیں۔ کہنے لگے کہ اے پیرزن میں بھوک سے بیتاب ہو رہا ہوں۔ عورت نے جواب دیا کہ ادریس کی بد دعا نے ہم لوگوں کے واسطے کوئی زائد نہیں چھوڑا ہے جو دوسروں کو دے سکیں۔ اور قسم کھائی کہ میرے پاس سوائے ان دو روٹیوں کے اور کچھ نہیں ہے۔ یہانسے جاؤ اور اپنی روزی اس شہر کے علاوہ اور آدمیوں سے مانگو۔ ادریس نے کہا تو مجھے اتنا ہی دیدے کہ جسمیں میری جان بچ جائے اور مجھے چلنے کی طاقت ہو جائے۔ بڑھیا نے کہا یہی دو روٹیاں ہیں۔ ایک میری ہے ایک میرے بچے کی۔ اگر اپنے حصہ کی روٹی دیدوں تو میں بھوک سے مرجاؤں۔ اگر لڑکے کے حصہ کی دیدوں تو وہ بھوک سے مرجائے۔ یہاں اسقدر زیادہ نہیں ہے۔ کہ تمہیں دے سکوں۔ ادریس نے کہا کہ لڑکا تیرا چھوٹا ہے آدھی روٹی اوسے کافی ہوگی۔ آدھی اوسمیں سے مجھے دیدے اوتنی ہی مجھے کافی ہو جائیگی میری جان بچ جائیگی۔ عورت نے یہ سنکر اپنے حصے کی روٹی تو خود کھالی۔ اور لڑکے کے حصے کی روٹی آدھی توڑکر ادریس کو دی اور آدھی لڑکے کو۔ جب لڑکے نے دیکھا کہ میرے حصے کی روٹی میں سے ادریس کھارہے ہیں تو بیحد مضطرب ہوا لوٹنے لگا یہانتک کہ مرگیا۔ اوسکی ماں نے یہ حال دیکھکر کہا کہ اے بندۂ خدا تو نے میرے بیٹے کو بھی مار ڈالا۔ ادریس نے فرمایا تو بیقرار نہو کہ میں باذن خدا اوسکو زندہ کردونگا۔ پھر اوس لڑکے کے دونوں بازو پکڑے اور کہا کہ اے روح جو اوسکے بدن سے نکل گئی ہے پھر اسکے بدن میں داخل ہو کہ میں ادریس پیغامبر ہوں۔ پس روح اوسکی بدن میں داخل ہوگئی۔

جب اوس بڑھیا نے یہ سنا کہ انکا نام ادریس ہے۔ اور اپنے بچے کو زندہ پایا۔ تو کہنے لگی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ تم ادریس پیغامبر ہو۔ یہ کہکر باہر غل مچایا۔ کہ ایہاالناس بشارت ہو تمکو کہ ادریس پیغامبر آگئے ادریس علیہ السلام اوسوقت وہاں چلے گئے جہاں اوس جبار بادشاہ کا قیام تھا اور ایک بلند ٹیلہ پر جا بیٹھے۔ شہر کے لوگ یہ خبر سنکر گرد اونکے جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ادریس تم نے اس بیس برس کے درمیان ہم پر رحم نہ کیا۔ اب دعا کرو کہ پروردگار عالم ہمپر مینھہ برسائے۔ ادریس نے فرمایا کہ جب تک تمہارا بادشاہ جابر اور تمام اہل شہر میرے پاس پا برہنہ نہ آئینگے اور مجھسے التماس نہ کرینگے تب تک میں دعا نکرونگا۔ جب یہ خبر بادشاہ جابر کو پہونچی۔ چالیس آدمی اونکی گرفتاری کے واسطے بھیجے کہ اوسکے پاس اونہیں حاضر کریں۔ جب وہ آئے اور کہا کہ ہم بحکم بادشاہ

تمہارے پاس آئے ہیں تاکہ تمکو اوسکے پاس لیچلیں تو حضرت ادریس نے اونکو بددعا دی اور وہ سب مرگئے۔ جب یہ خبر اوس بادشاہ کو ملی تو پانچسو آدمی بھیجدیے کہ اونہیں پکڑ لائیں۔ اون سب نے ادریس سے کہا کہ ہم بحکم بادشاہ آئے ہیں تاکہ تمکو اوسکے پاس لیچلیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان چالیس آدمیوں کو دیکھو کہ مرے ہوئے پڑے ہیں۔ اگر یہاں سے چلے نہ جاؤگے تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی کرونگا۔ اوسوقت اون لوگوں نے کہا کہ اے ادریس بیس برس تک تو ہمیں تم نے بھوک سے مارا۔ اور اب بددعا سے مارتے ہو۔ کیا تمہارے دل میں بالکل رحم نہیں ہے۔ ادریس نے فرمایا کہ میں اوس جبار بادشاہ کے پاس نہ جاؤنگا۔ اور نہ باران کی دعا کرونگا جب تک وہ مع تمام اہل شہر کے پیدل اور پابرہنہ میرے پاس نہ آئیگا۔ پس وہ لوگ واپس گئے۔ اور ادریس کا کلام اوس بادشاہ سے بیان کیا۔ اور عرض کی کہ حضور جب تک نہ چلینگے تب تک ادریس نہ مانینگے۔ آخر بادشاہ مع اہل شہر کے آیا اور بخضوع و خشوع سامنے اون کے کھڑے ہوکے عرض کی کہ اے ادریس اب دعا کرو کہ خدا تعالی مینھہ برسائے۔ اوسوقت حضرت ادریس نے قبول کیا۔ اور دعائے باراں فرمائی۔ پس ایک ابر نمودار ہوا رعد و برق ظاہر ہوئی۔ اور اوسیوقت باران رحمت برسا اور اسقدر برسا کہ لوگونکو خیال ہوا کہ مبادا غرق ہو جائیں یہانتک کہ جلد جلد سب نے اپنے اپنے گھروں کی راہ لی۔

واقعہ اصحاب قریہ انطاکیہ

واضرب لھم مثلا اصحاب القریۃ اذ جاءھا المرسلون اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون ‘‘ اے رسول اپنے ملک کے لوگوں سے مثل کہو قریہ انطاکیہ والوں کی جبکہ اونکے پاس رسول آئے جب ہم نے دو رسول بھیجے تو اہل قریہ نے اونکو جھٹلایا۔ پھر ہم نے تیسرے رسول کے ذریعہ سے اونکی تقویت کی تو اون لوگوں نے کہا کہ اے اہل قریہ ہم تمہاری طرف ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں‘‘ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی جب تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ خدا تعالی نے دو شخص انطاکیہ میں بھیجے تھے۔ اون دونوں رسولوں نے ایسی خدائی باتیں اہل قریہ سے کہیں کہ جنہیں وہ نہ جانتے تھے جسکے سبب سے وہ انپر سختی کرنے لگے اور پکڑ کر دونوں ہی نبیوں کو بتخانہ میں قید کر دیا۔ تب تیسرے شخص کو پروردگار عالم نے مدینہ انطاکیہ میں بھیجا جب وہاں پہونچا تو لوگوں سے کہا کہ تم مجھے بادشاہ کے دروازے تک پہونچا دو۔ جب دروازۂ بادشاہ پر آیا اور کھڑا ہوا تو کہا میں ایک

جنگل میں ابتک عبادت کرتا تھا۔ لیکن اب یہ خواہش ہوئی ہے کہ بادشاہ کے معبود کی عبادت کروں
یہ سنکر لوگوں نے خبر اوسکی بادشاہ تک پہونچائی۔ اوس نے کہا کہ اچھا اوسکو بتخانے میں لیجاؤ۔ وہانتک
کہ وہ سال بھر تک اوسی بتخانے میں رہا۔ جہاں پہلے دونوں صاحب بھی موجود تھے۔ اون سے کہا
کہ خدا فنت دہوشیاری سے اور اس ترکیب سے کسی کو اوسکے کیش و مذہب سے پھیرنا ممکن ہے۔ تم نے
نرمی سے کیوں نہ گفتگو کی۔ دیکھو یہ کسی کو نہ بتانا کہ ہم اس تیسرے شخص کو پہچانتے ہیں۔ غرض سال
بھر بعد وہ تیسرے صاحب بادشاہ کے دربار میں بلائے گئے۔ بادشاہ نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تم
میرے معبود کی عبادت اس وقت تک کرتے رہے ہو۔ پس اب ہم اور تم ہمیشہ بھائی بھائی رہینگے
اب مجھسے اپنی حاجتوں کا سوال کرو۔ عرض کی مجھے تو اسوقت کوئی ضرورت درپیش نہیں ہے۔
لیکن میں نے دو شخصوں کو اس خدا خانے میں دیکھا ہے۔ یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ انکا واقعہ
کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ دونوں ہمارے دین کو باطل کرنے آئے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ایک آسمانی
خدا کو تم لوگ مانو۔ (اس جرم میں یہ قید ہیں) ان بزرگوار نے کہا کہ اچھا پھر ہمارے اونکے ایک
اچھا سا مناظرہ ہو جائے۔ اگر حق اونکی طرف ہو تو ہمیں چاہیئے کہ اونکی اطاعت کرلیں۔ اور اگر
حق ہماری طرف ہو تو اونہیں چاہیئے کہ ہماری متابعت کریں۔ اور پھر جو ہمارے لئے نفع یا
نقصان ہوگا اوسی میں وہ بھی شریک ہینگے۔ تب بادشاہ نے اون دونوں صاحبوں کو آدمی بھیجکر
بلوایا۔ جب حاضر ہوئے تو ان بزرگوار نے جو تیسرے تھے اون سے کہا۔ کہ تم کیا کہتے ہو اونہوں نے
کہا۔ ہمارا یہ کلام ہے کہ ہم اوس خدا کی طرف دعوت دیتے ہیں جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے
رحم مادر میں جس قسم کی صورت چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اشجار و اثمار پیدا کرتا اور آسمان سے مینہہ
برساتا ہے۔ تیسرے نے کہا جس خدا کی تم یہ صفت بیان کرتے ہو۔ اگر ہم کسی اندھے کو بلائیں تو کیا
وہ اس بات پر قادر ہے کہ اوسے بینا کردے۔ دونوں نے کہا ہاں اگر وہ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے
تب اوس تیسرے نے بادشاہ سے کہا کہ ایک اندھے کو بلواؤ جو بالکل کچھہ نہ دیکھہ سکتا ہو۔ جب وہ
لایا گیا تو اوس تیسرے نے ان دونوں سے کہا کہ تم اپنے خدا سے دعا کرو کہ وہ اسے بینا کردے۔ یہ
سنکر وہ اوٹھے۔ دو رکعت نماز پڑہی۔ یک بہ یک وہ نابینا صحیح و سالم ہوگیا۔ اور آسمان کی طرف
دیکھنے لگا۔ پھر اس تیسرے نے کہا کہ اے بادشاہ ایک اور اندھا بلایا جائے۔ جب وہ لایا گیا۔ تو

تو ان بزرگوار نے ایک سجدہ کیا - جب سر اوٹھایا تو نابینا بینا ہو چکا تھا - کہنے لگے کہ اے بادشاہ اوس دلیل کے مقابلے میں تو یہ دلیل ہو گئی (یعنی جیسے اونکا خدا آنکھ دینے پر قادر ہے ویسے ہی ہمارا خدا بھی قادر ہے) اچھا ایک زمین گیر کو بلوایا جائے - جب وہ لایا گیا تو اون دونوں صاحبوں سے اس تیسرے نے (جو نقیہ بیں تھے اور بحکمت و تدبیر اہل ملک کو ایمان کی طرف لانا چاہتے تھے) کہا کہ اچھا اسے تندرست کردو پھر اونھوں نے نماز پڑھی - خدا سے دعا کی - ناگاہ وہ زمین گیر اوٹھ کھڑا ہوا - اور چلنے لگا - کہا اے بادشاہ ایک اور زمین گیر کو بلوا - جب وہ آیا تو اونھوں نے سجدہ کیا - اور وہ زمین گیر اچھا ہو گیا (دراصل یہ بھی خدا تعالیٰ ہی سے سوال کرتے تھے مگر بظاہر یہ دکھلاتے تھے کہ بتوں سے سوال کیا ہے تاکہ بادشاہ وغیرہ کو پہلے ہی وحشت نہ ہو جائے - اور وہ کہیں کھٹک نہ جائے) جب یہ بھی ہو چکا تو بادشاہ سے کہا کہ جسطرح ان دونوں صاحبوں نے اپنے معبود کی دو حجتیں پیش کیں ہم نے بھی اوسی طرح کی دو حجتیں اپنے بتوں کی حقیقت کی پیش کردیں - اب یہ ہونا چاہیئے کہ میں نے سنا ہے بادشاہ کا کوئی فرزند مر گیا ہے - اور وہ اکلوتا بیٹا تھا - اگر اوسکو ان دو صاحبو نکا خدا زندہ کردے تو میں ضرور ان کے دین میں داخل ہو جاؤنگا - (ترکیب خوب سوچی) بادشاہ نے کہا تو میں بھی انہیں کے دین میں داخل ہو جاؤنگا - پھر اون دونوں رسولوں سے کہا کہ اب صرف ایک بات رہ گئی ہے کہ ہمارے بادشاہ کا بیٹا مر گیا ہے - اگر تمہارا خدا اوسکو زندہ کردے تو کیا بات ہے - اوس سے دعا کرو - یہ سنکر وہ دونوں رسول سجدہ خدا تعالیٰ میں جھک گئے - اور دیر تک سجدہ کرتے رہے - پھر سر اوٹھا کر کہا کہ اے بادشاہ کسی کو اپنے بیٹے کی قبر پر بھیج تو انشاءاللہ وہ جی اوٹھا ہوگا - اب جو دیکھنے کے لئے لوگ گئے - تو دیکھا کہ وہ قبر سے نکلا ہوا سر پر سے خاک جھاڑ رہا ہے - بادشاہ کے پاس اوسے لائے - اوس نے اپنے بیٹے کو پہچانا - اوس سے حال دریافت کیا - اوس نے کہا کہ میں تو مرا ہوا تھا - مگر دو شخصوں کو دیکھا کہ وہ خدا تعالیٰ کی جناب میں سجدہ کر رہے ہیں - اور میرے جی اوٹھنے کی دعا کرتے ہیں - اس سبب سے پروردگار نے مجھے زندہ کردیا - کہا اے فرزند تو اون دونوں کو پہچانتا ہے - کہا ہاں - پھر تمام آدمیونکو یکجائی طور پر صحرا میں جانیکا حکم دیا (جنمیں وہ دو رسول بھی تھے) وہ لڑکا - ایک ایک آدمی کو دیکھتا جاتا اور کہتا تھا کہ وہ یہ نہیں ہے - پھر اونمیں سے ایک کے قریب جب پہونچا تو کہا یہ اونمیں سے ایک ہے پھر ہوتے ہوتے دوسرے کے پاس جب پہونچا تو کہا کہ لو وہ دوسرا یہ ہے - یہ دیکھکر اوس تیسرے صاحب نے

تو کہا کہ لیجئے اب میں تو ان دونوں صاحبوں کے خدا پر ایمان لاتا ہوں (حالانکہ وہ تو پہلے ہی مومن بلکہ رسول تھے۔ یہ باتیں تو صرف تدبیراً کی گئی تھیں) مجھے یقین ہوگیا کہ تمہارا خدا سچا ہے۔ جو کچھ تم کہتے ہو وہی حق ہے۔ بادشاہ نے یہ دیکھکر کہا۔ اور میں بھی تم دونوں صاحبوں کے خدا پر ایمان لایا۔ پھر تو اوسکی سلطنت کے تمام آدمی مسلمان ہوگئے۔

تفسیر مجمع البیان میں مذکور ہے کہ اون دو شخصوں کو پہلے جناب عیسٰی علی نبینا و علیہ السلام نے بھیجا تھا اور وہ تیسرے صاحب شمعون الصفا تھے۔ شہر کا نام انطاکیہ تھا۔

قصہ اصحاب فیل الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل وارسل علیھم طیرا ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف ماکول۔ اے ہمارے حبیب کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے اصحاب فیل سے کیا کیا؟ کیا اونکے مکر کو باطل نہیں کردیا۔ اور اونپر گروہ گروہ پرندے بھیجدئے جو اونکو جمے ہوئے مٹی کے ڈھیلوں سے مارتے تھے۔ پس اونہیں ایسا بنادیا جیسے چری ہوئی کھیتی۔

اس کا قصہ یہ ہے کہ بادشاہ بروز تبہ کے اصحاب میں سے ابرہہ ابو یکسوم نامی ایک شخص تھا۔ جس نے بحیلہ و مکر اوسے قتل کردیا۔ اور خود مالک ملک ہوگیا تھا۔ پھر اوسی نے ایک کعبہ یمن میں بنایا تھا۔ جسکے قبہ سونے کے بنوائے تھے۔ اور اپنے اہل ملک کو حکم دیا تھا کہ اسی کا حج کیا کریں۔ جس سے مقصود یہ تھا کہ خانہ کعبہ مکہ کا مقابلہ کرے۔ اتفاقاً ایک شخص بنی کنانہ میں سے یمن کو گیا ہوا تھا۔ جب اوس نے دیکھا کہ یمن میں کعبہ بنوایا گیا ہے تو اوسکے اندر بیٹھکر رفع حاجت کردیا۔ ابرہہ جب اوسمیں گیا تو دیکھا کہ فضلہ اوسمیں پڑا ہوا ہے۔ پوچھا یہ کس کی جرأت و گستاخی ہے؟ قسم اپنی نصرانیت کی میں خانہ کعبہ مکہ کو بالکل ڈھادونگا کہ کوئی آئندہ اوسکا حج ہی نہ کرے۔ پھر اوسنے ہاتھی منگائے۔ اور اپنی قوم کو خروج کا حکم دیا۔ اہل یمن میں سے بھی کچھ لوگ اوسکے ساتھ ہوئے۔ اکثر خثعمی۔ اور اشعرین اوسکے ہمراہ رکاب تھے۔ راہ میں ایک مقام پر پہونچ کر کسی کو اس امر کے اعلان کے واسطے مکہ میں بھیجا کہ لوگ آئندہ سے اوسکے کعبہ کا حج کیا کریں۔ اوس ایلچی کو کسی کنانی شخص نے مار ڈالا۔ جسپر ابرہہ کا غصہ اور بڑھ گیا۔ اور جلد جلد منازل سفر کو قطع کرنے لگا۔ اور اہل طائف میں سے ایک شخص کو اپنا راہبر بناکر لیچلا۔ آخر مکہ سے چھ میل کے فاصلہ پر مقام مغمس میں اوترا۔ اور اپنے مقدمہ فوج کو مکہ میں بھیجا جسنے

دیکھ کر لوگ پہاڑوں پر چلے گئے۔ اور کہنے لگے کہ ہمیں ابرہہ والوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ اوسوقت سوائے حضرت عبدالمطلب کے جو خدمت سقایت پر مامور تھے۔ اور سوائے شیبہ بن عثمان بن عبدالدار کے جو خانہ کعبہ کے دربان تھے مکہ میں کوئی نہ باقی رہا۔ عبدالمطلب نے دونوں بازو دروازہ خانہ کعبہ کے پکڑ کر کہنا شروع کیا کہ خدایا ہر شخص اپنے اسباب کی حفاظت کرتا ہے آج تو بھی اپنے اسباب اور مکان کی حفاظت کر جس سے یہ قوم اپنے صلیب اور باطل امور سے تیرے گھر پر غالب نہ آئے۔ اور شہر محترم میں نہ داخل ہو سکے آئندہ جو تیری مشیت ہو وہ کر۔ الغرض ابرہہ کا مقدمۃ الجیش جو مکہ میں آیا تو عبدالمطلب کے اونٹ اوسکے ہاتھ لگے اونمیں سے دوسو اونٹ وہ لوگ ہنکا لیگئے۔ جب یہ خبر حضرت کو ملی۔ تو آپ ابرہہ کے پاس تشریف لیگئے۔ ابرہہ کا دربان چونکہ اشعرین میں سے تھا اور حضرت عبدالمطلب سے اور اوس سے تعارف تھا۔ اوس نے ابرہہ کے پاس انکو پہونچایا۔ جب ابرہہ نے انکو دیکھا تو از بسکہ یہ جسیم و حسین و موجہ تھے اوس نے یہ تو پسند نکیا کہ اپنے پاس تخت پر بٹھائے مگر خود زمین پر اوتر پڑا۔ اور انکو بھی اپنے ہمراہ بٹھالیا۔ اور پوچھا کہ آپکی کیا غرض ہے جس سے یہاں آنے کی تکلیف اوٹھائی۔ فرمایا میرے دوسو اونٹ تیری فوج والے لے آئے ہیں وہ واپس کردے۔ ابرہہ نے یہ سنکر کہا کہ آپ کو دیکھکر تو مجھے بڑی وقعت معلوم ہوئی تھی مگر آپ کے اس سوال سے وہ بات جاتی رہی۔ آپ نے فرمایا یہ کیوں؟ کہا کہ میں تو تمہارے خانۂ عزت کے ڈھانے کے لئے آیا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ تمہاری حفاظت کے قلعے کو گرادوں۔ تمہاری فضیلت کو ضائع کردوں تمہارے دین کو برباد کردوں۔ مگر اس معاملے میں تم نے مجھسے کچھ گفتگو نہ کی۔ دوسو اونٹ جو تمہارے پکڑے آئے ہیں اونکو مانگنے لگے۔ حضرت نے فرمایا میں تجھسے اپنا مال مانگنے کے لئے آیا ہوں۔ رہا یہ مکان اسکا مالک تو اور کوئی ہے۔ وہ آپ اسکی حفاظت کرلیگا۔ (یعنی یہ تو خدا کا گھر ہے خدا خود اسکا نگہبان ہے) یہ سنکر ابرہہ پر خوف طاری ہوا۔ اور حکم دیا کہ حضرت عبدالمطلب کے اونٹ واپس دیدو۔ آپ اپنے اونٹ لیکر واپس آئے۔ جب شام ہوگئی اور شب آئی تو ابرہہ والوں کی عجیب حالت تھی سارے شب کے گویا اونکو کاٹے کھاتے تھے۔ اور عذاب خدا کا گویا انکو احساس ہورہا تھا۔ جو اون لوگوں کا رہنما بنکر طائف سے آیا تھا وہ وہاں سے بھاگ کر مکہ میں آگیا۔ اشعریوں کا

گروہ بھی اون سے الگ ہو کر مکہ میں چلا گیا۔ خثعم والے بھی ابرہہ کے ساتھ نہ رہے اپنی اپنی تلواریں اور نیزے توڑ ڈالے اور خدا تعالیٰ کی جناب میں خانہ کعبہ کے ڈھانے سے براءت چاہی۔ یہ رات تو ابرہہ والوں پر بہت سخت گزری جب صبح ہوئی تو ہاتھی لیکر خانہ کعبہ کی طرف چلے مگر ہاتھی راہ میں بیٹھ گیا۔ جب اوسے مارا تو لوٹ گیا۔ پھر اوسے اوٹھایا اور اوس طرف چلایا تو بیٹھ گیا۔ جب مار کر اودہر لیجانا چاہا تو زمین پر لوٹ گیا۔ برابر یہی ہوتا رہا۔ یہانتک کہ ان لوگوں نے ہاتھی سے کہا کہ اچھا خدا کی قسم ہم تجھے مکہ کی طرف نہ لیچلیں گے۔ اچھا اوٹھ تو وہ اوٹھا اور یمن کا رستہ لیا۔ اور اوس طرف دوڑا۔ پھر اون لوگوں نے اوسے پھیر کر مکہ کیطرف لانا چاہا تو پھر مثل سابق زمین پر بیٹھ گیا۔ جب یہ دیکھا تو دوبارہ اوسے قسم دی۔ جب وہ اوٹھا تو یمن ہی کی طرف روانہ ہوا۔ یہانتک کہ آفتاب نکلتے نکلتے کچھ پرندے نمودار ہوئے جنکے پنجوں اور منقاروں میں پتھر تھے وہ پتھر ابرہہ والوں پر گرانے شروع کئے۔ ہر پرندہ کی چونچ میں ایک پتھر اور پنجوں میں دو پتھر تھے۔ جب وہ ختم ہو لیتے تو جا کر اور کنکریاں اوٹھا لاتے۔ اور اون سے ابرہہ والوں کو مارتے۔ پھر جو کنکری جسپر لگتی وہی ہلاک ہو جاتا۔ اگر ہڈی پر لگتی تو ہڈی ٹوٹ جاتی۔ اگر پیٹ پر لگتی تو پیٹ کو پھاڑ دیتی۔ یہ مصیبت دیکھکر ابرہہ کو واپس چلا مگر اوسے بھی کچھ کنکریاں لگی تھیں۔ جسکے اثر سے تھوڑی تھوڑی دور کے بعد اوسکے بعض بعض اعضا کٹ کٹ کے گرپڑنے لگے۔ یہانتک کہ یمن میں پہونچ کر اوسکا سینہ پھٹ گیا۔ اور پیٹ بھی پھر وہ مر گیا۔ باقی فوج والے آدمی بس اونمیں سے جسے وہ پتھر لگا وہ تو مر گیا۔ بقیہ بھاگ کر اپنے ملک کی طرف چلے گئے۔ جناب عبد المطلب کا رجز اوسوقت یہ تھا۔ ؎

	یا رب لا ارجو لهم سواکا	یا رب فامنع منهم حماکا	
	ان عدو البیت من عاداکا	انهم لن یقهروا قواکا	

اور نفیل نے اس معاملے میں یہ اشعار کہے تھے ؎

	ردینة لو رایت وما تراه	لدی جنب المحصب ما راینا	
	حمدت الله اذ عاینت طیرا	وخفت حجارة تلقی علینا	
	وکل القوم یسأل عن نفیل	کأن علی للحبشان دینا	

علیٰ ہذا القیاس عہد جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ کے حالات تاریخی مثل واقعہ بدر۔ واقعہ خندق واقعہ فتح مکہ۔ واقعہ حنین۔ واقعہ عقد زینب۔ مخالفت مخالفین۔ واقعہ ہجرت وغیرہ۔ علاوہ اون قدیم تاریخی حالات کے جو آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ ہود۔ صالح۔ یونس۔ والیاس۔ ادریس۔ زکریا۔ یحیی سکندر ذوالقرنین۔ اصحاب کہف۔ اور حضرت عیسے وغیرہم کے اس کتاب میں بالاجمال اور بالتفصیل دونوں طرحسے موجود ہیں۔ جیساکہ اہل دانش پر مخفی نہیں ہے۔ اور مستقل اسکی پوری شرح و توضیح کی۔ تاریخ الانبیا۔ قصص الانبیا۔ کتب تفاسیر۔ کتاب حیاۃ القلوب فارسی و اردو۔ بعض مجلدات بحار وغیرہ کتب تاریخ و احادیث و سیر ہیں۔ میں نے تو نمونہ کے طور پر دو چار واقعے لکھ دئے ہیں سا گراون سبکی یہاں تفسیر و شرح کیجاتی تو صرف انہیں واقعات سے پچاس جزو سے زائد کی کتاب مرتب ہو جاتی۔ باقی مضامین بالائے طاق رہجاتے۔ نیز یہ کہ مقصود بھی اس کتاب میں صرف مثال دینی ہے۔ اور یہ دکھلانا ہے کہ قرآن حاوی علوم کثیرہ ہے۔ نہ یہ کہ ہر علم کی تحقیق کرنی اسجگہ مقصود ہے۔ کیونکہ ہر علم بجائے خود ایک مستقل کتاب چاہتا ہے۔ ایک کتاب میں سب کا اجتماع نہایت دشوار ہے۔ الا بالاجمال وھو حاصل فی ذٰلک الکتاب بحمد اللہ تعالیٰ

اونتالیسواں باب معجزات کے بیانمیں

معجزات انبیا کے لئے ویسے ہی ہیں جیسے جادوگروں اور کاہنوں وغیرہم کے لئے سحر و طلسمات و شعبدہ جات۔ مگر ان میں اون میں کئی طرحسے فرق ہے۔

ایک یہ کہ سحر و طلسم وغیرہ کا اثر آسمانی چیزوں پر نہیں ہو سکتا معجزہ کا اثر ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ سحر کا اثر دریا سے اوسطرف نہیں جاتا اسی طرف رہتا ہے۔ مگر معجزے کا اثر دونوں طرف ہوتا ہے۔

تیسرے یہ کہ سحر و طلسم تعلیم و تعلم بشری پر موقوف ہیں۔ معجزہ تعلیم بشری سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ تعلیم الٰہی سے ہوتا ہے۔

چوتھے سحر و طلسم کا اثر دعوائے نبوت کرنے کے بعد باطل ہو جاتا ہے۔ معجزہ کا اثر دعوائے نبوت ہی کرنے پر ظاہر ہوتا ہے۔

پانچویں یہ کہ سحر و طلسم و شعبدہ جات کے لئے قواعد مقرر ہیں جنکی مطابقت سے اثر کا ظہور ہوتا ہے معجزہ کے لئے کوئی قاعدہ یا قانون مقرر نہیں ہے۔
چھٹے یہ کہ سحر و طلسم ہر شخص کر سکتا ہے۔ اور معجزہ سوائے مدعی نبوت کے کوئی دوسرا دکھلا نہیں سکتا۔ علاوہ ان کے اور بھی کئی فرق ہیں یہاں اسیقدر کافی ہیں
ہم جو قرآن مجید کو دیکھتے ہیں تو اسمیں معجزات کو بھی مذکور پاتے ہیں۔ کہیں یہ مذکور ہے
(۱) اقتربت الساعۃ وانشق القمر قیامت قریب آئی اور چاند شق ہو گیا۔
یہ وہ معجزہ ہے جو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے مکہ میں ظاہر فرمایا تھا اور جسپر بہت سے آدمی مسلمان بھی ہوئے۔ یہ معجزہ بنام شق القمر مشہور ہے۔ کچھ مشرکین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئے تھے اور عرض کی کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر دیجئے آپ نے فرمایا اگر میں ایسا کروں تو تم ایمان لاؤگے سب نے کہا البتہ!! - پس آپنے خدا سے سوال کیا اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اوسوقت آپ نے لوگوں کو پکار کر کہا کہ اے فلاں اولے فلاں گواہ رہنا کہ چاند بموجب تمہاری درخواست کے شق ہو گیا۔
(۲) فوج ملائکہ کا مدد کے لئے آنا۔ فارسلنا علیہم ریحا و جنودا لم تروھا، یہ معجزہ جنگ خندق میں ظاہر ہوا تھا جبکہ کفار قریش نے رسول خدا پر ہجوم کیا تھا۔ اس لڑائی میں شب کے وقت ایسی سرد ہوا دعائے رسول خدا سے چلی کہ تمام قریش کے حواس جاتے رہے آخر بھاگ نکلے۔
(۳) تین ہزار فرشتوں کا جنگ کفار کے لئے آنا۔ اذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثۃ الاف من الملائکۃ منزلین۔ اے رسول جبکہ تم کہہ رہے تھے کہ اے ایمان والو کیا تمہیں کافی ہوا کہ پروردگار تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے آسمان سے بھیجکر۔
یہ معجزہ جنگ بدر میں ظاہر ہوا تھا جبکہ فرشتے سفید عمامے باندھے ہوئے رسولخدا کی مدد کے لئے آئے تھے۔ اور کفار کو شکست فاش دیکر منہزم کر دیا۔
معجزہ عصا اور ید بیضا۔ وما تلک بیمینک یا موسیٰ قال ھی عصای اتوکّأ

علیہا و اھش بہا علی غنمی ولی فیہا مآرب اُخری قال القہا یاموسی فالقاہا فاذا ھی حیۃ تسعیٰ فقال خذھا و لاتخف سنعیدھا سیرتہا الاولی واضمم یدك الی جناحك تخرج بیضاء من سوء اٰیۃ اُخریٰ۔

خدا تعالیٰ نے کہا اے موسیٰ تمہارے ہاتھ میں یہ کیا ہے۔ کہا یہ میری چھڑی ہے جسپر تکیہ کرتا ہوں اور اپنی بھیڑوں پر اس سے پتّے جھاڑتا ہوں۔ علاوہ اسکے اور بھی میرے مطالب ہیں۔ پروردگار نے کہا اچھا تو اسے زمین پر پھینکدو۔ اب جو پھینکا تو خاصہ سانپ ہوکر چلنے لگا۔ خدا نے کہا کہ اسے پکڑلو۔ اور ڈرو نہیں۔ ہم اسے اسکی اصلی حالت کی طرف پھیر دینگے اور اپنے ہاتھ کو اپنے بازو کے نیچے لیجاؤ تو روشن ہوکر نکلیگا۔ یہ دوسرا معجزہ ہے۔

حضرت موسیٰ کو یہ دو معجزے دیے گئے تھے۔ ایک یہ کہ جب وہ اپنے عصا کو زمین پر پھینکدیتے تو وہ اژدہا بنجاتا۔ اور جب اپنے ہاتھ کو اوٹھاتے تو مثل ستاروں کے روشن دکھائی دینے لگتا یہی دو معجزے لیکر فرعون کے پاس بغرض ہدایت گئے تھے۔

حضرت صالح کا معجزہ۔ ویاقوم ھذہ ناقۃ اللہ لکم اٰیۃ فذروھا تاکل فی ارض اللہ ولا تمسوھا بسوءٍ فیاخذکم عذاب قریب۔“ صالح نبی نے کہا کہ اے میری قوم یہ اونٹنی معجزہ ہے اسے چھوڑدو کہ خدا کی زمین پر چرے۔ اسے کوئی تکلیف نہ پہونچانا ورنہ تم کو عنقریب کوئی عذاب آدبائیگا۔

یہ اونٹنی پہاڑ سے مع بچے کے نکلی تھی۔ ایک روز یہ تمام پانی نہر کا پیجاتی۔ اوس روز تو حضرت صالح کی قوم اسکا دودھ پیتی تھی۔ اور دوسرے روز نہر کا پانی قوم صالح پیتی تھی۔ مگر یہ بات بھی اونکی قوم کو ناگوار ہوئی کہ ایک روز یہ سارا پانی ہماری نہر کا کیوں پیجاتی ہے۔ آخر قدار نامی ایک شخص نے اوسے پے کردیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اونپر عذاب خدا نازل ہوا۔ اور وہ سب مرگئے۔

(۶) معجزہ احیاء مردہ (۷) مادرزاد اندھے کو بینا کرنا (۸) مبروص کو تندرست کرنا (۹) مٹی کا پرندہ بناکر جاندار کردینا۔

(۶) انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ۔

(۷) وابرئ الاکمہ (۸) والابرص (۹) واحی الموتیٰ باذن اللہ۔ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ

اے قوم میں تمہارے دکھانے کے لئے مٹی کی ایک تصویر پرندے کی بناتا ہوں یا بناؤنگا۔ جسے پھونک دونگا تو وہ بحکم خدا پرندہ ہوجائیگی۔ اور مادرزاد اندھے کو اچھا کردونگا۔ اور مبروص کو تندرست کردونگا۔ اور مردوں کو بحکم خدا زندہ کردونگا'' یہ معجزے حضرت عیسیٰ کو دئے گئے تھے۔ جن سے وہ اپنی نبوت کا اظہار فرماتے تھے۔ علیٰ ہذاالقیاس اور بھی بہت سے معجزات انبیا اس کتاب میں مذکور ہیں''

چالیسواں باب منطق الطیر میں

اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ ہر جانور جو کچھہ بولتا ہے۔ خواہ وہ چہچہا ہو یا زمزمہ۔ یا کوئی دوسری لے۔ وہ ضرور اپنی زبان میں کچھہ نہ کچھہ کہتا ہے۔ اس بات کا پتہ ہمیں یوں بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ایک جانور دوسرے کو اپنے پاس بلاتا ہے تو وہ کوئی آواز ضرور نکالتا ہے جسے سنکر دوسرا اوسکے قریب آتا ہے۔ مثلاً مرغ اپنی مادہ کو بلاتے وقت ضرور کچھہ کہتا ہے جسے سنکر وہ اوسکے قریب آتی ہے۔ علیٰ ہذاالقیاس ماں اپنے بچوں کو بلانے کے لئے کچھہ کہتی ہے اسی طرح ہر جانور کچھہ نہ کچھہ گفتگو کرتا ہے۔ اگرچہ ہم اوسے عام طور پر نہیں سمجھہ سکتے۔ مگر عقلا اسکو سمجھتے رہتے ہیں۔ ہر زمانہ میں اس علم کے حاصل کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ اور اوسکے قواعد بھی مرتب کئے گئے ہیں۔ زمانہ قدیم میں ہنود کے عرفا بھی اس علم کو کسیقدر جانتے تھے۔ عرب میں صحرانشین بدوی بھی اسکو ایک معتدبہ مقدار میں تمیز کرتے تھے۔ اور اسکا نام زجز الطیر رکھا تھا۔ آجکل بھی اہل یورپ کوشش کررہے ہیں کہ زبان حیوانات معلوم کریں۔ مگر حق یہ ہے کہ اس علم کی معرفت صفائی نفس اور حضور دماغ اور صحت قوائے روحانیہ پر موقوف ہے۔ نہ محض کوشش پر۔ البتہ تجربہ کسیقدر اس بارے میں مفید ہے۔ مگر تجربہ ہمیشہ ناقص ہوتا ہے۔ بیشتر اسکا کلیہ قائم نہیں رہتا۔ پس بطور کمال اس علم کا حاصل ہونا بغیر تائید رحمانی ممکن نہیں ہے۔ ازبسکہ انبیا اور ائمہ علیہم السلام مؤید من اللہ ہوتے تھے اونکو بدرجہ کمال اس علم کی معرفت تھی۔ اور خوب اسے جانتے تھے۔

علمائے ہنود نے جو اس فن کے عارف تھے کچھہ قواعد بھی اسکے متعلق نکالے ہیں۔ مثلاً کوّے کی آواز ہے کہ یہ مختلف طرح سے سنائی دیتی ہے۔ کبھی کاکا۔ کبھی کائیں کائیں۔ کبھی کاؤں کاؤں کبھی کہ کہ۔ کبھی کاہ کاہ۔ کبھی گوں گوں۔ وغیرہ جسے چودہ صورتوں میں ان علماء نے منقسم کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ ہر ایک آواز ایک قسم کے مطلب پر دلالت کرتی ہے۔ یا غم کے مطلب

یا خوشی کے۔ کسی کی ملاقات ہونے کو بتاتی ہے۔ یا کسی سے جدائی ہونے کو۔ بیماری کا حال سناتی ہے یا صحت کا۔ اور علیٰ ہذا القیاس۔ پس چونکہ یہ علم بھی علوم اسرار میں سے ہے اس وجہ سے مناسب نہوا کہ قرآن مجید اسکے ذکر سے ساکت ہو۔ چنانچہ حضرت سلیمان کے حالات میں اونکی زبانی اس علم کی معرفت کا ذکر فرما ہی دیا۔ فرماتا ہے۔ وورث سلیمان داؤد وقال یا ایھا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شئ ان ھذا لھو الفضل المبین،، سلیمان وارث ہوئے حضرت داؤد کے اور کہا کہ اے آدمیوں مجھے (خدا تعالیٰ کی طرف سے) علم منطق الطیر یعنے پرندوں کی آوازوں کا سمجھنا بتایا گیا ہے۔ اور ہمیں ہر چیز خدا کی طرف سے دی گئی ہے۔ بیشک یہ خدا کا ظاہر بظاہر فضل ہے۔ پھر اوسکی ایک مثال بھی دیدی ہے کہ حضرت سلیمان سے ہدہد نے گفتگو کی ہے۔ اور اوسے آپ نے سمجھا ہے۔ جسکا ذکر سابق میں بھی آچکا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ فمکث غیر بعید فقال احطت بما لم تحط بہ وجئتك من سبا بنبا یقین انی وجدت امراۃ تملکھم واوتیت من کل شئ ولھا عرش عظیم۔ پھر حضرت کا اوسے جواب دینا بھی مذکور ہے۔ قال سننظر اصدقت ام کنت من الکاذبین

اکتالیسواں باب علم مغیبات میں

اگرچہ پروردگار عالم نے یہ فرمایا ہے کہ لا یعلم الغیب الا اللہ غیب کی باتیں سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ اور یہ بھی فرمایا ہے۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت۔ بیشک خدا کو قیامت کا علم ہے۔ اور وہ مینہہ برساتا ہے۔ جو کچھ رحم میں ہے اوسے بھی جانتا ہے۔ اور کوئی شخص اس امر کو نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کریگا۔ اور نہ یہ جانتا ہے کہ کس سرزمین میں وہ مریگا۔ مگر اوسی کے ساتھ یہ بھی فرما دیا ہے کہ لا یطلع علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول خدا تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر اوس رسول کو مطلع کرتا ہے جسے وہ پسند فرمالیتا ہے،، پس اس بنا پر انبیا علیہم السلام بتعلیم الٰہی غیبداں رہے ہیں۔ جیساکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات بیان کرتے ہوئے قرآن مجید کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنی قوم سے فرماتے تھے وانبئکم بما تاکلون وتدخرون فی بیوتکم،،

میں تمکو بتادونگا جو کچھ تم کھاؤ گے یا اپنے گھروں میں ذخیرہ کرکے رکھو گے"
مطلب یہ ہے کہ وہ ذخیرہ جسکا حال سوائے تمہارے کسی کو معلوم نہیں۔ اور وہ کھانا جسے تم اپنے گھرون میں کھاتے ہو۔ اور اوسکی اطلاع بظاہر مجھکو نہیں ہے۔ میں بتعلیم الہی اوسے بتادونگا اگرچہ میری نظر کے سامنے نہیں ہے بلکہ میری نگاہون سے غائب ہے۔
پس جسطرح حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام غیب کی خبریں دیا کرتے تھے اوسی طرح اور انبیا بھی خبر دیتے تھے۔
لیکن علاوہ ان اخبار کے غیب کی اور بہت سی خبریں قرآن مجید میں مذکور ہیں جو وقتًا فوقتًا خداوند عالم اپنے رسول کو بتاتا رہا ہے۔ اور جسکا ظہور اوسی زمانہ میں اور اوس زمانہ کے بعد بھی ہوا ہے۔
مثلاً وہ راز کی بات جو رسول اللہ نے حضرت عائشہ سے کہی تھی اور اونہون نے اوسکو افشا کردیا۔
پھر رسول خدا کو اوسکی خبر خدائے تعالی نے دی اور آپ نے اوسے ظاہر بھی فرما دیا۔ چنانچہ سورۂ تحریم میں فرمایا ہے۔ واذ اسرّ النبیُّ الی بعض ازواجه حدیثا فلما نبأت به و اظهره الله علیه عرّف بعضه و اعرض عن بعض فلما نبأها قالت من انباك هذا قال نبأنی العلیم الخبیر" اور جب چھپاکر کوئی بات ہمارے نبی نے اپنی کسی بیوی (عائشہ) سے کہی تو اوس بیوی نے جب افشا کردیا۔ اور اللہ نے اس بات کو ظاہر فرمادیا کہ تمہاری بیوی نے تمہارا راز کھول دیا۔ تب رسول نے بعض باتیں تو اوسمیں سے اوسے جتائیں اور بعض کو ٹال دیا۔ پس جب رسول نے اوسے اون باتوں کی خبر دیدی تو کہنے لگی کہ کس نے تمہیں یہ خبریں دیں۔ رسول نے کہا مجھکو خدائے علیم و خبیر نے خبر دی" ظاہر ہے کہ جناب رسالتمآب کے سامنے عائشہ نے اوس راز کو نہیں کھولا تھا بلکہ پوشیدہ طور پر اوسکی اطلاع اپنے بعض بزرگون کو کردی تھی۔ مگر عالم الغیب نے اوس سے اپنے رسول کو مطلع کردیا۔
اسی ترکیب کی یہ خبر غیب بھی ہے۔ واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ" جب یہ لوگ تخلیہ کرتے ہیں۔ تو (اے رسول) اپنی انگلیاں تم پر کاٹتے ہیں۔ یعنی وہ دشمنی جو ان لوگوں کے دلوں میں تمہاری طرف سے ہے اوسے ظاہر کرکے۔ تم پر دانت پیستے اور انگلیاں کاٹتے ہیں۔ اور واقعی کبھی یہی ہوتا تھا کہ منافقین اپنے گھروں میں بیٹھکر برخلاف رسول اللہ

سازشیں کرتے اور ایذا رسانی کی تدبیریں سوچتے۔ مگر خدا تعالیٰ فوراً اوس سے اپنے رسول کو مطلع کرتا تھا۔ جس سے اونکا وہ داؤں خالی جاتا اور وہ خائب و خاسر ہوجاتے تھے۔

علیٰ ہذا القیاس یہ ہے قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم قد نبأنا اللہ من اخبارکم "اے رسول کہدو کہ اب تم لوگ عذر مت کرو ہم تمہاری بات نہ مانینگے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے تمہاری باتوں سے مطلع کردیا ہے"

یہ اخبار بالغیب کہ جو کچھ وہ اپنے گھروں میں باتیں کرتے تھے وہ سب علام الغیوب انکو بتادیتا تھا۔ اسی کا نام علم غیب ہے جو شان نبوت اور کسی اکتساب و تحصیل پر موقوف نہیں ہے بلکہ وہبی ہے۔ اسی طرح اخبار بالغیب اس آیت میں ہے اذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا و اذا خلوا الی شیاطینہم قالوا انا معکم انما نحن مستہزءون "اے رسول۔ یہ منافقین جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب اپنے شیطانوں سے (یعنے دوست جو کفار ہیں) ملتے اور اونکے پاس تنہائی میں بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف ٹھٹھا کرتے تھے۔

یہ خبر بھی بہ نسبت رسول خدا کے غیب کی خبر ہے۔ کیونکہ آپ اوس وقت موجود نو رہتے نہ تھے جو اونکی باتیں سنتے کہ وہ اپنے دوستوں سے کیا کہتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو اس غیب سے مطلع فرما دیا۔

نیز آئندہ ہونے والی باتیں جو اسوقت کے لحاظ سے بالکل غیب کی باتیں ہیں وہ بھی اسمیں موجود ہیں۔ مثلاً غُلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین "عیسائی اسوقت تو مغلوب ہوگئے ہیں مگر بعد اس مغلوبیت کے چند سال کے بعد یہ غالب ہو جائینگے" یہ خبر وہ ہے کہ عیسائیوں اور ایرانی آتش پرستوں سے جنگ ہوئی تھی۔ بیت المقدس جو عیسائیوں کا معبد تھا اوسپر ایرانیوں نے قبضہ کرلیا جسپر کفار قریش بہت خوش ہوئے۔ اور مسلمانوں کو طعنے دینے لگے کہ دیکھو اہل کتاب بمقابلہ غیر اہل کتاب کے مغلوب ہوئے۔ یہ طعنے مسلمانوں کو بہت کھلے۔ تب پروردگار عالم نے انکی تسکین کے واسطے یہ خبر دی کہ تم غم نہ کھاؤ۔ چند سال بعد ہی فارس والے عیسائیوں سے شکست کھائینگے

بضع کا لفظ چونکہ دس سے کم پر اطلاق ہوتا ہے اسلئے ایسا ہی ہوا کہ جب دوبارہ جنگ ہوئی تو دس پہلے واقعے کے نویں سال عیسائیوں کو ایرانیوں پر فتح حاصل ہوئی۔ یہ واقعہ سال صلح حدیبیہ میں ہوا۔ اور آیتیں اس سے نو سال پہلے نازل ہوئی تھیں۔ پس اس وقت کا واقعہ اوسوقت کے لحاظ سے بالکل نامعلوم اور غیب تھا جس سے خدا نے مطلع کیا۔ یہ ہی علم مفید ہے۔ اسیطرح واقعہ فتح مکہ ہے کہ خداتعالی نے اپنے رسول کو خواب کے ذریعے سے بتادیا تھا کہ تمکو فتح مکہ ضرور حاصل ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس خواب کے ایک سال بعد مکہ معظمہ فتح ہوا جسکو خداتعالی نے اس آیت میں ظاہر فرمایا ہے۔ لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ آمنین محلقین رؤسکم و مقصرین ،، ضرور سچ کرکے دکھلا دیا خدا نے اپنے رسول کے سچے خواب کو۔ جو یہ تھا کہ تم لوگ انشاء اللہ باطمینان سر مونڈائے ہوئے اور بال کتروائے ہوئے مسجد الحرام میں داخل ہوگے۔

علیٰ ہذا القیاس غیب کی خبر ان آیتوں میں ہے جنمیں یہ بتایا گیا ہے کہ فلاں ایمان لائیگا اور فلاں کافر ہی مریگا۔ ہرگز ایمان سے بہرہ ور نہوگا۔ جسکے مطابق ظاہر ہوا۔ مثلاً ابولہب کی نسبت خداتعالے کی پیشگوئی تھی کہ وہ کافر ہی مریگا جیساکہ سورۂ تبت یدا ابی لھب میں مذکور ہے کہ سیصلے نارًا ذات لھب عنقریب وہ دہکتی ہوئی آگ میں جلے گا۔ یعنی اسکی موت بحالت کفر ہوگی چنانچہ وہ مرا تو کافر ہی مرا ایمان اوسکو نصیب نہوا۔

انہیں آیات مذکورۃ الصدر پر اور آیات پیشگوئی کو بھی قیاس کرلیجئے جنکے لکھنے میں طول ہوگا۔

بیالیسواں باب علم النفس کے بیان میں

نفس ناطقہ جسے دوسرے لفظوں میں روح کہنا چاہئے ۔ ازبسکہ جوہر بسیط نورانی ہے۔ حادث ہے مگر من حیث الابد فانی نہیں ہے۔ بسبب کمال نورانیت کے مدرک الکلیات ہے۔ امور نیک و بد کا سمجھنا۔ جزا و سزا کا مترتب ہوتا اسی کی ذات سے متعلق ہے۔

اسکی مثال جسم انسان میں ٹھیک ایسی ہے جیسے شمع لالٹین میں رکھی ہو۔ اب لالٹین کی حالت دیکھنی چاہئے کہ کیسی ہے۔ کبھی تو لالٹین کے شیشے باریک شفاف صاف۔ بے غبار۔ اور سفید ہوتے ہیں۔ کبھی وہ شیشے ۔ سیاہ۔ یا سرخ۔ یا سبز۔ یا اودے۔ یا نیلے۔ وغیرہ رنگوں کے

ہوتے ہیں۔ کبھی وہ شیشے بالکل بے جرم ہوتے ہیں۔ کبھی جرم دار۔ کبھی اونپر سیاہی پھیل جاتی ہے۔ کبھی غبار سے اونکی رنگت میلی ہوتی ہے۔

ان مختلف حالتوں کے لحاظ سے اوس شمع کی روشنی بھی۔ کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ اگر لالٹین کے شیشے بالکل سفید باریک شفاف بے جرم ہونگے تو روشنی صاف ظاہر ہوگی۔ دور تک کی چیزیں دکھائی دینگی۔ باریک چیزیں بھی چھپی نہ رہینگی۔ اور اگر غبار پڑا ہوگا تو ضرور اوسکی روشنی میں کمی ہوگی اگر شیشوں پر سیاہی جمی ہوگی تو اوس سے بھی زیادہ روشنی میں کمی ہوگی۔ اگر علاوہ سیاہی کے کوئی اور حائل ہوگا تو بالکل روشنی باہر نہ آسکیگی۔ اگر شیشے رنگین ہونگے تو اونکی صفائی اور عدم صفائی کے مطابق روشنی کا ظہور ہوگا۔

اسی طرح نفس کا حال ہے۔ کہ جسم انسان یا تو معتدل القوام معتدل الترکیب اجزا سے ترکیب پایا ہوگا۔ امراض۔ اسقام۔ اوہام۔ افکار۔ وغیرہ سے خالی ہوگا۔ لطیف ہوگا۔ حاسے سب درست ہونگے۔ افعال بدنی درست ہونگے۔ یا یہ کہ بدن کی ترکیب اجزا کثیفہ سے ہوئی ہوگی۔ غذا اوسکی اچھی نہوگی۔ امراض و اسقام اوسمیں ہونگے۔ حاسے کمزور ہونگے۔ افعال بدنی کا نظام قائم نہوگا۔ یا یہ کہ ترکیب جسم تو معتدل ہوگی مگر افکار و اوہام و تخیلات کی وجہ سے حاسے مستتر ہونگے۔ یا یہ کہ ترکیب جسم کے اعتدال کے ساتھ اسباب خارجیہ کی وجہ سے امراض و اسقام پیدا ہوکر حاسوں کو تباہ اور قوت روح کو نقصان پہونچائے ہونگے۔

اگر پہلی صورت ہے تو نفس کے ادراکات صحیح ہونگے۔ روشنی زیادہ ہوگی۔ معلومات وسیع ہونگے اور اگر دوسری تیسری صورتیں ہونگی تو لا محالہ ادراکات کمزور اور روشنی نفس کی کم ہوگی۔ پھر جس جس طرح جسم میں لطافت ہوگی۔ اور اخلاق میں درستی اوسی طرح کم و بیش ادراکات کی بھی حالت ہوگی وہ لوگ جو اس کے ذائقے سے کسی قدر آگاہ ہیں کہ نفس کی روشنی کیا کام دیتی ہے وہ ہمیشہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ یہ جوہر نفیس نورانی جو ہمیں مرحمت ہوا ہے اوسکو ویسا ہی صاف رکھیں۔ اور اوس سے وہی کام لیں جس کے لئے یہ ایسا پیدا کیا گیا ہے۔ اور جو لوگ اس سے واقف نہیں ہیں وہ اسکے ساتھ دشمنی کرکے اسکی اصل قوت کو بھی ضائع کردیتے ہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسم یا حواس میں خلقی کمزوری ہوتی ہے مگر انسان اوس کمزوری کو

تدبیروں کے ذریعے سے دفع کرتا ہے۔ مثلاً اخلاق کی اصلاح کرتا ہے۔ امراض روحانی وجسمانی کو دفع کرتا ہے۔ جو امور جسم کی کثافت کے بڑھانے والے اور روح کو گندہ و تاریک کرنیوالے ہیں اونکو زائل کرتا ہے۔ جس سے صفائی نفس کی حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ اس تصفیہ کا یہ ہوتا ہے کہ جب نورانیت روح کی بڑھجاتی ہے تو امور غائبہ حاضر معلوم ہونے لگتی ہیں۔ دوسروں کے دل کی باتوں پر اطلاع ہونے لگتی ہے۔ انسان جو کچھہ خواہش کرتا ہے وہ شی روحانی کشش سے حاصل ہوجاتی ہے۔ علم لذیذ معلوم ہونے لگتا ہے اور جہل بدمزہ۔

اس تصفیہ کی اچھی صورت یہی ہے۔ کہ خدا کی حرام کی ہوئی چیزونکو ترک کرے۔ گناہوں سے اجتناب کرے۔ پاک نفس اور حسن اخلاق کو اپنا شعار قرار دے۔ غذائے لطیف کہائے اور کم کہائے۔ صحبت جہال و اشرار سے پرہیز کرے۔ اختلاط و ارتباط عوام سے ترک کرے ذکر خدا کی مزاولت کرے۔ عبادت خدا میں سرگرم ہوجائے۔ قوت سبعیہ اور حیوانیہ کو مغلوب کرکے ملکیہ کو غالب کرے۔ اسی کا نام جہاد اکبر ہے۔ اور یہ پروردگار عالم کو حد سے زیادہ پسند ہے۔

چونکہ علم نفس اور جہاد اکبر عمدہ ترین اشیائے عالم میں سے ہے جس کی تحصیل ابدی کامیابی کا باعث ہے۔ تو قرآن مجید نے اسکی تعلیم بھی ان لفظوں میں دی ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا،، جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں یا جن لوگوں نے ہماری خوشی کے لئے جہاد نفس کیا۔ ضرور ہم اونکو اپنی راہ کی ہدایت کرینگے۔ ظاہر لفظ سے جہاد کے یہی معنی ہیں کہ اپنی نفس کے شہوات وغضبات کو جو کوئی روکیگا۔ اخلاق کی اصلاح کریگا۔ پاکی باطنی کو شعار بنائیگا۔ اوسپر اسرار خدائی منکشف ہونگے اور معلومات وسیع ہونگے

چنانچہ تجربہ بھی اسکا شاہد ہے۔ کہ جس قدر اخلاق رذیلہ کو آدمی ترک کرتا اور اخلاق حسنہ کو حاصل کرتا ہے۔ ترک شہوت کرکے اپنے نفس امارہ کو مغلوب کرتا ہے۔ اوسیقدر اوسپر مخفیات ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ یہانتک کہ عوام الناس کے نزدیک وہ شخص عالم الغیب سمجھا جاتا ہی اور بیشک یہ بات ممکن بلکہ حاصل ہے۔ آج کل بھی جو اس آیت کے مفہوم پر عامل ہیں وہ حقائق

امور پر بہ نسبت دوسروں کے بہت زیادہ اطلاع رکھتے ہیں۔ انبیاء و صلحاء کو اسی علم النفس اور جہاد نفس نے اس مرتبہ پر پہونچا دیا جو آپ کو کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے فقرائے ہنود و فقرائے اہل اسلام کو بھی جو پیشتر یہ صفت حاصل تھی وہ بھی اسرار دان رہے ہیں۔ اور اب بھی اس صفت سے متصف ہیں۔

البتہ انبیاء و ائمہ علیہم السلام اور دیگر لوگوں میں یہ فرق ہے کہ فریق اول کو یہ صفت خلقتاً صفائی نفس کی وجہ سے بطور عطیہ الہیۃ حاصل تھی اوسپر اونہوں نے جہاد نفس کو اضافہ کر دیا۔ اور فریق ثانی یعنی علاوہ انبیاء و صلحاء کے جنکو یہ صفت حاصل ہوئی وہ ریاضت سے حاصل ہوئی نہ بطور عطیہ الہیہ۔

اس آیت کے علاوہ اور بھی اس مضمون کی بہت سی آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں مگر چونکہ معنی بالکل متقارب ہیں اسلئے تکرار کچھہ چنداں مفید نہیں۔

تینتالیسواں باب علم قیافہ میں

اس علم میں بحث کیفیت ساخت بدن انسان سے ہوتی ہے جس سے اوسکے اخلاق باطنیہ معلوم کئے جائیں۔ کیونکہ اختلاف رنگ و وضع و انداز و مقدار ضرور ہے کہ کسی نہ کسی خاص غرض سے انسان کو دیا گیا ہے۔ جسکو حکمائے عقلا نے تجربات کثیرہ قاعدہ کی صورت میں لاکر ایک علم مرتب کیا ہے۔

جسطرح بدن کی ساخت سے احوال باطنیہ انسان کے معلوم ہو جاتے ہیں اوسی طرح اوسکے حرکات دست و پا و سر و انداز گفتگو سے بھی اوسکے اخلاق باطنیہ دریافت ہو سکتے ہیں۔

مثلاً گفتگو ہر وقت اپنے مخاطب سے نظر لڑائے رہنا دلیل بے حیائی ہے۔ اور ہر وقت نظر جھکائے رہنا دلیل بزدلی ہے۔ بات کرتے وقت ناک کا پھولنا دلیل نخوت ہے۔ جلد جلد گفتگو کرنا دلیل حماقت ہے۔ اور آہستہ گفتگو کرنا دلیل عقل ہے۔ بلند آواز پھیپھڑے کی قوت پر دلیل ہے اور نرم آواز اوسکی کمزوری کی۔ علی ہذا القیاس آنکھوں کی گردش معمول سے زیادہ دلیل عیاری ہے اور بالکل حرکت کا کم ہونا دلیل سفاہت ہے۔ اسی طرح سر کا بڑا ہونا دلیل عقل ہے۔ قد کا طولانی ہونا دلیل حماقت ہے۔ کوسہ ڈاڑھی ہونا دلیل حزم و عقل ہے۔ مدور ڈاڑھی دلیل علم معرفت ہے

داڑھی طولانی دلیل بیعقلی ہے - بہت گھنے بال داڑھی کے ہونے دلیل کم عقلی ہے -
علی ہذا القیاس اور بہت سے علامات ہیں جو کتب علم قیافہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکینگے -
میرا مقصود یہاں اونکی تفصیل نہیں ہے بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ قرآن مجید میں بھی کسی موقع پر اس علم سے کام لیا گیا ہے یا نہیں -

یہ کہنا کہ قرآن مجید میں اس علم سے کام نہیں لیا گیا - دلیل عدم معرفت ہے بلکہ بہت سے مقامات پر بذریعہ قیافہ حالات باطنیہ بتائے گئے ہیں - منجملہ دو تین مقام کی مثال یہاں مذکور ہوتی ہے
(۱) سورہ احزاب میں پروردگار عالم منافقین کے حالات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے
فاذا جاء الخوف رایتھم ینظرون الیك تدور اعینھم کالذی یغشی علیه من الموت فاذا ذھب الخوف سلقوکم بالسنة حداد اشحة علی الخیر اولئك لم یؤمنوا فاحبط الله اعمالھم، ،جب لڑائی کا موقع آتا ہے تو ان منافقین کی یہ قطع ہوتی ہے کہ اونکی آنکھیں حلقہ چشم میں اسطرح پھرنے لگتی ہیں جیسے اوس شخص کی آنکھیں پھرتی ہوں جسپر سکرات موت کی غشی طاری ہو - مگر جب لڑائی ختم ہو لیتی ہے تو نہایت تیز زبانوں سے تم سے گفتگو کرتے اور مال غنیمت مانگتے ہیں - یہ لوگ امور خیر میں بخیل ہیں - کیونکہ یہ ایمان نہیں لائے ہیں - (اور فی الحقیقت اب تک کافر ہیں) اس وجہ سے خدا تعالی نے انکے اعمال بھی حبط کر دئے ،،

اس آیت میں پروردگار عالم نے منافقین کی گردش چشم اور تیزی گفتگو سے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ اونمیں ایمان نہیں ہے - محض دکھاوے کے مومن ہیں - اور باطن میں کافر -
دوسرے مقام پر سورہ محمد میں فرمایا ہے یقول الذین اٰمنوا لولا نزلت سورة فاذا انزلت سورة وذکر فیھا القتال رایت الذین فی قلوبھم مرض ینظرون الیك نظر المغشی علیه من الموت فاولی لھم،، جو لوگ ایمان (ظاہری طور پر) لائے ہیں کہتے ہیں کہ کوئی سورہ کیوں نہ نازل کیا گیا (جسمیں جہاد کا ذکر ہو) پس جب سورہ نازل کیا گیا اور اوسمیں جہاد کا ذکر آیا تو اون لوگوں کو جنکے دل میں نفاق کی بیماری ہے تم دیکھتے ہو کہ اسطرح تمہاری طرف نظر کرتے ہیں جیسے وہ شخص جسپر موت کی غشی طاری ہو - پس ایسے

لوگوں پر واضح ہیں۔

اس آیت میں بھی نفاق کا پتہ اونکی حرکت چشم سے خدائے تعالی نے دیا ہے

(۳) دوسرے مقام پر اسی سورہ میں بہت واضح طور پر علم قیافہ کو ظاہر فرمایا ہے۔ ام حسب الذین فی قلوبھم مرض ان لن یخرج اللہ اضغانھم ولو نشاء لاریناکھم فلعرفتھم بسیماھم ولتعرفنھم فی لحن القول،، کیا اون لوگوں کا خیال ہے جنکے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے کہ اللہ تعالی اونکے کینوں کو اہل ایمان پر ظاہر نکریگا؟ (ضرور ظاہر کریگا) اور اے ہمارے رسول اگر ہم چاہیں تو اونہیں دکھلا دیں تو تم اونکو اونکی علامتوں سے پہچان لو۔ کہ منافق فلاں فلاں شخص ہیں۔ (کیونکہ دشمن اور منافق کی حرکات وسکنات وگفتگو کا انداز ہی کچھ اور ہوتا ہے اور دوست کا کچھ اور) (نیز اونکی شناخت اور وضع جسم جسپر مدار علم قیافہ ہے اوس سے بھی تم اونکو پہچان لوگے) اور بالضرور تم اونکو اونکے فحوائے کلام ہی سے پہچان لوگے" کیونکہ آدمی کا کلام اوسکے مافی الضمیر کو ظاہر کردیتا ہے۔

چوالیسواں باب علم تفسیر میں

تفسیر کے معنی لغت میں الا بانۃ وکشف المغطی ہے۔ یعنی کسی مخفی چیز کو ظاہر کرنا۔ اور چھپی ڈھکی چیز کو کھولنا۔ یہی معنی تاویل کے بھی ہیں۔ جیساکہ صاحب قاموس نے کہا ہے۔ التفسیر والتاویل واحد،، مگر اس معنی کے علاوہ اور بھی تاویل کے معنی ہیں اور وہ یہ ہے کہ کسی عبارت کے دو معنی ہو سکتے ہوں اونمیں ایک کو جو ظاہر کے مطابق ہیں اوس ظاہر پر محمول کرنا اور دوسرے خفی معنی نہ مراد لینا۔ یا اسکے برعکس کرنا یعنی ظاہر کو چھوڑکر باطن معنی مراد لینا۔ اگرچہ صاحب قاموس نے اول ہی کو لکھا ہے۔ بہرصورت تفسیر کے معنی اس مقام پر یہ ہیں کہ آیات قرآنی کی شرح کرنی جس سے اوسکے اصلی معنی اور واقعی مطلب پر روشنی پڑے۔

اس مطلب کو قرآن مجید نے خود بھی پورا کیا ہے کیونکہ معصوم کا ارشاد ہے کہ القرآن یفسر بعضہ بعضا،، ایک حصہ قرآن کا دوسرے حصہ کی شرح تفسیر کرتا ہے۔ اور علاوہ قرآن کے اسنائے قرآن نے بھی بہت اچھی طرح اس فرض کو پورا کیا ہے۔ لیکن اگرچہ تفسیر قرآن بالقرآن کا وجود قابل انکار نہیں۔ مگر پھر بھی) چونکہ یہ تفسیر دوسری حد میں پھر بھی مجمل ہے اس وجہ سے ضرورت

ہوئی کہ اسکا مفسر علاوہ قرآن کے بھی ہو۔ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو خود آپ ہی اسکے مفسر تھے۔ مگر زمانہ مابعد کے واسطے آپ اپنے اہلبیت اور آئمہ ہدیٰ کو اسکا مفسر بنا گئے اور ایک حدیث صریح میں یہ فرما دیا کہ انی تارکٌ فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی،، میں تم میں بڑی چیز چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت کہ اگر تم لوگ انسے متمسک رہوگے تو گمراہ نہوگے

بہر صورت یہاں صرف دو تین مثالیں تفسیر قرآن بالقرآن کی دکھلاتی ہیں۔

ایک مقام پر خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین۔ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔ چونکہ اس آیت میں صادقین کی تفسیر نہیں ہے۔ نہ یہ کہ ان سے کون مراد ہیں اس وجہ سے دوسرا حصہ اسکا تفسیر کرتا ہے اور فرماتا ہے۔ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون۔ صادقین وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے پھر کبھی خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت میں شک بھی نہیں کیا۔ اور اپنی جان ومال سے راہ خدا میں جہاد بھی کیا۔ یعنی یہی وہ صادقین ہیں جنکے ساتھ رہنے اور جنکی تبعیت کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

اب یہ بات کہ وہ کون ہیں جنمیں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں۔ تاریخ وسیر کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ان کل صفات کے جامع اگر بعد رسول خدا کے کچھ لوگ تھے تو وہی اہلبیت رسول خدا میں سے بارہ امام تھے نہ غیر۔ بس وہی اس آیت میں صادقین سے مراد تھے۔

(۲) جابجا فرمایا ہے کہ اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ۔ مگر یہ آیت تفسیر طلب تھی لہذا دوسرے مقام پر اسکے پہلے جزو کی تفسیر تو یوں معلوم ہوئی کہ اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل وقراٰن الفجر ان قراٰن الفجر کان مشھودًا۔ نماز کو ادا کرو۔ زوال شمس کے قریب تاریکی شب تک۔ اور صبح کی نماز پڑھو۔ کیونکہ صبح کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ لفظ صلوٰۃ محکوم علیہا جو مجمل و تفسیر طلب تھی اوسکے اوقات یہ ہیں۔

اور دوسرے جزو کی یوں تفسیر کی کہ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا

والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل،، یعنی زکوٰۃ کے مستحق یہ آٹھ فریق ہیں (۱) فقراء (۲) مساکین (۳) محصلین زکوٰۃ (۴) مؤلفۃ القلوب (۵) آزادی غلام (۶) قرض دار (۷) جہاد (۸) مسافرین۔ جس سے اٰتوالزکوٰۃ کی تفسیر ہوگئی۔ کیونکہ اس لفظ سے صرف اتنا سمجھ میں آتا تھا کہ زکوٰۃ دو۔ مگر یہ نہ معلوم تھا کہ کن کو دو۔ وہ اس دوسری آیت سے واضح ہوگیا۔ یہی معنی تفسیر کے ہیں۔

(۳) ایک مقام پر فرمایا ہے۔ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج،، ہم نے آدمی کو نطفہ مخلوط سے پیدا کیا۔ چونکہ اس آیت میں خلقت انسان کا حال تفسیر طلب تھا اسلئے دوسرے مقام پر اسکی شرح و تفسیر کردی۔ (سورۂ مؤمنون میں فرماتا ہے) ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃً فخلقنا العلقۃ مضغۃً فخلقنا المضغۃ عظاماً فکسونا العظام لحماً ثم انشأناہ خلقاً اٰخر فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ بیشک ہم نے پیدا کیا انسان کو خالص مٹی سے پھر اوسکو نطفہ قرار دیا ایک محفوظ قرار گاہ میں۔ پھر نطفہ کو ہم نے خون بستہ کردیا۔ پھر خون بستہ کو پارۂ گوشت کردیا۔ پھر پارہ گوشت کو ہڈیاں بنادیا۔ پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر اوسکو ایک دوسری خلقت میں لاکر پیدا کیا۔ پس مبارک ہے اللہ جو تمام پیدا کرنے والوں سے بہتر ہے۔

(۴) ایک مقام پر فرمایا وجزاھم بما صبروا جنۃ وحریرا۔ خدائتعالی نے ابرار لوگوں کو اون کے صبر کے عوض میں جنت و حریر دیا۔ جنت۔ چونکہ تفسیر طلب لفظ ہے اسلئے کئی مقام پر اسکی شرح و تفسیر فرمادی۔ ایک مقام پر فرمایا۔ ید خلون الجنۃ ولا یظلمون شیئاً جنات عدن التی وعد الرحمان عبادہ بالغیب انہ کان ما تیاً۔ لا یسمعون فیھا لغواً الا سلاما ولھم رزقھم فیھا بکرۃً وعشیّاً۔ مؤمنین جنت میں داخل ہونگے۔ اور اونپر بالکل ظلم نہ کیا جائیگا۔ وہ جنات عدن میں داخل ہونگے جسکا وعدہ خدائتعالی نے غائبانہ کیا ہے۔ بیشک اوسکا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔ وہ جنتیں ایسی ہیں کہ اوسمیں لغویات کوئی نہ سنیگا۔ اور اونکی روزی اون باغوں میں صبح شام آئیگی۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا۔ مثل الجنة التی وعد المتقون فیہا انہار من ماء غیر آسن وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ وانہار من خمر لذة للشاربین وانہار من لبن مصفی ولہم فیہا من کل الثمرات ،، احوال اوس جنت کا۔ جسکا وعدہ متقیوں کے واسطے کیا گیا ہے یہ ہے کہ اوسمیں پانی کی نہریں ہیں جو پانی کہ گندہ نہیں ہوا ہے۔ اور دودہ کی نہریں ہیں جسکا ذائقہ بدلا نہیں ہے۔ اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے واسطے لذت ہے اور صاف دودہ کی نہریں ہیں۔ اور اس جنت میں ان پرہیزگاروں کے واسطے ہر قسم کے پھل ہیں۔

تیسرے مقام پر فرمایا۔ فی جنة عالیة لا تسمع فیہا لاغیة فیہا عین جاریة فیہا سرر مرفوعة واکواب موضوعة ونمارق مصفوفة وزرابی مبثوثة ایمان والے جنت بلند میں رہینگے اوسمیں بکنا نہ سنینگے۔ اوسمیں ایک جاری چشمہ ہوگا۔ اوسمیں اونچے اونچے تخت ہیں اور آبخورے دھرے ہوئے ہیں۔ اور غالیچے صف بصف بچھے ہوئے ہیں۔ اور مخمل کے نہالچے پھیلے ہوئے ،، علی ہذا القیاس اور مقامات پر بھی اسکی تفسیر ہے۔ اور دیگر آیات مجملہ و تفسیر طلب کی تفسیریں بھی بکثرت ہیں۔

پینتالیسواں باب علم صرف میں

واضح ہو کہ علم صرف۔ یا نحو۔ یا لغت۔ یا معانی و بیان کے قواعد کا قرآن مجید میں مذکور ہونا اسکے تو کوئی معنی نہیں ہیں۔ خصوصاً اوس لحاظ سے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ علوم زبان عرب کو دیکھکر بنائے گئے ہیں۔ اور اونہیں کی مثالوں سے اسکی تطبیق کی گئی ہے۔ اور قرآن بھی زبان عرب میں نازل ہوا ہے۔ نہ یہ کہ قواعد مذکورہ پہلے ترتیب دئے گئے ہوں۔ اور زبان عرب بعد اوسکے وجود میں آئی ہو۔ علاوہ اسکے یہ علوم نزول قرآن مجید سے بہت متاخر ہیں۔ پھر اسمیں ان علموں کا ذکر کوئی معنی نہیں رکھتا۔ مگر میرا مقصود یہ نہیں ہے۔ کہ ان علوم کے قواعد کو اس کتاب محکم سے بیان کروں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو قواعد ان علوم میں مذکور ہیں وہ کُلًّا اس کتاب محکم میں صرف کئے گئے ہیں اگرچہ وضع ان قواعد کی متاخر ہی کیوں نہو۔ چنانچہ معانی و بیان کے متعلق جو مثالیں ضروری معلوم ہوئیں وہ تھوڑی سی پہلے بیان

کردی گئیں۔ اب چند مثالیں مطابقت قواعد صرف و نحو کی بھی اس جگہ ذکر کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو کہ اس کتاب کا حاوی تمام ما سبق و ما لحق ہونا یقینیات سے ہے نہ تخمینی و ظنی۔

اب وہ مثالیں ملاحظہ ہوں جنکا وعدہ کیا گیا ہے۔

اللہ اس لفظ کے اشتقاق میں بحث ہے کہ آیا اسمیں اشتقاق صغیر ہے یا اشتقاق کبیر۔ اور نیز اختلاف ہے کہ اسکی اصل کیا ہے۔ سیبویہ نے اسکی اصل کی تحقیق میں دو قول نقل کئے ہیں۔ (۱) یہ کہ اصل اسکی اِلٰہ بروزن فِعَال ہے ہمزہ اسکا تخفیفاً حذف کیا گیا۔ اور حرف تعریف اسکے اول میں لگا کر اللہ بنا لیا گیا ہے۔ مگر یہ الف و لام عوضی ہے۔ یعنی بعوض اوس ہمزہ کے آیا ہے۔ جیسے یومئذٍ کی تنوین بعوض کان کذا کے لائی گئی ہے۔ جو یہاں سے حذف ہے۔ اور اگر یہ ہمزہ جو اللہ میں اب ہے۔ عوضی نہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ حالت وصل میں باقی رہتا کیونکہ عموماً الف لام تعریف کا ہمزہ یعنی الف وصل کی حالت میں گر جاتا ہے جیسے بالرحمان۔ اور من الرجل وغیرہ مگر اللہ کا ہمزہ قسم اور ندا کی حالت میں باقی رہتا ہے جیسے اَفَاَللہ لتفعلنّ اور یا اللہُ اعطنی سؤلی۔

(۲) دوسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ اصل اسکی لاہٌ ہے وزن پر فَعَلٌ کے پھر اسمیں صرف تعریف ملا کر اَللہ کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ اعشی کہتا ہے ؎ کحلفۃٍ من ابی ریاح ۞ یسمعہا لاھُہُ الکبار ۞ اور یہ الف و لام صرف تعظیم کی غرض سے بڑھایا گیا ہے۔ نہ بغرض معرفہ بنانیکے کیونکہ اسمائے باریتعالی خود ہی معرفہ ہیں دوبارہ تعریف انکی تحصیل حاصل ہے جو عقلاً محال ہے اور لاہ اصل میں لیہ تھا اور لیہ اصل میں لھیٌ۔ پس جسطرح نأی ینأی سے ناء یناء کر لیا اور لام کلمہ کو بجائے عین کلمہ کے اور عین کو بجائے لام کے کر لیا گیا ہے۔ اوسیطرح لھیٌ سے لیہ ہوا۔ اور یاء بسبب فتحہ ماقبل الف ہو گئے۔ اس صورت میں الف لاہ کا اصلی ہو گا۔ اور درصورتیکہ اسکی اصل اِلٰہ کہیں زائد ہو گا۔

باقی رہی یہ بات کہ خواہ اسکی اصل اِلٰہ ہو یا لاہ بہر صورت یہ کس لفظ سے مشتق ہے۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ اُلوھیۃٌ سے مشتق ہے۔ جسکے معنی عبادت کے ہیں۔ یعنی وہ معبود مطلق ہے دوسری رائے یہ ہے کہ اَلِھتُ سے مشتق ہے جسکے معنی فزعت کے ہیں یعنی چونکہ حاجتوں

اور خوفوں میں اوسیکی طرف لوگ رجوع کرتے ہیں اسلئے اوسکو اِلٰہ کہتے ہیں۔ تیسری رائے یہ ہے کہ اَلِھتُ بمعنی سَکَنتُ سے مشتق ہے کیونکہ اہل حق کو اوسکی یاد سے سکون قلب حاصل ہوتا ہے چوتھی رائے یہ ہے کہ لَاہَ بمعنی اِحتَجَبَ سے مشتق ہے یعنی اوسکی حقیقت لوگوں کی عقلوں سے مخفی ہے۔ آج تک کوئی اوسکی کنہ کو دریافت نہیں کرسکا۔

(۲) مَلَائِکَۃ یہ جمع ہے مَلَک کی مگر اسکی اصل و اشتقاق میں اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ اَلُوکَۃ سے مشتق ہے جسکے معنی رسالت کے ہیں تعلیل کرنا ہے کہ اَلوَاکُ بمعنی رسالت ہے نیز مالکۃ بروزن مَفعُلَۃ ہے۔ اس بنا پر مَلَائِکَۃ بروزن مَعَافِلَۃ ہوگا۔ نہ مفاعلۃ ابن کیسان کی رائے ہے کہ اصل اسکی شَمْلَک ہے۔ اور وزن مَلَاک کا فَعَال ہے۔ جیسے شَمَال اور مَلَائِکَہ بروزن فَعَائِلَہ ہے۔ اس بنا پر مَلَک کی اصل ہوگی۔ اور بنا بر قول اول کے زائد۔ اور ہمزہ اس قول کی بنا پر زائد ہوگا۔

ابو عبیدہ کی یہ رائے ہے کہ اصل اسکی مَلْأَکٌ ہے بروزن مَفْعَلٌ۔ اور مشتق ہے لَاکَ سے بمعنی اَرْسَلَ۔ اس خیال کے موجب مَلَائِکَۃ کا وزن مَفَاعِلَۃ ہوگا۔ مَعَافِلَہ اور نہ فَعَائِلَہ

(۳) اِنْسَان۔ بصریوں کے نزدیک اُنس سے مشتق ہے۔ کیونکہ اسمیں لفظاً و معنیً اُنس سے موافقت پائی جاتی ہے۔ اور کوفیوں کے نزدیک یہ رائے ہے کہ نَسِیَ سے مشتق ہے کیونکہ اسکی تصغیر اُنَیسِیَان۔ آئی ہے۔ اور تصغیر اصل کو بتاتی ہے۔ پس اِنسَان کا اشتقاق نَسِیَ سے بایں معنی ہوگا کہ اسمیں بھول چوک بہت پائی جاتی ہے۔

(۴) تُحَاجُّونِّیْ۔ اگرچہ مشدد النون تمام قاریوں نے سوائے عامر اور اوسکے دو ساتھیوں کے پڑھا ہے۔ مگر یہ شاذ ہے۔ اور اوسکی نظیر دوسری نہیں ملتی۔ ورنہ قاعدہ چاہتا ہے کہ تُحَاجُّونَنِی پڑھا جائے یا بتخفیف نون و حذف احد النونین تُحَاجُّونِی پڑھا جائے۔

(۵) اِستَحوَذَ علیہم الشیطان میں اِستَحوَذَ کا واو باوجود تمام شرائط تعلیل کے پائے جانے کے بدلا نہیں گیا حالانکہ اِستَغوَثَ میں جو اسی کی نظیر ہے الف سے بدل دیا گیا ہے اور اِستَغَاثَ پڑھا گیا ہے۔ سیبویہ نے لکھا ہے کہ میں نے صرف تین لفظ اسطرح کے پائے جسمیں یہ قاعدہ تعلیل واو یا یاء بالف موجود ہے مگر تعلیل نہیں کی گئی۔ اِستَحوَذَ۔ اِستَصوَبَ

اُغیلت -

(۶) عضاین - جعلوا القرآن عضاین میں - یعنی جمع عِضَۃٌ کی ہے جسکے معنی متفرق کے ہیں باوجودیکہ یہ غیر ذوی العقول کا لفظ ہے جسکی جمع واو نون یا - یانون سے نہ ہوتی چاہیئے - مگر چونکہ بعض الفاظ میں یہ قاعدہ برہم پایا گیا ہے - جیسے سنۃ کی جمع سنون - عِزۃ کی جمع عزون اسی طرح یہ جمع بھی ہے - اصل میں یہ عِضُوون ہے - حالت نصب کی وجہ سے عِضِین ہوگیا ہے - واحد اسکا عِضَۃٌ جو مشتق ہے عِضْوَۃٌ سے - تعضیہ کے معنی تفریق کے ہیں

(۷) لَتَرَوُنَّ - لترون الجحیم میں - اصل جمع تَرَوُنَ ہے - اصل میں لام تاکید نون ثقیلہ کے ساتھ جمع ہوا لہذا نون جمع گرا دیا گیا - اب چونکہ واو جمع اور نون ثقیلہ کے پہلے نون میں اجتماع ساکنین ہوتا تھا اسلئے احد الحرفین کو حرکت دینی ضروری تہی - نون کو تو اسوجہ سے حرکت نہ دی کہ اوسکی اصل میں فرق آجائیگا - اسلئے واو کو حرکت دی - اور ضمہ اسوجہ سے دیا تاکہ اصل میں بھی اسکو ضمہ تھا - نیز تاکہ جمعیت پر دلیل ہو مگر اس میں اعتراض یہ ہے کہ باوجود سبب تعلیل اسمیں تعلیل کیوں نہ کی گئی - اسکا جواب یہ ہے کہ کلمہ میں پہلے تعلیل ہو چکی ہے اگر دوبارہ تعلیل کیجائے یا واو حذف کردیا جاتا - تو اجتماع تعلیلین کلمہ واحدہ میں لازم آتی

(۸) قد خاب من دسّاھا - میں دَسّاھا - اصل میں دسّی یدسّو سے مشتق ہے - جو نقیض زکی یزکو ہے - تب تو دسّی کا مصدر تدسیۃ ہوگا - اور کوئی اشکال نہیں ہے لیکن ایک قول کے بنا بر اصل اسکی دَسَّسَ ہے - پھر اس صورت میں دسّا میں الف کیسا ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ جب کئی حرف ایک صورت کے جمع ہوں تو تخفیفاً انکو بدلنا کسی دوسرے حرف سے منجملہ حروف ابدال کے بہتر ہے - لہذا ایک سین کو الف سے بدلا - جیسے تظنّن میں ایک نون کو الف سے بدلا ہے - اور تظنّی پڑھا ہے - اور تحظظ سے تحظّی -

چھیالیسواں باب علم نحو میں

قولہ تعالیٰ ان اَحَدٌ من المشرکین استجارک فاجرہُ - اَحَدٌ اس مقام پر مرفوع ہے بفعل محذوف - یعنی ان استجارک احدٌ چونکہ بعد میں استجار مذکور ہوا ہے لہذا اول سے

حذف کیا گیا۔ تاکہ تکرار نہ لازم آئے اور خلاف فصاحت نہ ہو جائے۔
قولہ تعالیٰ۔ لا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق۔ اعراب تکتموا میں دو وجہیں ممکن ہیں
ایک یہ ہے کہ تکتموا کو جزم ہو بنا بر نہی ہونے کے یعنی لا تکتموا۔ پس اس صورت میں جملہ کا عطف
جملہ پر ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ منصوب علی الظرف ہو۔ اور تقدیر عبارت آن تکتموا ہو
اس صورت میں عطف اسم کا لا تلبسوا کے مصدر پر ہوگا اور تقدیر عبارت یہ ہوگی کہ لا یکن
منکم لبس الحق و کتمان الحق۔ اور تلبسوا دلیل قرار پائیگا لبس کی تقدیر پر جیسے
اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ میں اعدلوا دلیل ہے تقدیر عدل پر جسکی طرف ضمیر
ھو راجع ہے۔
اور جیسا کہ شاعر کہتا ہے ۔ لا تنہ عن خلق و تاتی مثلہ ؛ عار علیك اذا فعلت عظیم ؛
قولہ تعالیٰ۔ کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما
معدودات۔ کما کتب میں ما یا تو مصدریہ ہے یعنی مثل کتابتہ علی من قبلکم یا کاف
محل نصب میں ہے۔ اس بنا پر کہ حال واقع ہوا ہے یعنی کتب علیکم الصیام مفروضا
فی ھذہ الحال۔
اور ایاما معدودات کے اعراب میں ایک تو یہ احتمال ہے کہ منصوب علی الظرفیہ ہو یعنی فی
ایام معدودات۔
یا مفعول بہ ہے جیسا کہ بعض نحویوں کی رائے ہے۔ بنا بر اول کے عامل اسکا کتب ہوگا اور بنا بر
ثانی کے صوموا مقدر ہوگا یعنی صوموا ایاما معدودات،،
قولہ تعالیٰ۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ لفظ شھر اس آیت میں یا تو
مرفوع ہے یا منصوب۔ اگر مرفوع ہے تو اسمیں تین احتمال ہو سکتے ہیں۔
ایک یہ کہ خبر ہو مبتدائے محذوف کی جسپر ایاما معدودات دلالت کرتا ہے۔ اور تقدیر عبارت
یہ ہو کہ تلك الایام المعدودات شھر رمضان۔
دوسرے یہ کہ بدل ہو صیام کا جو آیت سابقہ میں ہے یعنی کتب علیکم الصیام شھر رمضان
تیسرے یہ کہ مبتدا ہو اور خبر اسکی الذی انزل ہو۔ اور اگر اسکو منصوب پڑھیں یعنی شھر

رمضان ۔ تو اسکی بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ۔ ایک یہ کہ مفعول ہو صوموا مقدر کا ۔
دوسرے یہ کہ ایاماً معدودات کا بدل واقع ہوا ہو ۔

قولہ تعالیٰ ۔ لیس علیکم جناحٌ ان تبتغوا فضلاً من ربکم فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ ،، اس آیت میں علیکمُ لیس کی خبر ہے اور جناحٌ اوسکا اسم اور اَنْ تبتغوا موضع نصب میں ہے بتقدیر فی گویا منصوب بنزع الخافض ہے یا علی الظرفیۃ ۔ باقی رہا لفظ عرفات یہ اسم غیر منصرف ہے کیونکہ اسمیں تانیث اور علمیہ دونو چیزیں پائی جاتی ہیں ۔ پھر اسکو تنوین کسرہ کیوں دی گئی ؟ اسکا جواب یہ ہے کہ چونکہ یہ لفظ مشابہ ہے جمع مؤنث سالم سے مثلاً مسلماتٍ سے اور مسلماتٌ کی تنوین بمقابلہ نون مسلمون ہے ۔ اسلئے بربنائے مشابہت اسکو تنوین دیگئی ۔ اور حکم منصرف میں داخل کرلیا گیا ۔ مگر جسطرح کہ امرء القیس کے اس شعر میں ؎ تنوّرتھا من اذرعات واھلھا بیثرب ادنی دارھا نظر عالٍ ؛ میں تائے اذرعات کو صرف کسرہ بلا تنوین پڑھا گیا ہے اوسیطرح عرفاتِ میں بھی کسرہ بلا تنوین پڑھ سکتے ہیں ۔ لیکن تائے عرفات فتحہ پڑھنا بالکل غلط ہے ۔

قولہ تعالیٰ ۔ یسئلونك عن الشھر الحرام قتال فیه قل قتال فیه کبیر ،، اس آیت میں قتالٍ بدل الاشتمال واقع ہوا ہے شھر کا کیونکہ زمان یا شھر مشتمل ہوتا ہے اون چیزوں پر جو اوسمیں واقع ہوں کوفیوں کی یہ رائے ہے کہ قتالٍ مجرور ہے بتقدیر عن اور بعض کا قول ہے مجرور بربنائے تکریر ہے مگر محصل ان سب کا ایک ہی ہے ۔ دوسرا قتال مبتدا ہے اور کبیر اوسکی خبر ہے ۔

قولہ تعالیٰ ۔ لا تجعلوا اللہ عُرضةً لایمانکم ان تبرّوا وتقسطوا الخ ۔ ان تبرّوا کی ترکیب میں تین قول ہیں ۔ ایک یہ کہ مجرور ہے بحذف لام ۔ یہ رائے خلیل کی ہے مگر چونکہ اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ فعل کیونکر مجرور ہو سکتا ہے اوسکا جواب ابو علی نے یہ دیا ہے کہ فعل مع اَنْ کے مصدر کے معنی میں ہوکر اسمیہ پیدا کر لاتا ہے ۔ اسوجہ سے مجرور ہونے کی اوسمیں قابلیت ہوجاتی ہے ۔

اب رہی یہ بات کہ یہاں فعل مع اَنْ کو مجرور لام کیونکر قرار دیا۔ حالانکہ خود مصدر یا صلہ غیر فعلی میں یہ بات جائز نہیں۔ اوسکا جواب یہ دیا گیا ہے کہ چونکہ کلام طولانی ہوگیا تھا اسوجہ سے لام کا حذف یہاں جائز ہوا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آن حرف ہے اور لام بھی حرف ہے پس لام کے حذف کرنے کے بعد آن جو حرف ہے وہ اوسکا قائم مقام ہوگیا۔ اور مصدر یا صلہ فعلی بغیر ان میں یہ بات نہیں پائی جاتی کہ حرف کے حذف کے بعد حرف بھی اوسکا قائم مقام ہوسکے مطلب اسکا یہ ہے کہ اگر جئتك لضرب زید کہیں تو یہاں حذف لام جائز نہوگا۔ اور اگر جئتك لان اضرب زیدا کہیں تو جائز ہوگا کیونکہ ان اوسکا قائم مقام موجود ہے دوسرا قول یہ ہے کہ آن تبرّوا موضع نصب میں ہے پس اس بنا پر محتمل ہے کہ ان تبرّوا حال واقع ہوا ہو۔ اور یہ محتمل ہے کہ مفعول لہ ہو۔ مگر اس صورت میں کہ آن تبرّوا حال ہو عامل اسکا وہ فعل ہوگا جو ایمانکم سے نکلتا ہے۔ یعنی تکون یا کائنۃ محذوف مانا جائے تیسرا قول یہ ہے آن تبرّوا معنی مصدر ہوکر مبتدا واقع ہوا ہے۔ اور خبر اسکی اَولی ہے جو یہاں سے محذوف ہے۔ اور خبر کا حذف اوس مقام پر جہاں اوسکا حال معلوم ہوسکتا ہو جائز ہے

قولہ تعالی للذین یؤلون من نسائھم تربّص اربعہ اشھر اس اربعۃ اشھر میں تین اعراب ہوسکتے ہیں۔ جر۔ رفع۔ اور نصب۔ جر کی وجہ تو ظاہر ہے کہ مضاف الیہ تربص کا واقع ہوا ہے۔ اگرچہ یہ اضافت اضافت خفیفہ نہیں ہے کیونکہ اربعۃ اشھر محل نصب میں واقع ہوا ہے اسوجہ سے کہ ظرف ہے۔ اور رفع بر بنائے خبریت جیساکہ آیۂ فشھادۃ احدھم اربع شھادات میں اربعُ کو رفع ہے۔ اور جیسے فجزاء مثل ما قتل من النعم میں مثلُ کو رفع ہے۔ اور نصب اس بنا پر ہوگا کہ مفعول فیہ واقع ہوا ہے۔ پس اسکو اربعۃِ اشھر اور اربعۃُ اشھر اور اربعۃً اشھر تینوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔

قولہ تعالی۔ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربّصن اربعۃ اشھر الذین مرفوع بابتدا ہے۔ یتوفون اسکا صلہ ہے۔ یذرون معطوف ہے صلہ پر اور یتربّصن مع اپنے مابعد کے خبر واقع ہوا ہے۔ اب یتربّصن میں بحث ہے کہ آیا اسکی تقدیر یتربّصن بعدھم ہے جیساکہ اخفش کی رائے ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بعدھم کا حذف اس مقام پر اوسی طرح

جائز ہے جیسے السمن منوان بدرھم میں منہ محذوف ہے یعنی السمن منوان بدرھم اور ابو العباس مبرد کی رائے یہ ہے کہ تقدیر اسکی ازواجھم یتربصن ہے اس بناپر محذوف مبتدا ہے۔ اور یتربصن اوسکی خبر ہے۔ چونکہ ازواجا یہاں موجود تھا۔ اسوجہ سے اس مبتدا کا حذف جائز ہوا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ تقدیر اسکی یتربصن ازواجھم ہے مگر ازواجا کی موجودگی کی وجہ سے فاعل کو حذف کر کے ضمیر سے کام لیا گیا ہے۔

قولہ تعالےٰ۔ والذین ینفقون اموالھم رئاء الناس ولا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الاخر ومن یکن الشیطان لہ قرینا فساء قرینا وما ذا علیھم لو اٰمنوا باللہ والیوم الاخر،،۔ الذین میں احتمال ہے کہ نصب کے مقام میں ہو۔ اور ممکن ہے کہ محل رفع میں ہو۔ محل نصب میں تو اس لحاظ سے کہ بدل واقع ہوا ہو مَن کا جو ما قبلہ میں ہے یعنی من کان مختالا فخورا میں۔ اور ممکن ہے منصوب علی المدح ہو۔ اور رفع اس لحاظ سے ممکن ہے کہ جملہ مستانفہ ہو۔ اور مبتدا واقع ہوا ہو۔ رئاء الناس موضع حال میں واقع ہوا ہے۔ قرینا منصوب علی التفسیر ہے اور ذا میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ مرفوع ہو کیونکہ معنی میں الذی کے ہے۔ تقدیر اوسکی ما الذی علیھم لو اٰمنوا ہے۔ دوسرے یہ کہ اسکے لئے کوئی محل اعراب نہیں ہے۔ اور تقدیر عبارت یہ ہوگی کہ ای شئ علیھم لو اٰمنوا!!

قولہ تعالےٰ۔ اِن اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضٰعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما،، اصل تک کی تکون ہے۔ واو تو بسبب جزم واجتماع ساکنین کے ساقط ہوا۔ اور نون تکن بسبب کثرت استعمال کے ساقط ہوا۔ جیسے لا ادر اور لم ابل میں یا حذف ہوئی ہے۔ اور لدن موضع جر میں ہے۔ اس میں کئی لغت آئے لد لدا لدن لدی۔ مگر معنی سب کے ایک ہی ہیں۔

قولہ تعالےٰ۔ فکیف اذا اصابتھم مصیبۃ۔ کیف یا تو خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور تقدیر فکیف ضیعھم ہے اور ممکن ہے کہ محل نصب میں ہو۔ اور تقدیر عبارت یہ ہو کہ کیف یکونون مصرین،، اور ممکن ہے کہ تاویل اسکی بطور کیف بک کے ہو یعنی کیف بھم اذا اصابتھم مصیبۃ،، اس بناپر کیف بھذا ہوگا۔ اور خبر اسکی محذوف ہے

یہ ہے نمونہ چند قواعد نحویہ کا جو چند آیتوں سے منتخب کیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ اس مقام پر ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ تمثیل کے واسطے اسقدر کافی ہے۔

سینتالیسواں باب علم قرارت میں

قرآن مجید کا علم القرارت بھی نافع ترین اشیاء ہے۔ اور نہایت ضروری۔ جس سے حقیقت اعراب الفاظ واختلاف معانی پر اطلاع حاصل ہوتی ہے۔ ایک ایسے شخص کو جو قرآن کے واقعی معانی دریافت کرنا چاہتا ہو۔ اوسے سب سے پہلے یہ بھی لازم ہے کہ علم القرارت کو حاصل کرے کیونکہ قرآن کے تلاوت کرنے والوں کی رائیں اس معاملے میں مختلف ہیں۔ اور مختلف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید ذو محامل ہے یعنی کئی کئی معانی پر محمول ہو سکتا ہے۔ پس جس شخص کی سمجھ میں جو معنی اچھے معلوم ہوئے اوسکے مطابق لفظ کو بھی پڑھا ہے۔ اسوجہ سے قرارت الفاظ قرآن مجید مختلف ہو گئی ہے۔ اگر یہ لوگ اوس رفتار کو اختیار کرتے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے اپنی امت کے لئے قرار دی تھی۔ یعنی جسطرح قرآن مجید کو اپنا متمسک سمجھو اوسی طرح میری عترت کو بھی متمسک بنا جانو۔ کیونکہ وہ حقیقی علماء قرآن کے ہیں تو ہرگز اختلاف نہوتا مگر امت نے تو اہلبیت رسول کو اون کے بعد بعید بیقدری کی نگاہ سے دیکھا اور اون سے دشمنی کرنے ہی کو اپنا فخر سمجھے اسوجہ سے اون سے علوم قرآن اور قرارت قرآن کو نہ لیا۔ بلکہ اپنی رائے اور اپنے قیاس کو دخل دیتے رہے۔ جسکی وجہ سے قرآن مجید کی قرارت بہت سی صورتوں میں ہو گئی۔ اور از بسکہ وہ علمائے حقیقی اس سے بھی روکے گئے تھے کہ ہرگز جمہور کے خلاف کوئی لفظ موتھ سے نہ نکالیں۔ اور نہ دوسرا کوئی اون سے کسی چیز کو دریافت کرنے جاوے۔ اور اگر جائے تو جرمانہ داخل کرے کیونکہ ایسا فعل حرام و ناجائز کیوں کیا اہلبیت رسول سے احکام دریافت کئے۔ اور ایسے گناہ کا کیوں مرتکب ہوا کہ رسول خدا کے حکم کا امتثال کیا۔ اور اون کے اہلبیت کی طرف رجوع کی۔

بہر صورت جبکہ دوستداران اہلبیت رسول کو بھی واقعی قرارت قرآن کے معلوم کرنے کا موقع علمائے حقیقی قرآن مجید سے نہ ملا تو اب لامحالہ انکو بھی اوسی طرف رجوع کرنی پڑی جو جمہور عامہ کی رائے تھی۔ اسلیئے ضرورت اونکے ناموں کے معلوم کرنے کی بھی پڑی اور اون کے

اختلاف بھی دریافت کرنے لازم ہوئے۔ پھر جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ قاریان قرآن جنکی قرارت پر اعتماد ہوسکتا ہے اونمیں سے ایک ابوجعفر یزید بن قعقاع ہے۔ جو عبداللہ ابن عباس کا شاگرد تھا۔ اور وہ اُبی بن کعب کا۔ اور وہ رسول اللہ کا۔ دوسرا نافع بن عبدالرحمان ہے۔ اس نے ابوجعفر سے پڑہا ہے اور نیز شیبہ بن نصاح سے۔ اور یہ شاگرد عبداللہ بن عباس کے ہیں۔ تیسرا عاصم ہے جنکی دو روایتیں ہیں ایک روایت حفص بن سلیمان بزار سے۔ اور دوسری ابوبکر بن عیاش سے۔ چوتھا حفص ہے جسکی چار روایتیں ہیں۔ پانچواں حمزہ بن حبیب زیات ہے جسکی سات روایتیں ہیں۔ چھٹا ابوالحسن علی بن حمزہ کسائی ہے۔ جسکی چھہ روایتیں ہیں۔ ساتواں خلف بن ہشام بزار ہے۔ آٹھواں ابوعمرو بن علا ہے جسکی تین روایتیں ہیں۔ نواں یعقوب ہے جسکی تین روایتیں ہیں۔ دسواں عبداللہ بن عامر یحصبی ہے۔ جنمیں سے سات زیادہ مشہور ہیں جنکا ذکر پہلے بھی آچکا ہے۔

چونکہ مجھکو اس رسالے میں ان سب قاریوں کی تمام قرائتوں کا حصر کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ صرف نمونہ علم قرارت دکھانا مقصود ہے۔ اسلئے چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ یہ آیت چار طرح پڑہی گئی ہے۔ ایک الحمدِ لِلّٰہِ یعنی دال اور لام دونوں کو کسرہ۔ دوسرے اَلْحَمْدُ لُلّٰہ یعنی دال اور لام دونوں کو ضمہ۔ تیسرے اَلْحَمْدَ لِلّٰہِ یعنی دال مفتوح۔ لام مکسور۔ مگر قرارت عام قرار مشہورین کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ یعنی دال کو ضمہ اور لام کو کسرہ ربِّ العالمین میں بھی دو اختلاف ہیں۔ ایک زید بن علی سے مروی ہے اور وہ فتح بائے رب ہے یعنی ربَّ العالمین۔ دوسرے عام قرارت ہے اور وہ کسرہ بائے ربِّ جسطرح آجکل پڑہا کرتے ہیں۔

(۲) مٰلِكِ یوم الدین۔ عاصم۔ کسائی۔ خلف۔ اور یعقوب حضرمی نے اسکو مالک بالف پڑہا ہے اور باقی قرار نے مَلِكِ یوم الدین بغیر الف پڑہا ہے۔ جس نے مالك پڑہا ہے وہ تو کہتا ہے کہ بہ نسبت صفت مَلِك کے مالک کی صفت زیادہ ممدوح ہے۔ اسلئے کہ کسی کو مالک اوسی وقت کہہ سکتے ہیں جبکہ وہ اوس شی کو اپنی ملکیت میں رکھتا ہو جسکا مالک اوسکو کہا گیا ہے بخلاف مَلِك کے کہ بغیر ملکیت بھی کوئی شخص کسی کا بادشاہ ہوسکتا ہے۔ علاوہ اسکے مالک کی

صفت عام ہے ہر شی سے متعلق ہو سکتی ہے۔ مثلاً۔ مالک الدرہم۔ مالک الدار۔ مالک الغنم۔ مالک الثوب۔ مالک الکتاب سب کہہ سکتے ہیں۔ مگر ملک الثوب۔ ملک الکتاب وغیرہ نہیں کہہ سکتے اور جس نے مَلِک پڑھا ہے وہ کہتا ہے کہ اس لفظ میں تعظیم و تفخیم زیادہ پائی جاتی ہے۔ اسلئے اسکو ترجیح ہے۔

(۳) اھدنا الصراط المستقیم۔ یعقوب نے اسکو سین سے پڑھا ہے یعنی السراط المستقیم۔ باقی قاریوں نے صاد سے پڑھا ہے۔ حمزہ نے باشمام صاد و زاء پڑھا ہے اور کسائی نے باشمام سین۔

(۴) غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ غیرِ کی قرارت عامہ کسرہ سے ہے۔ مگر بعض قرا نے اسکو فتح سے بھی پڑھا ہے۔ اور ولا الضالین کی جگہہ غیر الضالین بھی پڑھا گیا ہے یہ قرارت عمر بن الخطاب کی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام نے بھی اسیطرح پڑھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب علیہِمْ کو حمزہ نے علیہُمْ بضم میم پڑھا ہے۔ اور بعض نے عَلَیہِموا پڑھا ہے۔ ابن ابی اسحٰق اور عیسے ثقفی نے عَلَیہُمی پڑھا ہے۔ اور بعض نے عَلَیہِمْ بکسر ہا۔ وبضمہ میم اور عَلَیہُمُ بضم ہا و میم اور عَلَیہِم بکسر ہا و سکون میم اس سب صورتوں سے اسکی قرارت کی گئی ہے۔

سورۂ بقر میں۔ اتخذتم کو حفص نے باظہار ذال پڑھا ہے اور بکر نے ادغام ذال و تا کے ساتھ پڑھا ہے۔ اسی طرح اخذت۔ اتخذت۔ اتخذتم۔ وغیرہ میں بھی اختلاف ہے ھُزُوًا حفص نے اسکو واو سے پڑھا ہے اور بکر نے ھُزُءًا روایت کی ہے۔

عَمَّا تعملون حفص تو اسے تے سے پڑھتا ہے۔ مگر بکر اسکو ی سے روایت کرتا ہے۔

رؤف رحیم۔ حفص نے ہمزہ اور واو سے اس لفظ کو پڑھا ہے۔ اور بکر کی قرارت ہمزہ بغیر واو سے ہے۔

سورۂ آل عمران میں رضوان حفص نے بکسر راے رضوان پڑھا ہے اور بکر نے بضم را اور من اتبع رضوانہ میں عاصم نے حفص و بکر دونوں روایت سے رائے رضوانہ کو کسرہ ہی پڑھا ہے۔

قل ان ھُدَی اللہِ ھو الھُدٰی ان یؤتیٰ احدٌ۔ ابن کثیر نے ان یؤتیٰ احد مدّ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور باقیوں نے بغیر مد کے۔ مَنْ اِنْ تامنہ بقنطار یؤدّہ میں۔ حمزہ و ابوبکر نے بسکون ہائے یؤدّہ۔ پڑھا ہے اور ابوجعفر و یعقوب نے بکسرہ ہائے یؤدّہٖ مع الاختلاس پڑھا ہے اور باقیوں نے بکسر ہا و اشباع کسرہ قرارت کی ہے۔

سورہ نساء میں۔ والکتاب الّذی انزل میں۔ ابن کثیر۔ ابن عامر۔ اور ابوعمرو نے اُنزِلَ پڑھا ہے۔ اور باقیوں نے اَنْزَلَ قرارت کی ہے۔ وقد نزّل علیکم میں عاصم و یعقوب نے بالفتح پڑھا ہے۔ اور باقی قراء نے نُزِّل بصیغہ مجہول تلاوت کی ہے

یُراؤن الناس میں عبداللہ ابن ابی اسحاق نے یُرُءُوْنَ النّاس مثل یدعون کے پڑھا ہے۔ اور مشہور قرارت یُراءُوْن ہے

فی الدرک الاسفل میں سوائے ابوبکر تمام قراء کوفہ نے بسکون رائے درکٔ پڑھا ہے اور باقیین نے بفتح راء۔

ان کانت واحدۃ فلھا النصف میں اہل مدینہ نے واحدۃٌ بالرفع پڑھا ہے۔ اور باقی قراء نے بہ نصب وَاحِدَۃً پڑھا ہے۔

علیٰ ہذا القیاس اور اختلاف ہیں جو شمار سے باہر ہیں۔ کتب تفاسیر و کتب علم قرارت کی طرف رجوع کرنے سے اونکا مفصل حال معلوم ہو سکتا ہے۔ اسکا اچھا ذخیرہ تفسیر مجمع البیان ہے۔

اڑتالیسواں باب علم لغات القرآن میں

لغات قرآن اگرچہ اس قدر ہیں کہ اونکا حصر اس موقع پر ناممکن ہے۔ لیکن بطور نمونہ چند اونمیں سے مذکور ہوتے ہیں۔

اَبیٰ۔ ماضی ہے۔ مصدر اسکا اِبَاءٌ ہے۔ جسکے معنی ہیں انکار کرنا۔

اَبَابیل۔ پرندوں کے گروہ کو کہتے ہیں۔ اس کا واحد نہیں ہے جیسا ابوعبیدہ و فرّاء کی رائے ہے۔ کسائی کے نزدیک اس کا واحد اِبُّول ہے۔ اور ابوجعفر رواسی کے نزدیک اسکا واحد اَبَالۃٌ ہے۔

اَبَاریق جمع ہے ابریق کی جسکی ہندی لوٹا ہے جسمیں ٹونٹی ہو اور گرفت کے لئے کُنڈا۔

اَبَّ - بمعنی سبزہ زار اور گھانس اور چراگاہ کے ہیں - یہی وہ لفظ ہے کہ جسکے معنی حضرت عمر کو معلوم نہ تھے - اور عدم علم کی شرم سے بالائے ممبر عصا ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا -

اَبتغاء - اور استبغاء اور تبغّی اور تبغی - سب کے معنی طلب کے ہیں مجرد اسکا بَغی یبغی بغی بغاءً بُغیۃً بالضم وبِغیۃً بالکسر - ہر طرح سے استعمال ہوا ہے -

اَتراب - جمع ترب کی ہے جسکے معنی ولادت اور سن کے ہیں - اور ہم سن کو بھی ترب کہتے ہیں قرآن مجید میں جہاں ترب استعمال ہوا ہے اوس سے مراد ہمسن لڑکیاں ہیں -

اُترفتم - مصدر اسکا اِتراف ہے - ترف سے مشتق ہے جسکے معنی ناز کی و آرام و نعمت کے ہیں اتراف کے معنی ہیں آرام و نعمت میں پالنا - اس بنا پر اسکے معنی یہ ہوئے کہ تم آرام میں پالے گئے ہو - یا نعمت پروردہ ہو -

اَثاث اسکے معنی اسباب خانہ داری کے ہیں اسکا کوئی واحد نہیں ہے -

اَثارۃ - اثارۃ اور اثرۃ - اور اُثرۃ - اور مأثورۃ - اور مأثرۃ - خاندانی بزرگی اور بقیہ علم کو کہتے ہیں -

اُجاج - اس کے معنی کھاری پانی کے ہیں صاحب قاموس نے لکھا ہے - ماءٌ اُجاجٌ ملحٌ مرٌّ

اجترحوا - جرح واجترح - دونو ہم معنی ہیں - بمعنی اکتسب - اور اجترح فلانًا بمعنی سبّہٗ و شتمہٗ مستعمل ہے - قرآن مجید میں بمعنی اکتساب معصیت مستعمل ہوا ہے

اَحبار - جمع حِبر کی ہے جسکے معنی دانا و عاقل کے ہیں - اور عالم و صالح کے معنی میں بھی آیا ہے - قرآن مجید میں بمعنی علماء یہود مستعمل ہوا ہے -

اَحقاب جمع حُقب بسکون قاف کی ہے جسکے معنی اسّی برس کے ہیں یا زیادہ کے اور اسکی جمع احقب بھی آئی ہے -

احقاف - حقاف - وحقوف - جمع ہے حِقف بالکسر کے اور جمع الجمع حقف ہے - اسکے معنی ریگستان کج کے ہیں - یا ریگستان عظیم یا ریگستان دراز او دامن کوہ اور دامن ریگ کو بھی کہتے ہیں -

اُخدود - اوس دراز گڑھے کو کہتے ہیں جو زمین میں ہو - خدٌّ - وخُدّۃٌ - بھی اس معنی میں

استعمال ہوا ہے جمع اسکی اَخِلّۃٌ۔ وخِلاّ اوٌ و اَخِلاّ انٌ آئی ہے۔
باخع۔ بخع نفسہ بمعنی اھلکھا آیا ہے۔ یعنی اپنے نفس کو آپ ہلاک کیا۔ اور آیت قرآنیہ میں جو باخع نفسک ہے اوسکے معنی یہ ہیں کہ شاید تم اپنی جان ہلاک کرو گے۔ اس خیال میں کہ یہ کفار اسلام لائیں۔
باسقات جمع باسق کی ہے مشتق ہے بسق سے جسکے معنی طال یعنی دراز ہوا کے ہیں باسقات سے مراد قرآن مجید میں درختہائے خرما ہیں جو لمبے ہوں۔
بَخْس بمعنی نقص و ظلم کے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ بمعنی قلیل استعمال ہوا ہے۔ بثمنٍ بخسٍ دراھم معدودۃ۔ یعنی حضرت یوسف کو قیمت قلیلہ پر لوگوں نے خریدا۔
بَحِیرۃ بحر کے معنی کان کو پھاڑ دینے کے ہیں۔ بحیرہ اوس اونٹنی یا بکری کو کہتے ہیں جسکے دس دفعہ بچے ہو چکے ہوں۔ عرب ایسی اونٹنی اور بکری کے کان کو شق کر دیتے تھے۔ اور چرنے کیلئے چھوڑ دیتے۔ اور جب وہ آپ سے آپ ہی مرجاتی تو اوسکا گوشت مرد تو کھاتے مگر عورتوں کو دینا حرام جانتے تھے۔
بِدَعٌ بمعنی بدیع و عجیب کے ہیں جمع اسکی ابداع آئی ہے۔ عدی بن زید کہتا ہے ؎
فلا انا بدع من حوادث تعتری ؛ رجالا غرت من بعد بوسی و اسعد ؛
بَثٌّ بمعنی حال واشد حزن۔ حضرت یعقوب کے حال میں ہے۔ اشکوا بثی و حزنی الی اللّٰہ یعنی میں اپنے حزن و غم کی شکایت خدا ہی سے کرتا ہوں۔
بضع دس سے کم عدد پر اطلاق ہوتا ہے جیسے بضعًا و عشرین یعنی بیس سے اوپر کچھ ہیں خواہ وہ نو ہوں یا آٹھ یا اس سے بھی کم۔ بضع سنین کے معنی چند سال۔ یعنی دس سے کم
بَعْل بمعنی شوہر۔ زمین بلند۔ درخت خودرو۔ اوس بت کا بھی نام بعل تھا کہ قوم حضرت یونس کے نزدیک معبود تھا۔ قرآن میں ھذا بعلی شیخا میں شوہر ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے
تدمیر۔ دمور۔ دمارۃ۔ تدمیر۔ تینوں لفظ بمعنی اہلاک ہیں۔ یعنی ہلاک کرنا۔
تُراث۔ بمعنی میراث ہے۔ اصل اسکی واوی ہے اسلئے کہ ماضی اسکا ورث یورث مستعمل ہوا ہے
تُریحون اسکا مصدر اراحۃ ہے مشتق ہے رواح سے جسکے معنی شام کے ہیں۔ اراحۃ شام کو

لانا کسی چیز کا۔ یا شام کے وقت داخل ہونا۔ یا داخل کرنا۔ اور نیز اسکے معنی رد الابل الی المراح کے بھی ہیں۔ یعنی اونٹ اوسکے مسکن کی طرف واپس لانا۔ اسی معنی سے قرآن مجید میں مستعمل ہے

تُصَعِّر۔ صَعَر۔ کجی۔ تصعیر۔ کج کرنا۔ لا تُصَعِّر خَدَّكَ اپنے رخسارے کو غرور و نخوت سے کج نہ کر۔

تغابن۔ غبن سے مشتق ہے۔ جسکے معنی نسیان۔ غلطی میں پڑنا۔ غفلت کرنا ہے۔ تغابن کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کو غبن میں ڈالے۔ یعنی دھوکا اور بھلاوا دیکر اوسکا مال لے لیوے۔

تفث۔ ناخن۔ بال موچھوں کے اور زیر ناف کے تراشنا۔ گر مخصوص ہے مناسک حج سے

جُرُز۔ مجوز۔ جرز۔ جرز۔ مجروز۔ یہ سب لفاظ اوس زمین کے لئے مستعمل ہوتے ہیں جسمیں نبات نہ اوگے۔ یا جسکی نبات کھالی گئی ہو۔ یا جسپر مینہہ نہ برسا ہو۔ خشک زمین کو بھی جرز کہتے ہیں

جُرُفٌ وہ زمین جسے سیل آب نے کھالیا۔ اور گھیرلیا ہو۔ اور فنا کردیا ہو۔

جنٌّ۔ جنۃ بمعنی خفا و پوشیدگی۔ قوم جن کو جن اسیوجہ سے کہتے ہیں کہ یہ انسانی نگاہوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔

حثیث۔ حثو ث۔ بمعنی سریع و تیز رفتار۔

حُسومًا۔ حسوم بمعنی شوم۔ لیالی حسوم وہ راتیں ہیں جسمیں اون کے اہل کو خیر نہ پہنچے ثمانیۃ ایام حسومًا۔ بمعنی حسومًا بمعنی متتابعۃ استعمال ہوا ہے۔

حصحص۔ بمعنی ظہر ہے۔ الآن حصحص الحق میں یہی معنی مراد ہیں۔ یعنی اب حق ظاہر ہوگیا۔

ختّار۔ ختر سے بنا ہے جسکے معنی غدر و خدیعت کے ہیں۔ خاتر۔ ختّار۔ ختیر۔ ختور ختیر۔ غدار کے معنی میں مستعمل ہے۔

خنّاس۔ خنس کے معنی پیچھے ہٹ گیا۔ خنس بہ اوسکو غائب کرلیگیا۔ خنّاس شیطان کو کہتے ہیں کیونکہ جب نام خدا لیا جاتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ یا غائب ہو جاتا ہے

خُوار۔ گائے کے بچے کی آواز کو خُوار کہتے ہیں۔ اور گائے اور بھیڑ اور ہرن اور تیر کی آواز کو بھی خوار کہتے ہیں قرآن میں بمعنی اول مستعمل ہے۔

دَاحضة۔ دَحَض پاؤں سے کسی چیز کو کھونا دحضت الشمس بمعنی زالت حجّة داحضة بمعنی باطلہ۔

دسّٰها۔ دسّٰی بدسی نقیض ہے زکّی یزکو کا معنی اوسکے ہیں نجس کیا۔ دسّٰها بمعنی نجّسها آیا ہے۔

دکّاء۔ بمعنی ریزہ ریزہ۔ یہ لفظ وزن پر حمراء کے ہے اور مؤنث ہے۔

راودته۔ مراودة بمعنی آنا جانا اور طلب کے معنی میں بھی ہے رود۔ ریاد۔ ارتیاد راودة۔ سب ہم معنی ہیں۔

رَتق۔ ضد فتق ہے۔ اور فتق کے معنی شکستہ ہونے کے ہیں۔

رَجفة۔ بمعنی زلزلہ ہے راجفة صور اسرافیل کی پہلی پھونک۔

رَهط۔ بمعنی گروہ ہے اور قوم اور قبیلہ کے معنی میں بھی آیا ہے۔

رِیبة۔ بمعنی تہمت۔ اور شک۔ اور حاجت آیا ہے

رِیع۔ بمعنی مقام بلند اور پہاڑ کی راہ وسیع۔ اور جبل مرتفع اور مسیل وادی مقام مرتفع سے آیا ہے

سَراح۔ تسریح عورت کو چھوڑ دینا۔ اور آزاد کر دینا۔ سراح اسم ہے۔

سِمان۔ جمع سمین کی ہے بمعنی موٹے بقرات سمان بمعنی موٹی گائیں۔

سَلقوا سلقه بالکلام اذاہُ۔ یعنی سلق کے معنی کلام سے کسی کو ایذا پہونچانا ہے۔

شِرعة اور۔ شریعة۔ بمعنی واحد ہے۔ جسکے معنی مذہب ظاہر و مستقیم کے ہیں۔

صرح۔ عمارت بلند۔ صرح ممرّد من قواریر۔ شیشے کی عمارت بلند

ضیزیٰ۔ ضاز ضازا۔ بمعنی جار وضازحقّهٗ بخسهٗ قسمة ضازی اور قسمة ضیزیٰ بمعنی واحد ہے۔ یعنی تقسیم ناقص۔

ضنین۔ بمعنی متہم مشتق ہے ضِنّة سے۔ بمعنی تہمت۔

ضریع۔ اوس گھاس کو کہتے ہیں جسے چوپائے بسبب اوسکی خبث و خرابی کے نہ کھاسکیں

یا اوس گھاس کو کہتے ہیں جو سڑے ہوئے پانی میں اوگے۔
طول۔ عطا و بخشش۔ قدرۃ۔ وسعت۔ غنی۔ قرآن میں بمعنی آخر مستعمل ہیں
طلؐ۔ پھوہار کو کہتے ہیں۔ یعنی ہلکے ہلکے مینھہ کو۔
عجاف۔ جمع ہے عجفاء کی مگر یہ جمع شاذ ہے کیونکہ فعلاء افعل کی جمع فعال کے وزن پر نہیں آتی۔ لیکن بر قیاس بلحاظ مقابلہ یہ جمع بنائی گئی ہے۔
عضین۔ جمع ہے عِضَةٌ کی۔ بمعنی متفرق۔ تعضیہ بمعنی تفریق۔ یہ جمع ایسی ہے جیسے سنۃ کی جمع سنوان وسنین۔
غثاء۔ بروزن غُراب کف۔ اور برگ کہنہ و بوسیدہ درخت جو سیل کے کف سے خراب ہو گئی ہو۔
غدق۔ آب کثیر کو کہتے ہیں! غدق المطر بمعنی کثر۔ قطرہ۔ اِغدودق بھی اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔
فخار۔ مٹی کے ٹھیکرے کو کہتے ہیں اسی معنی میں قرآن میں مستعمل ہے۔
فرث۔ بمعنی گوبرا اور سرگین کے جو کرش کے اندر ہو۔ جسے ہندی میں اوجھڑی کہتے ہیں
فواق۔ سینہ سے ریاح کا اوٹھنا اور دم گھُٹنا کہتے ہیں فاق بنفسہ فواقا بمعنی جاد بنفسہ اور نیز اوس حالت پر بھی بولتے ہیں جب دم نکلنے کے قریب ہو۔
قاب۔ قاب قوس۔ وقیب قوس۔ قید قوس۔ قاد قوس۔ سب کے معنی بقدر کمان کے ہیں۔ قابَ کے معنی بقدر دو کمان۔
قِسیسین۔ عالم نصارے جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہو مصدر اسکا قُسُوسۃ۔ و قسّیسۃ ہے جمع اسکی قسوس۔ اور قِسّیسون آئی ہے
قطمیر۔ بمعنی شی قلیل اصل اسکی وہ باریک چھلکا ہے جو گٹھلی اور پھل کے درمیان میں ہوتا ہے۔ یا وہ نکتہ سفید جو گٹھلی کی پشت پر ہوتا ہے۔ اصحاب کہف کے کُتّے کا بھی نام ہے
کُرسی۔ بمعنی تخت اور علم۔ وسِع کرسیُّہ میں مراد علم ہے۔ جیسا کہ معصوم کے کلام اسے معلوم ہوتا ہے۔ جمع اسکی کراسی ہے۔

کہف - اوس گڑھے کو کہتے ہیں جو پہاڑ کے اندر پڑ جاتا ہے مثل کہودے ہوئے مکان کے اگر چھوٹا ہو تو اوسے غار کہتے ہیں کہف نہیں کہتے -

لُجّی - معظم آب کو کہتے ہیں - بحر لُجّی اسی معنی میں مستعمل ہے - یعنی وہ دریا جسمیں پانی زیادہ ہو

لزام - بمعنی ملازمت اور مصاحبت ہے - لازمة - ملازمة - ولزامًا -

لُمزۃ - لمز - بمعنی اشارۃ اور عیب لُمزۃ وہ شخص ہے جو لوگونکی طرف آنکھ سے اشارہ کرے اور عیب چینی کرے -

لِواذ کے معنی دہوکا دینا - اور بمعنی حفاظت بھی آیا ہے -

متجانف - جنف - جور و ظلم - میل عن الحق - تجانف - مائل - غیر متجانف لاثم یعنی غیر مائل الی اثم -

مصیطر گماشتہ - نگاہبان - حافظ - اصل اسکی سین ہے یعنی مُسَیطِر مگر بوجہ طا سین کو صاد سے بدل دیا گیا ہے - جیسے صِراط کہ اصل اسکی سِراط ہے -

معصرات بمعنی سحاب - من المعصرات ماءً یعنی ابر سے مینہہ برسایا -

موصدۃ - بمعنی مطبقہ ہے - یعنی ڈھکی ہوئی - اور چھائی ہوئی - نار مؤصدۃ سے مراد وہ آگ ہے جو چاروں طرف سے محیط اور چھائی ہوئی ہو -

موضونۃ بتہ بنے ہوئے - وَضَن یضن فهو موضون وضین سے مشتق ہے -

ناشطات وہ گھوڑیاں جو نشاط و سرور کی حالت میں دوڑتی چلی جاتی ہیں -

نزّاعۃ نَزَع سے مشتق ہے جسکے معنی نکال لینے والے کے ہیں - نزّاعة للشوی کے معنی یہ ہیں کہ وہ دوزخ کی آگ ہاتھ پاؤں اور کھوپری کی دور دینے والی یا نکال لینے والی ہوگی

نضّاختان - دو اوبلنے والے - فيهما عينان نضّاختان - یعنی جنت میں دو اوبلنے والے چشمے ہیں -

نقلیر - نقیر - شئی قلیل -

نُقَیض بمعنی نُقدّر - نُقَیض له شیطانًا فهو له قرین - یعنی ہم ایسے شخص پر ایک شیطان کو مسلط و مقرر کر دیتے ہیں جو اوسکے ساتھ رہتا ہے -

نمارق - نمرقه - مثلث الحرکات بمعنی مسند کو چکہ - نہالچہ - زین پوش -
ولیجة - دخیلة - اور اپنے مخصوصین آدمیوں کو بھی ولیجہ کہتے ہیں کیونکہ اپنی میں داخل ہیں
همزة - ہمز چشمک کرنا - دفع کرنا - مارنا - ہمزہ - غماز و نمام کو کہتے ہیں -

هیم

یدحضوا - ادحاض - یعنی ابطال - یدحضوا - بمعنی یبطلوا
یخصفان - خصف - سینا - ٹانکنا - یخصفان علیهما من ورق الجنة یعنی آدم و حوا کے جب کپڑے بسبب اونکے گیہوں کھالینے کے گر گئے تو وہ درخت کے پتوں کو اپنے بدن پر سی رہے تھے -
یصعقون - صعقه - چیخ - یصعقون کے معنی یہ ہیں کہ اونپر ایک چیخ واقع ہوگی -
یقترفوا - اقتراف - بمعنی اکتسب ہے - اور اقترف الذنب بمعنی گناہ کیا -
یوزعون - بمعنی یقسمون - و یدفعون - اور بروایت ابن عباس اسکے معنی یحبس اولهم عن اٰخرهم ہے -
یونس - ایک نبی کا نام ہے - جنکو ذوالنون بھی کہتے ہیں - کیونکہ مچھلی انکو نگل گئی تھی پھر زندہ اوسکے پیٹ سے نکلے - اور عتاب الٰہی سے نجات پائی -

انچاسواں باب انواع کلام میں

کلام جو کسی شخص متکلم سے بمقابلہ کسی سامع کے صادر ہوتا ہے - وہ یا تو صریح[۱] ہوگا - یا کنائی[۲] استعارہ[۳] ہوگا - یا تمثیلی[۴] - تشبیہی[۵] ہوگا - یا مجاز[۶] - عام[۷] ہوگا - یا خاص[۸] - مجمل[۹] ہوگا - یا مفصل[۱۰] محکم[۱۱] ہوگا - یا متشابہ[۱۲] - وعد[۱۳] ہوگا - یا وعید[۱۴] - امر[۱۵] ہوگا - یا نہی[۱۶] - وعظ[۱۷] ہوگا - یا خطابیہ[۱۸] - قصہ[۱۹] ہوگا یا عبرت[۲۰] - شفاء[۲۱] ہوگا - یا بالمکاتبہ[۲۲] - دعوی[۲۳] ہوگا - یا برہان[۲۴] - ناسخ[۲۵] ہوگا - یا منسوخ[۲۶] نظم[۲۷] ہوگا - یا نثر[۲۸] - دعا[۲۹] ہوگی - یا احکام[۳۰] -
غرض ان صورتوں میں سے کسی صورت میں کلام کا ظہور ہوگا - ہم جو قرآن مجید کو دیکھتے ہیں تو عجیب لطف اسمیں یہ بھی پاتے ہیں کہ جہاں یہ کتاب محکم و خطاب مستقن انواع علوم

مشتمل ہے اوسی طرح اسمیں انواع کلام بھی باتمہا واجمعہا موجود ہیں۔ حالانکہ اس سے قبل یا بعد کسی ایسی کتاب کا پتہ نہیں ملتا جوان تمام امور کی اس حسن سے جامع ہو کہ غرض کتاب تو کجہ اور ہو فنون مختلفہ اوسمیں موجود ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک انسان عاقل جب اس کتاب کی تلاوت شروع کرتا ہے۔ اور اسکے محاسن پر اطلاع حاصل کرتا ہے تو مجبور ہوکر تسلیم کرتا ہے کہ یہ کتاب انسانی تصنیفات میں سے نہیں ہے بلکہ اسکا ورود و بروز ایک ایسی طاقت سے ہوا ہے جو طرق بشری سے بالکل بالاتر ہے۔ اسوجہ سے وہ اسکے خدائی کلام ہونے میں ہرگز شک نہیں کرتا۔ اور بے ساختہ پکار اوٹھتا ہے کہ ان ھو الا تنزیل من حکیم حمید۔ اور مان لیتا ہے کہ یہ ایک ایسے شخص کے واسطے سے آدمیوں تک پہونچا ہے کہ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ اور بصدق دل تصدیق کرتا ہے۔ کہ نزل به الروح الامین علی قلبك لتکون من المنذرین اور جب وہ اسکے لطائف و عجائب کی انتہا تک نہیں پہونچتا تو آخر یہ کہنے لگتا ہے۔ کہ غرائبه تبقی و عجائبه مدی الدھر لا یفنی۔ اور جب وہ بیشمار مطالب نفیسہ پر اطلاع حاصل کرتا ہے تو اوسے اس کلام پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ اور یہ کہ کل شئ احصیناہ فی امام مبین۔ اب اون مثالوں پر غور کیجئے جنکا ذکر اول میں کیا گیا ہے۔

کلام صریح اِنَّ اللہ له ملك السماوات والارض یحیی ویمیت وما لکم من دون اللہ من ولیٍ ولا نصیرٍ۔ بیشک خدا ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مار ڈالتا ہے۔ سوائے اللہ کے نہ تمہارا کوئی مالک ہے اور نہ کوئی مددگار۔

کلام بالکنایہ۔ او جاء احدٌ منکم من الغائط یا آیا ہو کوئی تم میں سے غائط سے غائط اوس زمین نشیب کو کہتے ہیں جو وسیع ہو غیط۔ غاط۔ غوط بھی اسی معنی میں ہے۔ جمع اسکی غیاط۔ اغواط۔ غیطان۔ غوط ہے۔ باغ کو بھی غائط کہا گیا ہے۔ اس مقام پر پروردگار عالم نے غائط کے لفظ سے کنایہ فرمایا ہے حدث مخصوص سے۔

فاتوا حرثکم انی شئتم۔ اپنی کھیتی کے پاس آؤ جس طرح چاہو۔ اتیان حرث سے کنایہ جماع سے کیا ہے۔ فلما تغشاھا حملت حملاً خفیفا جب وہ اوسکے پاس آگیا۔ یا اوسے ڈھانک لیا تو وہ حاملہ ہوگئی۔ تغشی فرمایا ہے اور کنایہ کیا ہے مقاربت سے۔

کلام بالاستعارہ لتنذر ام القری ومن حولھا۔ (تاکہ تو ڈراوے ام القری کو اور اون لوگوں کو جو اوسکے گرد ہیں) قریٰ کے واسطے اُمّ کا استعارہ فرمایا ہے۔

اذا قھا لباس الجوع۔ جوع کو شخص فرض کرکے اوسکے لئے لباس کا استعارہ کیا ہے۔

فما بکت علیھم السماء والارض (اونپر آسمان وزمین نہیں روئے) آسمان وزمین کو انسان فرض کرکے بکاء کو اونکے لئے استعارہ ثابت فرمایا ہے۔

اشتعل الراس شیبا۔ سر کے بالوں کے سفید ہو جانے کو آگ فرض کرکے اشتعال اوسکے واسطے استعارہ ثابت کیا ہے۔ علی ہذا القیاس سیکڑوں مثالیں ہیں۔

کلام تمثیل واضرب لھم مثلا رجلین جعلنا لاحدھما جنتین من اعناب وحففنا ھما بنخلٍ وجعلنا بینھما زرعا کلتا الجنتین اتت اکلھا ولم تظلم منہ شیئا وفجرنا خلالھما نھرا وکان لہ ثمر فقال لصاحبہ وھو یحاورہ انا اکثر منك مالا واعز نفرا ودخل جنتہ وھو ظالم لنفسہ قال ما اظن ان تبید ھذہ ابدا وما اظن الساعۃ قائمۃ ولئن رددت الی ربی لاجدن خیرا منھا منقلبا۔ قال لہ صاحبہ وھو یحاورہ اکفرت بالذی خلقك من تراب ثم من نطفۃ ثم سوّاك رجلا۔ لکنا ھو اللہ ربی ولا اشرك بربی احدا ولولا اذ دخلت جنتك قلت ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ان ترن انا اقل منك مالا وولدا۔ فعسی ربی ان یوتین خیرا من جنتك ویرسل علیھا حسبانا من السماء فتصبح صعیدا زلقا۔ او یصبح ماءھا غورا فلن تستطیع لہ طلبا واحیط بثمرہ فاصبح یقلب کفیہ علی ما انفق فیھا وھی خاویۃ علی عروشھا ویقول یالیتنی لم اشرك بربی احدا،، اے ہمارے رسول ان لوگوں سے دو شخصوں کی مثال بیان کرو۔ جنمیں سے ایک کو ہم نے دو باغ دیئے تھے انگوروں کے اور اون دونوں

باغوں کو کھجوروں کے درخت سے گھیر دیا تھا۔ اور اون کے درمیان زراعت بھی قرار دی تھی یہ دونوں باغ اپنا پھل دیتے تھے۔ اور ذرا بھی کمی نہ کرتے تھے۔ ہم نے ان دونوں کے درمیان نہر جاری کردی تھی۔ اوس شخص کے اولاد بھی تھی (یا مال) تو اوس نے اپنے ساتھ والے سے باتوں باتوں میں کہا کہ میں تو تم سے مال اور آدمیوں کی راہ سے معزز ہوں۔ اور اپنے باغ میں گیا ایسی حالت میں کہ وہ اپنے نفس پر ظالم تھا (کیونکہ اوس نے غرور و عجب کیا تھا) کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ باغ کبھی نہ فنا ہوگا۔ میرے خیال میں قیامت بھی نہ قائم ہوگی۔ اور اگر بالفرض میں خدا کے پاس گیا بھی تو اس سے بہتر وہاں پاؤنگا (یہ من مانی بات خوب کہی) (پھر) اوسکے ساتھ والے نے کہا کیا تونے اوس (معبود برحق) کا انکار کردیا (یا اوسکے ساتھ کفر کیا) جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا تھا۔ پھر نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر تجھکو مرد کی صورت میں بنا دیا۔ لیکن میں تو یہی کہتا ہوں کہ اللہ میرا پروردگار ہے۔ میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اے شخص جب تو اپنے باغ میں آیا تو (اوسکی ہری بھری حالت اور شادابی کو دیکھکر) یہ کیوں نہ کہا ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ،، اگر میں تیری نظر میں مال و اولاد کی راہ سے کم ہوں تو کچھہ پروا نہیں) کیونکہ عنقریب میرا پروردگار مجھکو تیرے باغ سے بہتر چیز دیگا۔ اور اس باغ پر عذاب نازل کریگا۔ پھر یہ باغ زمین صاف اور چکنی ہو جائیگی۔ یا اسکا پانی خشک ہو جائیگا تو ہرگز تو اوسکو نہ پاسکیگا۔ (آخر ایسا ہی ہوا) کہ اوسکا سارا پھل سمیٹ لیا گیا۔ پھر وہ اپنی کف افسوس ملنے لگا۔ اوس مال پر جو اوس نے اپنے اس باغ پر صرف کیا تھا۔ درآنحالیکہ وہ اپنی چھتریوں کے بل اولٹا ہوا پڑا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ کاش میں اپنے رب کے ساتھ شرک نہ کرتا،،

حاصل یہ ہے کہ جو کوئی خدا کے ساتھ شرک کرتا ہے اوسکا انجام یہی ہوتا ہے کہ تمام مال و اسباب دنیا بھی اوسکا ضائع ہو جاتا ہے۔ اور سوائے پچھتانے کے اوسکو کچھہ حاصل نہیں ہوتا۔ خود پسندی و غرور خدا کو پسند نہیں ہے وہ ہمیشہ مغروروں اور خود پسندوں کو نیچا دکھاتا ہے۔ اور ہوائے غرور کو اونکے دماغ سے دم کے دم میں نکال دیتا ہے!! (سورۂ کہف رکوع ۴)

(۲) ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شئ و من رزقناہ منا رزقا حسنا فھو ینفق منہ سرا و جھرا ھل یستون،، اللہ مثال دیتا ہے ایک غلام مملوک کی کہ

جو کسی چیز پر قادر نہیں ہے۔ اور ایک اوس شخص کی جسکو ہم نے اچھی روزی دی ہے۔ پس اوس روزی میں سے ظاہر اور پوشیدہ ہر طرح سے خرچ کرتا ہے۔ کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

(۳) وضرب اللہ مثلاً رجلین احدھما ابکم لا یقدر علی شئ وھو کلّ علی مولاہُ اینما یوجّھہُ لا یاتِ بخیرٍ ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل وھو علی صراطٍ مُستقیم،، اور مثال دیتا ہے پروردگار عالم دو آدمیوں کی جنمیں سے ایک گونگا ہے۔ جو کچھ نہیں کر سکتا۔ اور اپنے مولا پر بوجھ۔ جہاں اوسے بھیجتا ہے۔ کہیں سے بھلائی نہیں لاتا۔ کیا وہ برابر ہو سکتا ہے اوس شخص کے جو عدل کا حکم دیتا ہے۔ اور جو سیدھی راہ پر ہے؟

کلام تشبیہ مثلھم کمثل الذی استوقد نارًا فلما اضاءت ما حولہٗ ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلماتٍ لا یُبصرون،، ان کافروں کی مثل اوس شخص کی سی ہے جسنے آگ روشن کی پس جب اوسکے گرداگرد روشن ہوگئی تو اللہ نے اونکے نور کو کھودیا۔ اور اونکو ایسی تاریکی میں چھوڑ دیا کہ وہ بالکل نہیں دیکھتے۔

کلام مجاز یجعلون اصابعھم فی اٰذانھم،، وہ اپنے کانوں میں اونگلیاں دے لیتے ہیں۔ انملہ پر اصابع کا اطلاق کیا گیا۔ اِنّی ارانی اعصر خمرًا۔ میں خواب میں اپنے تئیں دیکھتا ہوں کہ شراب نچوڑ رہا ہوں۔ پہلے میں مجاز لعلاقہ جزو و کل ہے۔ دوسرے میں مجاز لعلاقہ مایؤل ہے۔ علی ہذا القیاس اور مثالیں ہیں۔

کلام عام ازلفت الجنۃ للمتقین۔ جنت تمام پرہیزگاروں کے لئے قریب کیگئی ہے۔ الرجال قوّامون علی النساءٓ،، کل مرد عورتوں پر حاکم بنائے گئے ہیں۔

کلام خاص اِنّک لا تھدی من اَحببتَ اے رسول تمہارا کام نہیں ہے کہ جسکو پسند کردیا چاہو اوسے ہدایت کرلو۔ بلکہ ہدایت کرنا تو خدا کا کام ہے۔ اِنّک لعلیٰ خُلُقٍ عظیم،، اے رسول تمہارا خلق بڑا ہے۔

کلام مجمل۔ اقیموا الصلوٰۃ۔ اٰتوا الزکوٰۃ۔ انفقوا فی سبیل اللہِ۔

کلام مفصل۔ حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطےٰ۔ اقم الصلوٰۃ لدلوك الشمس الی غسق اللّیل وقراٰن الفجر ان قراٰن الفجر کان مشھودا۔

فسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل الغروب ، و من اللیل فسبحه و ادبار السجود ،، انما الصدقات للفقراء و العاملین علیها الخ

الذین ینفقون اموالهم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منًّا و لا اذًی لهم اجرهم عند ربهم و لا خوف علیهم و لا هم یحزنون جو لوگ اپنے مالوں کو راہ خدا میں صرف کرتے ہیں ۔ پھر خرچ کرنے پیچھے احسان جتاتا اور ایذارسانی نہیں کرتے ۔ اونکو اونکا اجر ملیگا اونکے پروردگار کے پاس سے ۔ اور نہ خوف ہوگا اونکو اور نہ وہ محزون ہونگے "

کلام محکم یا ایها الذین امنوا لا تبطلوا صدقٰتکم بالمن و الاذٰی کالذی ینفق ماله رئاء الناس و لا یؤمن باللہ و الیوم الاخر ،، اے ایمان والو ۔ اپنے صدقوں کو احسان جتاکر اور ایذا پہونچاکر باطل نکرو مثل اوس شخص کے جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے واسطے صرف کرتا ہے اور اللہ پر اور روز آخر پر ایمان نہیں لاتا ۔

اہل تفسیر کی رائے ہے کہ محکم ترین آیات قرآن مجید میں یہ آیت ہے ۔ فمن یعمل مثقال ذرة خیرًا یرہ و من یعمل مثقال ذرة شرًّا یرہ ۔ جو شخص بقدر ذرے کے بھی نیکی کریگا اوسے بھی قیامت کے دن دیکھ لیگا ۔ اور جو ذرہ برابر بدی کریگا وہ بھی اوسکا بدلہ قیامت میں پائیگا ۔

کلام متشابه ۔ وجوہ یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة کچھ چہرے اوس دن تر و تازہ و شگفتہ ہونگے ۔ اپنے پروردگار کی طرف نظر کرنے والے ہونگے " اسمیں تشابہ اسوجہ سے ہے کہ بظاہر تو نظر الی الرّب سمجھ میں آتی ہے ۔ مگر مراد اس سے نعمة رب ہے ۔ جاء ربك و الملك صفًّا صفًّا ۔ تیرا رب ، اور فرشتے جسدن صف بصف آئینگے ،، خدا کے لئے آنا کیا معنی رکھتا ہے ؟ پس لامحالہ یہاں مراد امر ربك ہے ۔ مضاف حذف کیا گیا ۔ اور مضاف الیہ اوسکے بدلہ قائم کیا گیا ہے ۔ اور یہ کلام عرب میں شائع و عام ہے ۔ لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك و ما تاخر ۔ رسولخدا کی مغفرت سے کوئی مطلب نہیں سمجھ میں آتا کیونکہ جب گناہ ہی نہیں تو مغفرت کس چیز کی ہوگی ۔ لامحالہ مغفرت گناہان امت مراد ہے !! علی ہذا القیاس اور مثالیں ہیں ۔

کلام وعدہ بشر الذین امنوا و عملوا الصالحات ان لهم جنات تجری من تحتها الانهار کلما رزقوا منها من ثمرة رزقًا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل و

واُتُوا بہ متشابہا ولھم فیھا ازواجٌ مُّطھرۃٌ وھم فیھا خالدون ،، اے رسول خوشخبری دے اون لوگوں کو جنھوں نے ایمان قبول کیا اور عمل نیک کئے ہیں کہ اونکے واسطے ایسے باغ ہین جنت میں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں ۔ جب اوسمیں اونکو پھل کی روزی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے دنیا میں دی گئی تھی ۔ حالانکہ اونکو اسکے مشابہ دی گئی تھی ۔ اور ان لوگونکے واسطے پاک بیویاں ہیں ۔ اور ہمیشہ اون باغوں میں رہینگے ۔

اِنّ المتقین فی جنّات وعیون یلبسون من سندس واستبرق متقابلین کذٰلک وزوجناھم بحور عین یدعون فیھا بکل فاکھۃ اٰمنین لا یذوقون فیھا الموت الا الموتۃ الاولی ووقاھم ربھم عذاب الجحیم ۔ بیشک پرہیزگار لوگ باغوں اور چشموں کے درمیان رہینگے ۔ سندس اور استبرق کے کپڑے پہنے ہوئے برابر بیٹھے ہونگے اسی طرح ۔ اور اونکی تزویج بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کیجائیگی ۔ ہر قسم کے پھل امن کے ساتھ وہ مانگینگے ۔ اوسمیں موت کو وہ نہ چکھینگے مگر پہلی موت جو اونکو دنیا میں آچکی ہے ۔ اور اونکے پروردگار نے عذاب جہنم سے اونکو بچالیا ہے ۔

کلام وعید اِنَّ شجرۃَ الزقوم طعام الاثیم کالمُھل یغلی فی البطون کغلی الحمیم خذوہ فغلوہ فاعتلوہ الی سواء الجحیم ثم صبّوا فوق راسہ من عذاب الحمیم بیشک درخت زقوم گناہگار کا پھل ہے (قیامت میں) جو مثل قطران ۔ یا آہن گداختہ کے ہوگا ۔ پیٹوں میں اسطرح کھولیگا جیسے گرم پانی ۔ ہم اوسدن فرشتوں سے کہینگے کہ اس گناہگار کو پکڑو اور اسے جہنم کے اوپر لیجاؤ ۔ پھر اسکے سر پر عذاب گرم بہاؤ ؟

خذوہ فغلّوہُ ثم الجحیم صَلّوہ ثم فی سلسلۃ ذرعھا سبعون ذراعًا فاسلکوہ ہم کہینگے قیامت کے دن کہ اس گناہگار کو پکڑو اور اسکو طوق میں جکڑو پھر جہنم میں اسکو جلاؤ پھر ستر ہاتھ کی زنجیر میں اسکو باندہ دو ؟

کلام بصورت امر واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرّقوا ۔ خدا کی رسی (یعنی محبت اہلبیت رسولؐ) کو مضبوط پکڑو اور متفرق نہو ۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرّسول واولی الامر منکم ۔ اللہ و رسول کی اطاعت اور اپنے میں سے جو صاحب امر ہدایت ہوں اونکی

اطاعت کرو (یعنی اصلی خلفائے رسول کو جو بارہ امام ہیں اونکی فرمانبرداری کرو) یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرو اور صادقین کا ساتھ دو"
کلام بصورت نہی لا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔ ناحق کسی نفس محترمہ کو قتل نکرو" لا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن بے کسی جائز طریقے کے مال یتیم کو نہ کھاؤ۔ لا تعثوا فی الارض مفسدین۔ زمین پر فساد کرتے نہ پھرو۔ لا تقربوا الزنا زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو" الی غیر ذلک من الامثلۃ۔
کلام وعظ۔ الھاکم التکاثر حتی زرتم المقابر کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون کلا لو تعلمون علم الیقین لترون الجحیم ثم لترونھا عین الیقین ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم" تم لوگوں کو کثرت مال و اولاد نے خدا کی یاد سے غافل کر رکھا یہانتک کہ جا دیکھا تم لوگوں نے قبروں کو۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ پھر ہوشیار ہو جاؤ کہ بہت جلد تمہیں اسکا حال معلوم ہوگا۔ چونکہ۔ اگر تم علم الیقین سے جان لیتے تو وہ جاننا تمکو اس غفلت سے روکتا۔ اور مال و اولاد کی کثرت پر نہ پھولتے۔ ضرور تم جہنم کو دیکھوگے۔ پھر ضرور تم اوسکو عین یقین سے دیکھوگے۔ (تب تمکو معلوم ہوگا کہ ہم نے دنیا میں کیسا برا کیا) پھر تم سے ضرور نعمت کا سوال کیا جائیگا۔ (کہ ہم نے جو نعمت دنیا میں تمکو دی تھی اوسکے ساتھ کیسا برتاؤ تمنے کیا (یعنی ولائے اہلبیت کو کیوں چھوڑا)
کلام خطبات جسے خطبہ کہنا چاہیے۔ خطبہ میں حمد و نعت ہوتی ہے۔ کچھہ نصیحت ہوتی ہے۔ آخرت کی یاد دلائی جاتی ہے۔ کچھہ دعا ہوتی ہے۔ کچھہ الحاح و عاجزی۔ وہ سب باتیں اس سورہ میں جمع ہیں۔ تفسیر اسکی اور کتابوں سے دیکھیے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ اوائل آیت حمد خدا ہے۔ پھر ثنائے خدا ہے۔ پھر اظہار فخر و انکسار ہے پھر دعا ہے۔ پھر نعت رسول خدا اور مدح آئمہ ہدیٰ ہے والسلام۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔
کلام قصہ وایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین

فاستجبنا له وکشفنا ما به من ضُرٍّ و آتیناه اهله ومثلهم معهم رحمةً من عندنا وذکرٰی للعابدین - ایوب نبی کو یاد کرو جب کہ اوس نے پکارا کہ اے پروردگار مجکو تکلیف نے چھوا ہے - حالانکہ تو بڑا رحیم ہے - تب ہم نے اوسکی دعا قبول کی اور اوسکی تکلیف درد کو دفع کیا - اور اوسکے اہل و عیال اوسکو دئے - اور ویسے ہی اور دئے - اپنی طرف سے رحم کرکے - اور نیز اس غرض سے کہ عبادت گذار لوگوں کے لئے یادداشت رہے علی ہٰذا القیاس اور بہت سے قصے ہیں -

کلام عبرت - تاللہ لقد ارسلنا الی اُمَمٍ من قبلك فزیّن لهم الشیطانُ اعمالهم فهو ولیّهم الیوم ولهم عذابٌ الیم - خدا کی قسم ہمنے اگلی امتوں کی طرف بھی رسول بھیجے تھے لیکن شیطان نے اون امتوں کی نگاہوں میں اونکے اعمال کو زینت دی تو آج وہی شیطان اونکا دلی ہے - اور اون امتوں کے لئے عذاب دردناک ہے (اسمیں عبرت دلائی ہے اس امت کے لوگوں کو کہ اگر یہ بھی ویسا ہی کرینگے - تو انکو بھی عذاب دردناک میں مبتلا ہونا پڑیگا)

کلام شفاہی - نادیناه ان یا ابراهیم قد صدقت الرؤیا - ہم نے ابراہیم کو پکار کے کہا کہ تم نے خواب کی تصدیق کردی - یازکریا انّا نبشرك بغلام اسمه یحیی اے زکریا ہم تمکو خوشخبری دیتے ہیں ایک لڑکے کی جسکا نام یحیی ہوگا - یا یحیی خذ الکتاب بقوّة اے یحیی کتاب کو قوت سے پکڑو " یعنی بقوت دل اسکے مطالب پر عامل ہو - یاداؤد انّا جعلناك خلیفةً فی الارض - اے داؤد ہمنے تجکو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا "

کلام بالمکاتبہ انه من سلیمان وانه بسم الله الرحمن الرحیم - الا تعلوا علیّ وأتونی مسلمین - یہ حضرت سلیمان کے خط کی عبارت ہے - جو بلقیس کے پاس بھیجا تھا یعنی یہ خط سلیمان نبی کا ہے - بسم اللہ الرحمن الرحیم - اے بلقیس اور اوسکی قوم کے لوگ میرے مقابلے میں زور نکرو - اور فرمانبردار ہوکر میرے پاس چلے آؤ "

کلام دعوی اللهُ لا اِلٰهَ اِلّا هو الحیّ القیوم " بس خدا ہی ایک معبود برحق ہے اور وہی حی وقیوم ہے -

کلام برہانی - لوکان فیہما آلِہۃٌ اِلّا اللہُ لفسدتا ۔ اگر آسمان و زمین میں کئی خدا ہوتے تو آسمان و زمین تباہ ہو جاتے - حالانکہ تباہ نہیں ہوئے - پس معلوم ہوا کہ سوائے ایک خدا کے دوسرا خدا نہیں -

کلام منسوخ - لکم دینکم ولی دین - تمہارے لئے تمہارا دین میرے لئے میرا دین -

کلام ناسخ فاقتلوھم حیث ثقفتموھم - جہاں پاؤ ان کافروں کو قتل کرو -

کلام نظم - اسکی مثالیں کثیر سابق میں گذر چکیں تکرار کی ضرورت نہیں -

کلام نثر - کل قرآن ہی کلام نثر مسجع ہے - اور کہیں نثر مرصّع - ما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ - اسکا شاہد موجود ہے - باقی رہا اسکا نظم ہوتا - اوسکی وجہ سابق میں لکھدی گئی ہے

کلام بصورت احکام - اس کا بھی ایک باب مستقل باب الفقہ سابق میں گزر چکا ہے ایک مثال حکم کی یہاں لکھے دیتا ہوں - واصبر لحکم ربّک فانّک باعیننا وسبّح بحمد ربّک حین تقوم ومن اللیل فسبّحہ وادبار النجوم ،، اے رسول اپنے پروردگار کے حکم پر صبر کرو کیونکہ تم ہماری حفاظت میں ہو - یا یہ کہ ہماری پیش نظر ہو - اور جب سو کر اوٹھو تو اپنے رب کی حمد کی تسبیح کرو - اور شب کے وقت اوسکی عبادت کرو - اور تاروں کے چھپتے وقت اوسکی بندگی کرو ؛

کلام دعا - ربّنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرًا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحمّلنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا - ربنا اننا سمعنا منادیًا ینادی للایمان ان اٰمنوا فاٰمنّا ربّنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفّر عنا سیاٰتنا وتوفّنا مع الابرار ،، ربّنا اٰتنا فی الدّنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النّار ،، ربّنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھّاب ؛

تمّت بالخیر

خاتمہ

ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذا الکتاب واسئلہ الرحمۃ فی المبدء والمآب وادعوہ بما دعا بہ افضل الصابرین۔ رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین۔ وانا العبد الافقر الی رحمۃ ربی الاکبر محمد ہارون ابن السید الاید المغفور السید عبد الحسن زنگی پوری قد شرعت فی تسویدہ فی اواخر شہر رمضان ۱۳۲۷ھ ووقع الفراغ من تسویدہ فی الثالث من ذی قعدۃ ۱۳۲۷ھ بحسین آباد من مضافات مونگیر۔

رب اغفر لی وارحمنی وتب علی انک انت التواب الرحیم

وصل علی محمد وآلہ الطیبین اولی التبجیل والتعظیم

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ العلی العظیم

تمت

اُم الائمہ فی جواب اُمہات الاُمہ

اس کتاب کو تصنیف کرنے کی یوں ضرورت محسوس ہوئی کہ جناب شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی نے ایک رسالہ موسوم بامہات الامہ لکھ کر شایع کیا تھا جس سے اسلامی دنیا میں تہلکہ پڑ گیا تھا اور مسلمانوں کی طرف سے اس قدر شور و غوغا بلند ہوا کہ بالآخر ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس مقام دلی میں یہ کتاب ایک جم غفیر کے سامنے جلا دی گئی۔ ام الائمہ ان تمام دریدہ دہنیوں کا جواب ہے جو جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کی سیرت کے متعلق کی گئیں تھیں اس کے مصنف عالیجناب قاضی سید محمد محسن صاحب وفا سیتاپوری سب رجسٹرار درجہ دوم بارہ بنکی ہیں جس قدر لغو اعتراضات ام الائمہ خاتون جنان جناب سیدہ علیہا السلام کی پاک اور بے لوث عادات اخلاق اور خصائل کے متعلق کئے گئے تھے ان سب کا قلع قمع کر دیا ہے نیز جناب عائشہ کی لائف کے متعلق واقعات پر بھی نظر ڈالی ہے یہ کتاب اپنی شان میں بے نظیر اور قابل ملاحظہ ہے قیمت ۸ر

تفسیر عمدۃ البیان ہر سہ جلد بزبان اردو

کلام اللہ کی یہ بے نظیر تفسیر آیۃ اللہ فی العالمین حاجی الحرمین الشریفین مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولانا و مقتدانا مولوی السید عمار علی صاحب اعلی اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان کی تصنیفات سے ہے چھپ کر ہندوستان کے ہر گوشہ اور شیعی دنیا کے ہر طبقے میں اس قدر مقبول ہوئی کہ چار دفعہ چھپنے پر اس کی مانگ ملک کے ہر چہار اطراف سے برابر چلی آتی ہے سچ تو یہ ہے کہ اس تفسیر کو اردو میں لکھ کر جناب موصوف نے جو احسان ہم شیعیان ہند پر فرمایا ہے اسکا اجر سوائے پروردگار عالم اور کون دے سکتا ہے اس مرتبہ یہ مقدس تفسیر دس دس پارہ کی تین جلدوں میں چھپ کر شایع ہوئی ہے خوشخطی کا کامل اہتمام کیا گیا ہے - کاغذ اعلیٰ درجہ کا لگایا ہے - چھاپہ نہایت صاف و روشن ہے - قلم مینہ کی سینت جلی - تقطیع ۲۰×۲۶ صفحہ آیات قرآنی کو دیگر عبارات تفسیر کی نسبت اس قدر واضح قلم سے لکھا ہے کہ جس آیت کو دیکھنا چاہیں باسانی ملاحظہ کر سکتے ہیں - فریقین کے متنازعہ فیہ مقامات اور مناظرے کی [illegible] کو حاشیہ پر خاص [illegible] غرض یہ نادر تفسیر اب کی دفعہ نہایت اہتمام کے ساتھ چھپ[illegible] [illegible] جلد اول [illegible] درجہ دوم [illegible]

المشتہر سید جعفر حسن شمسی مالک مطبع یوسفی کشمیری دروازہ دہلی

تصویر کربلا

اس زمانہ میں ایک ایسی مفصل اور بشرح رسالے کے حیز طبع میں آنے کی نہایت سخت ضرورت محسوس کی جارہی تھی جو کہ کربلائے معلی کی تاریخی واقعات کا آئینہ ہو چنانچہ اکثر حضرات نے اپنے اپنے مذاق کے موافق فارسی و اردو میں سفرنامے تو متعدد دیکھے جن کے مطالعہ سے صرف اسقدر فائدہ ہوا کہ زواروں کو اپنے سفر میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے ہدایتیں مل گئیں لیکن ایسے رسالہ کی تالیف کیطرف کسی کی توجہ مبذول نہوئی جس سے کربلا کے تاریخی واقعات اور جغرافی حالات کا پتہ لگ سکے چنانچہ اس نہایت اہم ضرورت کو عالی جناب فخر الحاج والزائرین مولوی سید آل محمد صاحب امروہوی نے باحسن وجوہ اختتام کو پہنچایا اور واقعات کربلا میں تاریخی لحاظ سے اس کتاب کو باوجود احتیاج بسط اس بے نظیر طریقہ سے مختصر کرکے دکھلا دیا کہ بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے کہ دریا کو کوزے میں بند کردیا ہے اس میں مندرجہ ذیل ابواب مع فصول ہیں باب اول فصل اول جغرافیہ زمین کربلا میں فصل دوم فضیلت کربلا میں فصل سوم فضیلت آب فرات میں فصل چہارم وجوب زیارت جناب امام حسین علیہ السلام میں دوسرا باب ان واقعات کے بیان میں جو قبل شہادت جناب امام حسینؑ اور آنحضرت کے کربلا میں تشریف لانے سے پہلے واقع ہوئے تیسرا باب ان واقعات کے بیان میں جو یکم محرم سے ۱۰ محرم تک جناب امام حسین علیہ السلام پر زمین کربلا پر گذرے باب چہارم میں وہ تمام حالات و واقعات درج ہیں جو بعد شہادت امام حسین علیہ السلام اہل بیت علیہم السلام پر گذرے اس کے بعد حالات دفن شہدا نیز اول صدی سے لیکر چودھویں صدی تک جو جو واقعات مشہورہ کربلائے معلی میں گذر نے گئے اُن سب کو بالتفصیل درج کیا ہے اور سب کے آخر میں ایک گوشوارہ شہدائے کربلا کا مع نام اور جن جن کتب میں ان کا ذکر آیا ہے اُن کا حوالہ اور یہ کہ ہر اک شہید کس کس قاتل کے ہاتھ سے شہید ہوا مرقوم ہے قیمت ۶ر

اسباب النجات

سوائے ایسے بے پروا خودسروں کے جنکو دین و دیانت سے بلکہ خدا اور رسول کی عبادت سے دلچسپی ہی نہیں کون ایسا بشر ہوگا جس کی روح اپنے خالق منعم و رزاق اور اصلی فریاد رس کیطرف نہ جھکتی ہو اضطراب او بیچینی میں جبکہ کوئی ذریعہ و وسیلہ و سہارا اور کوئی چارہ نہ ملتا ہو دل

گھبرا گھبرا کر کسی غیبی سبب ساز کو نہ ڈھونڈھتا ہو اس خاص توجہ اور ایسی علوی حرکت سے شاید ہی کوئی
بے بس عاری ہو مگر باوجود اس رجوع کے کام کیوں نہیں بنتا۔ مراد کیوں نہیں ملتی حاجت کیوں
نہیں بر آتی بس یہ وجہ ہے کہ مراد مانگنی نہیں آتی اور ہر اک درگاہ کے چند آداب خاص ہوتے ہیں جن
سے تقرب حاصل ہو مطلب ملے پس سلطان السلاطین حضرت اقدس رب العالمین کی درگاہ کے لئے کیونکر
کوئی آداب خاص نہو جسکو بجا لاکر مقرب بن سکیں اور مراد پائیں اس اسرار سے عربی۔ فارسی کتابیں تو
خوب مالامال ہیں مگر زبان اردو کی کتب ابتک نادار اگر ان میں کچھ تھوڑا بہت تذکرہ ہوا بھی ہو تو خاص
خاص پتہ کی باتوں سے ہنوز خالی ہیں لیکن **اسباب النجات** میں باوجود مختصر ہونے کے بعض
بعض ایسی باتوں کا اشارہ ہو گیا ہے مگر اس کتاب میں ایسے مضامین جمع ہو کر اردو زبان میں پہلے ہی
بار آئے ہیں اور دیکھنے سے جو لطف حاصل ہو سکتا ہے وہ سننے سے نہیں ہو سکتا گو کہ فہرست مضامین
بھی برائے ملاحظہ پیش کی جاتی ہے۔ خطبہ و حمد معرفت خیز آداب ضروری دعا اوقات دعا ادعیہ مغفرت
عدد سُبُّوح کے فضائل اور اسکے معنی مقصود فضائل بسم اللہ سعید و نیک بخت ہونے اور شومی اور بدبختی دور ہونے
کی دعائیں رد مظالم میں عجیب مضمون اور اعمال تکمیل ایمان۔ مغفرت عصیان دفع وساوس شیطان کی تدبیریں
خاتمہ بالخیر و خاتمہ بالشر چند خاص دعائیں برائے دفع بلیات و قضائے حاجات وسعت رزق
کے خاص اعمال جو اسرار ہیں دست غیب صحیح حضرت امام مہدی صاحب الامر کی زیارات و ملاقات کے عمل
اور ان سے استغاثہ کرنا اور انکی خدمت میں عرضی بھیجنا۔ انبیا و آئمہ یا اپنے اموات کو خواب میں دیکھنے
کے اعمال پوشیدہ باتیں یا امور مشکلہ یا نتائج و انجام کار خواب میں پوچھنا نماز ہائے حاجت عبادت میں
کاہلی کا علاج شک اور وسوسہ کا علاج صفائی باطن و روشنضمیری حاصل کرنے کی شرعی تدبیریں
بعض اسماء اللہ کی خاص تاثیرات عجیبہ یعنی شب قدر کی کیفیت کا ظہور معجزات قرآن یعنی دست غیب
کے چند عمل برائے دفع طاعون برائے مہربانی حاکم حب کا مجرب چٹکلہ اردو میں کیا ایسی کتاب کبھی نے دیکھی
ہو گی اس کے مؤلف وہ شخص ہیں جنھوں نے اپنی دولت اور عمر عزیز کا کافی حصہ ان جواہر و اسرار
علوم کی تلاش میں سفر ہائے عرب و عجم کے حوالہ کر دیا اور بحمد اللہ فائز المرام ہی واپس آئے جب
ہی تو اس کتاب مستطاب کی قیمت ۸ر مع محصول ڈاک ہے

مطبع یوسفی دہلی سے طلب فرمائیے

۲۴۷۱۸

السید محمد ہارون صاحب ھ-ع

علوم القرآن

۲۶/ سرورہ ...

۱۰/۴/۱۹۵۰ ... ۲۳